یه کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم هیں

مو منین بهی اس سے استفاده حاصل کرسکتے هیں.

منجانب.

سبیلِ سکینه

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

ولی العصرؑ ٹرسٹ کی پچیسویں ۲۵ پیش کش

ملاقات با امام زمانؑ

جلد اول

مؤلف :

آقای سید حسن الطحی

مترجم :

حافظ اقبال حسین جاوید

پیشکش :

سید محمد شبیر عباس بخاری

ناشر :

ولی العصرؑ ٹرسٹ، رتہ متہ، ضلع جھنگ

نام کتاب ـــــ ملاقات با امام زمانؑ (حصہ اول)
مؤلف ـــــ آقای سید حسن ابطحی
بار اول ـــــ ۱۹۸۹ء بطابق ۱۴۱۰ھ
تعداد ـــــ ۱۰۰۰ - ایک ہزار
مطبع ـــــ
کتابت ـــــ دارالکتابت حضرت کیلیانوالہ (ضلع گوجرانوالہ)
ہدیہ ـــــ
ناشر ـــــ رسول اللطفر ٹرسٹ، رتہ متہ، ضلع جھنگ

اسٹاکسٹ

۱- ۹ شیر شاہ بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور، پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۶۰۰
۲- افتخار بکڈپو اسلام پورہ لاہور

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو ابوالائمہ حضرت
امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام
کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

خاکپائے امیر المومنینؑ

سید محمد شبر عباس

عرضِ ناشر

یہ بات قابلِ مسرّت ہے کہ قلیل عرصہ میں ادارہ ولی العصر ٹرسٹ کی پچیسویں کتاب "ملاقات با امام زمان علیہ السّلام" مومنین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرچکا ہے یہ کتاب امام زمانہ علیہ السلام کے معجزات پر مشتمل ہے جو جناب حجۃ الاسلام آقای حسن ابطحی کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم بہت جلد منظرِ عام پر آجائے گا۔ ہمیں اُمید ہے کہ مومنین بہت زیادہ پسند کریں گے اور اس سے استفادہ کریں گے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ خداوند کریم میری اس حقیر محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کا اجرِ عظیم میرے والدین و دیگر مومنین کے نامہ اعمال میں درج فرمائے۔

(آمین)

خاکپائے امام زمانہ
سیّد محمد شبّر عباس

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زمانہ غیبت میں امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتے یا ان کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ میں نہیں جانتا کہ ان کے پاس کون سے دلیل ہے۔!؟

جو انسان دنیا میں جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہو۔ گوشت و پوست، مادی بدن کے ساتھ زندگی گذار رہا ہو کیوں نہیں دیکھا جا سکتا!؟

جن شیعیان حیدر کرار نے آنحضرتؑ کو دیکھا ہے ان سب نے جھوٹ بولا ہے اور تمام کو جھٹلا دیں یہ ممکن ہے!؟

جنہوں نے اس بلا دلیل دعوے اور غلط بات کو مشہور کیا، کیا وہ اس چیز سے باخبر ہیں کہ آنحضرت کے دشمنوں کی کتنی خدمت انجام دی ہے!؟

کیا انہیں یہ معلوم ہے کہ اگر مسلمان آنحضرتؑ کے دیدار میں شک کریں تو امام زمان علیہ السلام کے وجود کے اثبات میں بسیار محکم دلائل میں سے ایک دلیل قطعی کو کھو بیٹھے ہیں!؟

کہتے ہیں کہ روایات میں آیا ہے کہ جو یہ دعوے کریں کہ ہم نے امام علیہ السلام کو

سے ملاقات کی ہے انہیں جھٹلا دیں۔ اُن سے سوال کریں ایسی روایات کون سی کتاب میں ہیں!؟

ہم نے ان روایات کو کیوں نہیں دیکھا۔ فقط تو نے ہی، جس میں امام زمان علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں، ان روایات کو دیکھا ہے!؟

بہرحال اصل روایت کو کتاب مصلح غیبی میں نقل کیا ہے اور اس کے معانی مطالب بھی بیان کیے ہیں۔ یہاں بھی اسے درج کرتے ہیں تا کہ نادان دوست اور دانا دشمن آیندہ اس بات کو دہرانے کی جرات نہ کریں۔

جب علی ابن محمد سمری امام زمان علیہ السلام کے چوتھے نائب خاص دنیا سے انتقال کرنے لگے تو اس وقت یہ فرمانِ امام زمان علیہ السلام پہنچا۔

اصل توقیع کی عبارت ہے۔

يَا عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ السَّمُرِي	ترجمہ:- اے علی ابن محمد سمری
أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَ إِخْوَانِكَ	اللہ تعالیٰ تیری مصیبت کی وجہ
فِيكَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ مَّا	سے تیرے شیعہ بھائیوں کو
بَيْنَكَ وَ بَيْنَ سِتَّةِ	اجرِ عظیم عطا فرمائے تو چھ دن
أَيَّامٍ فَاجْمَعْ أَمْرَكَ	تک فوت ہو جائے گا اپنے
وَلَا تُوْصِ إِلَى أَحَدٍ	امور کو پورا کر اور اپنی جانشینی
فَيَقُوْمُ مَقَامَكَ بَعْدَ	کے لیے کسی کو وصیت نہ کر
وَفَاتِكَ فَقَدْ وَقَعَتِ	اس لیے کہ غیبت کبریٰ
الْغَيْبَةُ التَّامَّةُ فَلَا	واقع ہو گئی ہے۔ جب تک

ظُهُوْرَ اِلَّا بَعْدَ اِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی ذِکْرُهٗ وَ ذٰلِكَ بَعْدَ طُوْلِ الْاَمَدِ وَ قَسْوَةِ الْقُلُوْبِ وَ امْتِلَاءِ الْاَرْضِ جَوْرًا وَ سَیَاْتِیْ شِیْعَتِیْ مَنْ یَّدَّعِی الْمُشَاهَدَةَ اِلَّا فَمَنْ ادَّعَی الْمُشَاهَدَةَ قَبْلَ خُرُوْجِ السُّفْیَانِیْ وَالصَّیْحَةِ فَهُوَ کَذَّابٌ مُفْتَرٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔	اذنِ خدا نہیں ہوگا اس وقت تک ظہور نہیں ہوگا۔ اور یہ اذنِ خدا، کافی مدت کے بعد دلوں کے سخت ہونے اور زمین کا ظلم و جور سے پر ہو جانے کے بعد ہوگا۔ کچھ مدت بعد جو کوئی شیعوں میں سے میرے ساتھ ارتباط اور ملاقات کا دعوے کرے گا، آگاہ رہو جو کوئی بھی سفیانی کے خروج اور ندائے آسمانی سے پہلے یہ دعوے کرے وہ دروغ گو اور بہتان باندھنے والا ہے قوت و طاقت اللہ تعالیٰ علی العظیم کے سوا کسی میں نہیں ہے۔

چھ دن بعد، پندرہ شعبان تھا جب شیعوں نے توقیع امام زمان علیہ السلام کو دیکھا تھا علی ابن محمد سمری کے گھر آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حالت احتضار میں ہے اور چند لحظہ بعد دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے)

قارئین کرام اہل انصاف، اس توقیع مبارک کے مضمون اور موقعہ محل کو مدنظر رکھ کر غور فرمائیں۔

کیا یہ جملہ (اَلَا فَمَنِ ادَّعَی الْمُشَاهَدَةَ) یعنی آگاہ رہو اس شخص سے جو بھی امام زمان علیہ السلام کے مشاہدہ کا دعوے کرے۔ نواب اربعہ جو نیابتِ خاصہ کا دعوے رکھتے تھے اس کے علاوہ کسی اور چیز پر دلالت رکھتا ہے؟

اتفاقی یا توسل کی بنا پر جو آنحضرت سے ملاقات و مشاہدہ کا اتفاق ہوا ہے اور جن لوگوں نے ملاقات با امام زمان علیہ السلام کا دعوے کیا ہے۔ او نیابت خاصہ کا دعوے نہیں کیا۔ فرمان امامؑ اس صورت میں منصرف نہیں؟

پس اس کے بعد کئی افراد سے یہاں تک کہ بعض اہل علم حضرات سے بھی سننے میں آیا ہے کہ غیبت کبریٰ میں امام زمان علیہ السلامؑ کے ساتھ ملاقات یا اُنکی خدمت میں پہنچنا ممکن ہے۔ ایسا کس بنا پر کہتے ہیں ہ

مرحوم حاجی نوری نے (نجم الثاقب) میں نقل کیا ہے کہ بحر العلوم کے شاگردوں میں سے ایک متقی پرہیز گار شاگرد علامہ مرحوم اخوند ملا زین العابدین سلماسی نے بیان کیا۔

کہ میں سید بحر العلوم کے درس میں حاضر تھا ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلامؑ کی غیبت کبری کے زمانہ میں کیا ممکن ہے کہ ان سے ملاقات ہو سکے۔

سید بحر العلوم نے اپنے سر کو نیچے جھکالیا اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نزدیک ہی بیٹھا تھا۔ آہستہ فرماتے ہیں کیا جواب دوں۔ حالانکہ امام زمان علیہ السلام سے میں بغل گیر ہوا ہوں اور انھوں نے مجھے اپنے سینہ اقدس سے لگایا ہے۔

لیکن کیا کریں آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج ایسے زمانہ میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں کہ لوگ انہی حکایات کو پسند نہیں کرتے اور آنحضرت کے دشمن ان واقعات کو جھٹلاتے ہیں۔

اس لیے مجبور ہوں کہ ملاقات با امام زمان علیہ السلام کے واقعات کو نقل کروں تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔

۲۔ جو حکایات میں اس کتاب میں نقل کر رہا ہوں اگرچہ ان میں سے بعض دوسری کتابوں سے اخذ کی ہیں لیکن یہ کوشش کی ہے کہ اس کے صحیح ہونے میں (جس طریق کا اظہار ضروری نہیں ہے) تائید حاصل کروں ورنہ ان کے نقل کرنے سے اجتناب کروں۔

۳۔ حکایات کو نقل کرتے ہوئے عبارات میں کچھ لفظی فرق ہے لیکن معانی و اصل حقیقت اور واقعہ کے اعتبار سے درست ہیں اور اس طرح کا عمل امانت داری کے مطابق ہے۔

اس لیے کہ خداوند کریم نے قرآن پاک میں واقعات کو بیان کرتے ہوئے دوسروں کے الفاظ کو عربی عبارت میں مکرر نقل فرمایا ہے۔

۴۔ چونکہ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت کا مقدس نام کمال ادب کے ساتھ ذکر کیا جائے اس لیے میں نے جہاں تک ممکن ہے القاب (بقیۃ اللہ و ولی عصر امام زمان) کے ساتھ بیان کیا ہے اکثر واقعات و حکایات میں آنحضرت کو اگر کسی اور لفظ کے ساتھ یاد کیا گیا ہے تو میں نے اس لفظ کو ان القاب کے ساتھ تبدیل کیا ہے۔

۵۔ کتاب مصلح غیبی میں حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے محضر مقدس میں

حاضر ہونے کی کیفیت کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ چار طریقے بیان کیے ہیں لیکن جو حکایات اس کتاب میں درج کر رہا ہوں وہ فقط ایک ہی قسم کے ساتھ مربوط ہیں اس لیے کہ ہم اس کتاب میں فقط ان ملاقاتوں کا ذکر کریں گے جو آنحضرت کے دوستوں نے اسی بدن ظاہری میں حالت بیداری میں امام ولی عصرؑ کو دیکھا ہے اور ملاقات کی توفیق ہوئی ہے۔

توضیح :۔

اگر آپ کتاب مصلح غیبی میں غور کریں تو جہاں ساٹھ سوالوں کا جواب امام زمان علیہ السلام کے حالات کے بارے میں ذکر ہوا ہے ہیں خصوصاً صفحہ ۱۱۲ پر دقت کریں تو اچھی طرح آپ کو معلوم ہو گا کہ ملاقات با امام زمان علیہ السلام کئی طریقوں سے ممکن ہے۔

نمبر ۱۔ ملاقات و ارتباط روحی جو تمام روابط سے بہترین قسم کا ربط ہے ممکن ہے دائمی رہے کسی وقت بھی فراق وجدائی نہ ہو۔

نمبر ۲۔ آنحضرت کو عالم خواب میں دیکھا ہو۔

نمبر ۳۔ امام زمان علیہ السلام کی زیارت ظاہری طور پر بے داری کی صورت میں کی ہو۔

نمبر ۴۔ انحضرت کے ظاہری بدن کے ساتھ ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کی ہو۔

اس کتاب میں صرف وہ حکایات درج کریں گے جو بدن ظاہری کے ساتھ اس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہوئے بیان ہوئی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس

وسیلہ سے ثابت کروں کہ آنحضرت کا وجود مبارک ہمارے درمیان زندگی بسر کر رہا ہے اور زندہ وسلامت ہے۔

۶۔ میں پہلا شخص ہوں جس نے کتاب (پرواز روح) میں ظہور صغریٰ کے عنوان سے اخلاق کے، استاد محترم مرحوم حاج ملا آقا جان کے قول سے بیان کیا ہے۔

شاید بعض جاہلوں کی طرف سے مورد حملہ واقع ہو شاید وہ حق بجانب ہوں اس لیے کہ روایات واحادیث کی کتابوں میں اس کے لیے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا گیا لیکن جو چیز عیاں ہے اسے بیان کرنے کی حاجت ہی نہیں ہے۔

اس لیے کہ آج تک کسی نے یہ نہیں کیا کہ خداوند کریم دنیا کے وہ امور جو لوگوں سے مربوط ہیں قبلاً آمادگی نہ ہونے اور ناگہانی طور پر سرانجام دیتا ہے بلکہ جس طرح کہ غیبت صغریٰ ہونی چاہیے اور جیسا کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد ایک دو گھنٹے تک ہوا روشن ہونی چاہیے اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے باعظمت ظہور (جو چاہتا ہے کہ دنیا کے تمام افراد کو ایک حکومت اسلامی کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے) بغیر مقدمات کے یعنی بہ اصطلاح ظہور کبریٰ کے لیے ظہور صغریٰ نہ ہو جو کہ ظہور کبریٰ کے لیے زمینہ ساز ہوگا۔

جی ہاں وہ کہتا تھا:۔

سال ہجری ۱۳۴۰ قمری سے کہ لوگوں کی استعداد ظاہر ہوئی ہے حضرت ولی عصر کا مقدس نام لوگوں کے درمیان صدہا مرتبہ اماکن وغیرہ اماکن کی نام گذاری کی وجہ سے ظاہر ہے۔ اکتشافات وصنائع جو کہ آنحضرت کے معجزات کی شبیہ ہیں ظاہر ہیں

ملاقات اور زیارت حضرت ولی عصرؑ جو شیعوں نے شرف حاصل کیا خواب میں یا بیداری میں یا جو کوئی مورد وثوق ہے شیعوں سے کم ہی یہ شرف حاصل ہوا ہوگا ظاہر ہے۔

اور ان تمام کا خلاصہ اور یہ سب چیزیں اس بات پر دلیل ہیں کہ جس طرح خورشید طلوع کے وقت ڈیڑھ سے دو گھنٹے تک ہوا کو روشن کرتا ہے اور اس کا نام طلوع فجر رکھتے ہیں اسی طرح یہ زمانہ کہ کاملاً ہوا روشن ہو چکی ہے حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ لہٗ الفرج کے نور مقدس سے عالم منور ہو چکا ہے۔ اور اسلام کی کامیابی کی صبح طلوع ہو چکی ہے۔ اس کو ظہور صغریٰ کے نام سے یاد کرنا چاہیے۔

اور انشاء اللہ بہت جلدی امام زمان علیہ السلام کے وجود مقدس کا سورج مکہ کے افق سے طلوع ہوگا دنیا کو عدل سے پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہوگی۔

اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا وَنَرَاہُ قَرِیْبًا۔

اس کتاب میں ستر (۷۰) حکایات جو ابجد کے حساب سے لفظ (یا مہدی) کے مطابق ہیں سینکڑوں حکایات سے انتخاب کر کے خصوصیات ذیل کے ساتھ نقل کی گئی ہیں:۔

۱۔ تمام واقعات یقینی ہیں درمیان میں واسطہ ہی نہیں اور اگر واسطہ ہے تو اس کی صحیح سند ہمارے پاس موجود ہے۔

۲۔ جو حکایات اس کتاب میں درج کی گئی ہیں ان میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ جس میں غیر از امام زمان علیہ السلام کا احتمال ہو درج نہ کی جائے تمام وجود مقدس

کے ساتھ تطبیق رکھتی ہوں

۳۔ جن لوگوں نے بوقت ملاقات یا چند لحظہ بعد آنحضرت کو پہچان لیا اور اس طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ امام زمان علیہ السلام نے ان کے ساتھ گفتگو کی ہے فقط ان کے واقعات اس کتاب میں درج کیے ہیں۔

۴۔ جو حکایات منتخب کر کے اس کتاب میں درج کی ہیں۔ ان میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ صرف وہ حکایات درج کریں جو حالت بیداری میں واقع ہوئی ہوں باقی اقسام سے پرہیز کیا گیا ہے۔

باقی حکایات کو اس کتاب میں اس لیے ذکر نہیں کیا کہ کتاب ضخیم نہ ہو جائے۔ دوسری جلد میں باقی واقعات درج کریں گے تاکہ دوست پڑھ کر زیادہ سے زیادہ خوش ہوں۔ انشاء اللہ۔

بشرطیکہ وقت نے مہلت دی اور امام آخر الزمان علیہ السلام کا ظہور اس وقت تک نہ ہوا ہو۔

حکایت ۱

مسجد جمکران امام زمانؑ روحی وارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء کے دیدار کا محل ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ پُرعظمت مسجد کیسے بنائی گئی اور حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ملاقات کا مرکز کیسے بنی ۔؟

یہ مسجد ایک ہزار سال قبل بنائی گئی حوزہ علمیہ قم میں ایک دفتر ہونا چاہیے جس میں آنحضرت کے نمک خوار اور پیروکار جمع ہوکر اپنے آقا کے ساتھ ملاقات کریں اپنی حقیت کا اظہار کریں کے عنوان سے اس کا افتتاح ہوا اس وقت بزرگ ترین مقام ہے لوگ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ لہ الفرج کی یاد میں جمع ہوتے ہیں اور ان سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔

اگر فقط وہی حکایات درج کریں جو اس مسجد میں رونما ہوئی ہیں تو سنیکڑوں قصے اور حکایات اکٹھی ہوجائیں لیکن کیا کریں بعض متعلقات اس لیے نہیں لکھ سکتے کہ صاحبان راضی نہیں تھے بعض متعلقات لوگوں کے مخصوص زندگی کے حالات سے مربوط تھے ۔

اس لیے وہ اس کے افشاء پر راضی نہ تھے اور کچھ واقعات آلؑ محمد علیہم السلام کے اسرار کا جزو تھے جن کو درج نہیں کرنا چاہیے تھا ۔ بہرحال یہ مسجد اس وقت شاید حرم معصومہ سے بیشتر زائرین کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے ۔ چند سال قبل سے

تک مگر یہ اتفاق ہوتا تھا جتے کہ شب جمعہ چند افراد بھی شب بیداری نہ کرتے تھے جو کہ خود بھی ظہور صغریٰ پر دلیل ہے ۔

حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے دوستوں اور یاروں کی وعدہ گاہ ہے ۔ یہاں تک کہ اس مسجد کی نئی بنیاد (حد بندی) بھی پہلی پرانی بنیاد کی طرح خود امام زمان علیہ السلام کے دستور کے ساتھ انجام دی گئی ہے اگرچہ ممکن ہے کہ جو لوگ وہاں کا کام کاج سنبھالے ہوئے ہیں انہیں اطلاع نہ ہو ۔

اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیے کہ بعض دانا دشمن یا نادان دوست چاہتے ہیں کہ اس مسجد کی اہمیت کو کمزور کریں ۔

کہتے ہیں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے حسن ابن مثلہ کو عالم خواب میں دستور ملا تھا لیکن تمام کتابوں میں جہاں اس حکایت کا ذکر ہوا ہے ۔ وہاں وضاحت موجود ہے کہ یہ سارا ماجرا بیداری کی حالت میں بیان ہوا ہے کچھ حصہ بھی خواب میں واقع نہیں ہوا ۔

وہ حکایت اس طرح ہے ۔

کتاب نجم الثاقب ، تاریخ قم ، اور مونس الحزین میں درج کیا گیا ہے کہ :

شیخ عفیف صالح حسن ابن مثلہ جمکرانی نے بیان کیا ۔

کہ میں منگل کی رات سترہ (۱۷) رمضان المبارک ۳۹۳ ہجری قمری اپنے گھر جمکران کے دیہات میں سویا ہوا تھا کہ اچانک نصف شب کے وقت کچھ لوگ میرے دروازے پر آئے اور مجھے بیدار کر کے فرمایا کہ اٹھو حضرت بقیۃ اللہ امام مہدی علیہ السلام عجّ آپ کو بلاتے ہیں ۔

میں نیند سے بے دار ہوا اور امام آخر الزمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے تیار ہونے لگا تاریکی میں میں نے چاہا کہ اپنا قمیص اٹھا کر زیب تن کر دوں لیکن اشتباہ سے ایک دوسرا قمیص اٹھالیتا تھا میں چاہتا تھا کہ اسے پہن لوں مگر میرے گھر سے باہر جو لوگ کھڑے تھے تمام کی آواز آئی اور مجھے کہا کہ یہ قمیص تیرا نہیں ہے اسے نہ پہنیں یہاں تک کہ میں نے اپنا قمیص زیب تن کیا پھر میں نے چاہا کہ اپنی شلوار پہن لوں دوبارہ میرے گھر سے باہر کی طرف سے صدا آئی یہ شلوار تیری نہیں ہے اسے نہ پہنیں اس شلوار کو میں نے رکھ دیا اور اپنی شلوار اٹھا کر پہنی۔

آخر کار میں گھر میں اِدھر اُدھر سے چابی تلاش کر رہا تھا کہ دروازہ کھول کر باہر جاؤں تمام افراد کی وہیں سے آواز آئی کہتے تھے کہ آپ کے گھر کا دروازہ کھلا ہے چابی کی ضرورت نہیں ہے۔

میں جب گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ چند بزرگ افراد کھڑے میری انتظار کر رہے ہیں میں نے انہیں اسلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مجھے مرحبا کہا۔

میں ان کی خدمت میں گیا جہاں اس وقت مسجد جمکران موجود ہے۔ خوب غور سے میں نے دیکھا کہ اس بیابان میں ایک تخت لگا ہوا ہے اور اس پر دری بچھی ہوئی ہے۔ تکیے لگے ہوئے ہیں اور ایک نوجوان تقریباً تیس سالہ تکیے کی ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہے اور ایک ضعیف آدمی اس کے پاس بیٹھا ہوا ایک کتاب ہاتھ میں لیے ہوئے اس جوان کے سامنے پڑھ رہا ہے اور ساٹھ افراد سے زیادہ اشخاص اس تخت کے اردگرد نماز پڑھنے میں مشغول ہیں!

ان افراد میں سے بعض کا لباس سفید اور بعض کا سبز تھا۔

وہ ضعیف آدمی حضرت خضر علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے اس جوان کی خدمت میں "جو کہ بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ تھا" بٹھایا آنحضرت نے مجھے میرے نام کے ساتھ پکارا اور فرمایا حسن مثلہ تم جا کر حسن مسلم کو کہو کہ چند سال ہوئے کہ تو نے اس زمین کو آباد کیا ہے اور اس میں زراعت کرتا ہے آج کے بعد تجھے حق نہیں ہے کہ اس زمین پر کاشت کاری کرو اس وقت تک اس زمین سے جو استفادہ کیا ہے وہ بھی ادا کرو تاکہ اس زمین پر مسجد بنائیں!۔

اور حسن مسلم سے کہو یہ زمین شرف رکھتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس قطعہ زمین کو باقی زمین پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ چونکہ تو نے اس زمین کو اپنی زمین کے ساتھ ملایا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تیرے دو جوان بیٹے لیے لیکن تجھے ابھی تک تنبیہ نہیں ہوئی اور اگر تو اس کام سے باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا جس کے بارے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا۔

میں نے عرض کیا آقا و مولا میرے پاس کوئی نشانی ہونی چاہیے تاکہ لوگ میری بات قبول کریں اور مجھے اس بات میں جھٹلا نہ سکیں۔

امام زمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے لیے علامت قرار دیتے ہیں تم ہمارے پیغام کو پہنچاؤ اور سید ابو الحسن کے پاس جاؤ اسے کہو کہ وہ تمہارے ساتھ اس آدمی کے پاس چلے اور اس زمین کا سابقہ منافع اس سے وصول کر کے دے تاکہ مسجد تعمیر کی جائے اور باقی مخارج (اردھال کے علاقہ) سے لائے جو کہ ہماری ملکیت ہے اس رقم سے مسجد کو مکمل کریں وہاں کی نصف آمدنی کو ہم نے اس مسجد کے لیے وقف کیا ہے۔ تاکہ ہر سال اس کی درآمد سے مسجد کے اخراجات و تعمیر و

ترقی پر خرچ کیا جائے۔

اور لوگوں کو کہو کہ اس مسجد کی طرف زیادہ توجہ دیں اور اسے عزیز رکھیں اور کہو اس میں چار رکعت نماز پڑھیں، دو رکعت بعنوان تحیت مسجد ہے۔

ترتیب یوں ہے۔

ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد سات مرتبہ سورہ قل ہو اللہ احد اور ذکر رکوع و سجود بھی ہر ایک سات مرتبہ پڑھے۔

اور دیگر دو رکعت نماز بانیت صاحب الزمان علیہ السلام پڑھے ترتیب اس طرح ہے۔

ہر رکعت میں سورہ حمد میں آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین کو سو مرتبہ پڑھیں ذکر رکوع و سجود بھی ہر ایک سات مرتبہ پڑھیں آخر میں سلام پڑھ کر اختتام کے بعد تسبیح حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا پڑھیں پھر سجدہ میں سر رکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل ؑ پر سو مرتبہ درود بھیجیں پھر فرمایا۔

فَمَنْ صَلَّيْهُمَا فَكَاَنَّمَا صَلّٰى فِى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔

یعنی جو کوئی بھی اس جگہ دو رکعت نماز پڑھے اس کا اتنا ثواب ملے گا کہ گویا اس نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے۔

جب میں نے آنحضرت کی گفتگو کو سنا اپنے دل میں خیال کیا کہ مسجد کی جگہ فقط وہ ہی ہو گی جہاں امام زمان علیہ السلام تشریف فرما ہیں جو چار بالشت ہو گی۔

بہر حال بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ؑ نے مجھے اشارہ فرمایا میں ان کی خدمت

سے رخصت ہوا جب تھوڑی دیر اپنے گھر کی طرف جمکران کی طرف میں چلا تو دوبارہ مجھے آواز دی اور ارشاد فرمایا:۔

جعفر کاشانی کے ریوڑ میں ایک بکری ہے اسے خرید کرو، جمکران کے لوگ آپ کو رقم اکٹھی کر کے دیں تو خرید کرو اور اگر لوگ رقم نہ بھی دیں تو بھی خرید کرو اپنی جیب سے رقم ادا کردو اور کل رات یعنی اٹھارہ رمضان المبارک کی رات کو اس کو یہاں اس جگہ ذبح کرو اور اس کے گوشت کو تقسیم کرو ہر بیماری خواہ سخت ترین ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے علاوہ جو کوئی اور حاجت رکھتا ہوگا خداوند متعال اسے شفا دے گا۔

اس بکری کا رنگ سیاہ وسفید ہے بال بہت زیادہ ہیں سات علامات اس میں موجود ہیں تین علامتیں ایک طرف اور چار علامات دوسری طرف ہیں پھر میں آنحضرت کی خدمت سے رخصت ہوا اور چلا گیا دوبارہ مجھے پکارا اور فرمایا ہم ستر دن یا سات دن مزید اس جگہ قیام پذیر ہیں۔ (اگر سات دن روایت میں ہوں تو تئیس رمضان المبارک کی رات تک جو کہ شب قدر کی رات ہے اور اگر ستر دن فرمایا ہو تو پچیس ۲۵ ذی قعد کی رات بنتی ہے جو کہ بہت با عظمت رات ہے۔

بہر حال تیسری مرتبہ امام زمان علیہ السلام عج کی خدمت سے رخصت ہوا اور اپنے گھر چلا گیا۔

صبح تک اسی فکر میں رہا، صبح کی نماز پڑھی اور علی المنذر کے پاس گیا اُسے تمام واقعہ بیان کیا وہ میرے ساتھ اس جگہ گیا جہاں رات کو مجھے لے کر گئے تھے۔

وہاں جو علامت امام صاحب الزمان علیہ السلام سے باقی موجود تھی وہ موجودہ مسجد کی جگہ پر ایک زنجیر میخوں پر لٹکی ہوئی تھی پھر اکٹھے دونوں سید ابو الحسن الرضا کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اس سید بزرگوار کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو ان کے نوکر ہماری انتظار میں کھڑے تھے۔

پہلے پہل مجھ سے پوچھا کیا تو اہل جمکران میں سے ہے۔

میں نے کہا۔

جی ہاں۔

انہوں نے کہا۔

سید ابو الحسن سحری کے وقت سے آپ کی انتظار میں ہے۔

میں سید کی خدمت میں پہنچا اور سلام کیا میں نے اچھے انداز میں سلام کا جواب دیا اور بہت احترام کیا قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کرتا سید ابو الحسن نے مجھے فرمایا۔

اے حسن مثلہ گذشتہ رات عالم خواب میں ایک شخص نے مجھے فرمایا کہ اہل جمکران میں سے ایک شخص جس کا نام حسن مثلہ ہے تیرے پاس آئے گا جو کچھ تجھے کہے اس کی بات قبول کرو اور اس پر یقین کرو کہ سچ ہے، اس کی کلام، ہمارا فرمان ہے اس کی بات کو رد نہیں کرتا میں نیند سے بیدار ہوا ہوں اس وقت سے لیکر اب تک آپ کی انتظار کر رہا ہوں۔

میں نے پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ سید ابو الحسن کی خدمت میں عرض کیا۔

اس نے حکم دیا کہ گھوڑے پر زین رکھیں ہم دونوں سوار ہو کر اکٹھے چل دیے جمکران دیہات کے نزدیک پہنچے، جعفر کاشانی چرواہے کو دیکھا جو ریوڑ

کوے کو راستہ طے کر رہا تھا میں اس کی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں داخل ہوا۔ اس بکری کو دیکھا جس کی علامات آنحضرت نے بتائی تھیں۔ تمام خصوصیات کے ساتھ گوسفندوں کے گلے کے پیچھے پیچھے وہ بکری آ رہی تھی میں نے اسے پکڑ لیا اور ارادہ کیا کہ اس کی رقم ادا کر کے لے جاؤں۔

جعفر چرواہے نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے آج سے پہلے اس بکری کو اپنے ریوڑ میں نہیں دیکھا اور آج بھی بہت کوشش کی کہ اس کو پکڑوں مگر میں اسے نہیں پکڑ سکا۔ لیکن تیرے پاس آگئی ہے اور تو نے اس کو پکڑ لیا ہے۔

میں بکری کو اپنے ساتھ اس جگہ (جہاں اب مسجد موجود ہے) لے گیا آنحضرت کے فرمان مطابق اسے ذبح کیا اور سید ابوالحسن نے حکم دیا کہ حسن مسلم کو بلاؤ حسن مسلم حاضر ہوا اور اسے تمام مطالب بیان کیے اس نے زمین مسجد کے لیے ہماری تحویل میں دے دی اور سابقہ آمدنی بھی ہمارے حوالے کر دی۔

مسجد کی تعمیر کی اور اس کا چھت لکڑی کے ساتھ ڈھانپ دیا۔

اور سید ابوالحسن الرضا نے اس زنجیر اور میخوں سے زمین میں باقی ماندہ اپنے گھر لے گیا اس کے وسیلہ سے بیمار لوگ شفا حاصل کرتے تھے۔

میں نے بھی اس بکری کا گوشت جس مریض کو دیا اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمائی۔

سید ابوالحسن الرضا نے اس زنجیر اور میخوں کو ایک صندوق میں رکھا ہوا تھا ظاہراً اس کی وفات کے بعد جب اس کے بیٹوں نے چاہا کہ مریض کو اس کے وسیلہ سے شفا عطا کریں دیکھتے ہیں کہ زنجیر اور میخ وہاں سے غائب ہیں۔

مرحوم حاجی نوری نے کتاب نجم الثاقب میں (مرحوم شیخ طبرسی سے کہ اس نے کتاب کنوز النجاۃ میں روایت کی ہے)۔

بیان کیا ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی طرف سے یہ دستور اس کے لیے صادر ہوا تھا جو کوئی اللہ تعالیٰ کے پاس حاجت رکھتا ہو یا کسی سے ڈرتا ہو۔ وہ نصف رات کے بعد شب جمعہ غسل کرے، نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو اور دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ آیت (ایاک نعبد وایاک نستعین) کو ہر رکعت میں سو مرتبہ پڑھے، سورہ حمد کے سورہ قل ہو اللہ احد پڑھے ذکر رکوع وسجود ہر ایک سات مرتبہ پڑھے نماز تمام کرنے کے بعد اس دعا کو پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ اَطَعْتُکَ فَالْمَحْمَدَۃُ لَکَ وَاِنْ عَصَیْتُکَ فَالْحُجَّۃُ لَکَ مِنْکَ الرَّوْحُ وَمِنْکَ الْفَرَجُ سُبْحَانَ مَنْ اَنْعَمَ وَشَکَرَ سُبْحَانَ مَنْ قَدَرَ وَغَفَرَ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ عَصَیْتُکَ فَاِنِّیْ قَدْ اَطَعْتُکَ فِیْ اَحَبِّ الْاَشْیَاءِ اِلَیْکَ وَھُوَ الْاِیْمَانُ بِکَ لَمْ اَتَّخِذْ لَکَ وَلَدًا وَلَمْ اَدْعُ لَکَ شَرِیْکًا مَنًّا مِنْکَ بِہٖ عَلَیَّ لَا مَنًّا مِنِّیْ بِہٖ عَلَیْکَ وَقَدْ عَصَیْتُکَ یَا اِلٰھِیْ عَلٰی غَیْرِ وَجْہِ الْمُکَابَرَۃِ وَالْخُرُوْجِ عَنْ عُبُوْدِیَّتِکَ وَلَا الْجُحُوْدِ لِرُبُوْبِیَّتِکَ وَلٰکِنْ اَطَعْتُ ھَوَایَ وَاَزَلَّنِیَ الشَّیْطٰنُ فَلَکَ الْحُجَّۃُ عَلَیَّ وَالْبَیَانُ فَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَبِذُنُوْبِیْ غَیْرُ ظَالِمٍ لِیْ وَاِنْ تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ جَوَادٌ کَرِیْمٌ۔

اس کے بعد ایک پورا سانس یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ کو مکرر پڑھتا رہے۔ اس کے بعد پھر پڑھے۔

یَا اٰمِنًا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّ کُلُّ شَیْءٍ مِّنْكَ خَآئِفٌ وَّحَذِرٌ اَسْئَلُكَ بِاَمْنِكَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَخَوْفِ کُلِّ شَیْءٍ مِّنْكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تُعْطِیَنِیْ اَمَانًا لِنَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَوَلَدِیْ وَسَائِرِ مَا اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَیَّ حَتّٰی لَا اَخَافَ مِنْ شَیْءٍ اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ اَخَافُ وَلَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ یَا کَافِیْ اِبْرَاهِیْمَ نَمْرُوْدَ وَیَا کَافِیْ مُوْسٰی فِرْعَوْنَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

فلاں ابن فلاں کی جگہ اپنے دشمن کا اور اس کے باپ کا نام لیں جس سے تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو۔

اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ انشاء اللہ

حکایت نمبر ۲

ہمارے زمانہ میں الحمد للہ حوزہ علمیہ قم کے طلبہ کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ امام زمان علیہ السلام کے عقیدت مندوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اس وقت قم شہر امام ولی عصرؑ عج کے فوجیوں کی چھاؤنی بنا ہوا ہے اس لیے لازم ہے کہ۔

دفتر و محل ارادت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ عج یعنی مسجد جمکران میں امام زمان علیہ السلام کے حکم سے توسیع ہونی چاہیے اور قم شہر میں بھی ایک دفتر ہونا چاہیے

تاکہ سہولت و آرام کے ساتھ آنحضرت کے ساتھ ارتباط برقرار رکھ سکیں اور وہ محل جو امام زمان علیہ السلام عج کے ارادہ اور نقشہ کے مطابق تعمیر ہوا وہ مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہے ۔

اس کا واقعہ یوں ہے۔

حضرت آیت اللہ آقای شیخ لطیف اللہ صافی نے کتاب وہ پرسش دپاسخ کے صفحہ ۱۲ پہ درج کیا ہے ۔

ہمارے زمانے میں عجیب حکایات واقع ہوئی ہیں ان حکایات کو اس کتاب کو چھاپتے وقت اس میں درج کیا ہے ان میں نکات اور نصیحتیں ہیں قارئین کرام

جو اس قسم کی حکایات کا شوق رکھتے ہیں اُن کے لیے نقل کر رہا ہوں تاکہ اُنکی بصیرت میں مزید اضافہ ہو جائے۔

اکثر مسافرین قم سے طہران اور تہران سے قم آمدورفت رکھتے ہیں اہل قم جانتے ہیں کہ کچھ مدت پہلے قم سے پرانی سڑک جو تہران جاتی ہے اس کی داہنی جانب قم سے باہر بالکل بیابان تھا۔ جناب حاجی یداللہ رجبیان (جو اہل قم کے شرفا نیک لوگوں میں سے ہیں) نے ایک مسجد مجلل پر عظمت بنام مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تعمیر[1] کی ہے اس وقت بھی موجود ہے اس میں نماز جماعت ہوتی ہے۔

بدھ کی رات بائیس رجب المرجب ۱۳۹۸ھ قمری میں اس مسجد کی حکایات میں نے خود جناب آقای عسکری کرمانشاہی سے سنی ہے جو اس وقت کئی سال سے تہران میں مقیم ہیں، آقای رجبیان کے گھر میں ...... بھی ان کی موجودگی میں بعض دیگر محترم حضرات سے بھی اس واقعہ کو سنا ہے۔

آقای عسکری نے بیان فرمایا تقریباً سترہ سال قبل جمعرات کے دن صبح کی نماز کے بعد میں تعقیباتِ نماز میں مشغول تھا کہ وہ اچانک باب سے باہر گیا تین نوجوان

---

[1] اس وقت ۱۴۰۹ھ وہ قم شہر میں شامل ہے بس اسٹینڈ تہران جانے والی پرانی سڑک پر باہر منتقل ہو چکا ہے لہٰذا بس اسٹینڈ کی طرف سے قم شہر کی طرف آتے ہوئے بائیں جانب وہ مسجد ہے اور اس کے پیچھے آیت اللہ العظمیٰ خوئی صاحب نے طلبہ کے لیے ہوسٹل تعمیر کیا ہے۔ جس کا نام مدینۃ العلم ہے مسجد بہت عالیشان تعمیر کی گئی ہے۔ مترجم۔

دروازے پر کھڑے تھے تینوں کینک تھے۔ کار پر تشریف لائے تھے۔
انہوں نے کہا۔
ہماری خواہش ہے کہ آج جمعرات کا دن ہے آپ ہمارے ساتھ مسجد جمکران تشریف لائیں دعا کریں شرعی حاجت رکھتے ہیں۔
میں جوانوں کو قرآن کی تعلیم اور نماز کا طریقہ سیکھانے کے لیے کلاس لگاتا تھا یہ تینوں نوجوان اس میں شرکت کرتے تھے میں نے اُن کی خواہش سن کر اپنا سر نیچے جھکا لیا اور کہا میں کون ہوں جو دعا کے لیے آؤں (یعنی میں کوئی چیز نہیں گناہگار ہوں) آخر کار ان کا اصرار اتنا زیادہ بڑھا کہ میں بھی رد نہ کرسکا۔ ہاں کر لی کار میں سوار ہوا اور قم شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ قم کے نزدیک تہران کے راستے میں موجودہ بلڈنگیں (مسجد وغیرہ) نہ تھیں فقط بائیں طرف ایک چائے کا ہوٹل تھا۔ اور ایک معمولی سی مہمان سرا تھی ہوٹل کا مالک علی سیاہ تھا چند قدم آگے جہاں اس وقت (حاجی جبیان) نے مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بنائی ہے" پہنچتے ہی کار رک گئی۔
تینوں ساتھی مکینک تھے کار سے نیچے اترے اسے چیک کرنے لگے کہ کونسی خرابی پیدا ہو گئی ہے میں نے اُن سے ایک ساتھی بنام علی سے ایک گلاس پانی کا لیا اور رفع حاجت کے لیے چلا گیا موجودہ مسجد کی زمین پر میں نے ایک شخص سید کو دیکھا جو بہت ہی خوبصورت تھا دانت سفید تھے سفید لباس، نازک عبا، زرد جوتے اور سبز عمامہ خراسانیوں کی طرح باندھا ہوا، وہاں کھڑا تھا۔ ہاتھ میں تقریباً اٹھ یا نو میٹر لمبا نیزہ تھا زمین پر لکیریں کھینچ رہا تھا۔ میں نے خیال کیا۔ صبح سویرے یہاں آیا ہے سڑک کا کنارہ ہے دوست و دشمن یہاں سے آتے جاتے ہیں

اسں لیے نیزہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔

(آقای عسکری حالانکہ اسں وقت گفتگو کے دوران پشیمان تھا، معذرت کرتے ہوئے اس نے کہا۔

میں نے کہا:۔

چچا جان یہ زمانہ ٹینک، توپ، ایٹم بم کا ہے، تو نیزہ کو ہاتھ میں لیے ہوئے یہاں کھڑا ہے اسے کیا کرے گا، جاؤ جا کر درس پڑھو۔

میں رفع حاجت کے لیے چلا گیا جب بیٹھا اس نے آواز دی آقای عسکری یہاں نہ بیٹھو اس جگہ میں نے لکیر لگا دی ہے۔

یہ مسجد ہے۔

میں متوجہ نہ ہوا کہ یہ مجھے پہچانتا ہے ایک بچہ جس طرح بزرگوں کی اطاعت کرتا ہے میں نے عرض کیا۔

اچھا جی۔ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اسں نے فرمایا۔ اس بلندی کے پیچھے جاؤ میں اس کے فرمان مطابق وہاں چلا گیا اپنے دل میں سوچا کہ اس راز کو معلوم کرنا چاہیے، کہوں گا آقا جان اے فرزند رسولؐ خدا جاؤ جا کر تعلیم حاصل کرو۔

تین سوال اپنی طرف سے بنا لیے۔

۱۔ اسں مسجد کو جنوں کے لیے یا ملائکہ کے لیے قم سے دو فرسخ دور صحرا میں نقشہ کشی کر رہا ہے، بغیر پڑھے لکھے ہی تو معمار بن بیٹھا۔؟

۲۔ ابھی مسجد تو بنی ہی نہیں یہاں کیوں نہ رفع حاجت کروں۔؟

۳۔ یہ جو مسجد آپ بنا رہے ہیں اسں میں جن نماز پڑھیں گے یا ملائکہ؟

ان سوالات کو اپنی طرف سے تیار کیا سید کے سامنے آکر سلام کیا اس نے سلام کرنے میں پہلی مرتبہ پہل کی نیزہ کو زمین میں گاڑ دیا اور مجھے سینے سے لگا لیا۔

ہاتھ بہت نرم اور سفید تھے یہ بات بھی ذہن میں تھی کہ اس کے ساتھ مذاق کروں چونکہ تہران میں جب میرے آقا شور کرتے تھے تو میں کہتا تھا کہ مگر آج بدھ کا دن ہے۔ ابھی میں نے یہ نہیں کہا تھا۔

سید نے ہنس کر فرمایا آج جمعرات کا دن ہے بدھ نہیں ہے اور فرمایا جو تین سوال تیرے دل میں ہیں انہیں بیان کر دیں متوجہ نہ ہوا کہ قبل اس کے کہ میں مافی الضمیر بیان کروں وہ اس سے آگاہ ہے۔

میں نے کہا اے فرزند رسول خدا درس کو چھوڑ کر صبح سویرے یہاں سڑک کے کنارے راستے پر آیا ہے، تو کیوں نہیں کہتا کہ اس زمانے میں ٹینک بندوق، ایٹم بم موجود ہیں اس نیزے کا تجھے کوئی فائدہ نہیں ہے یہاں سے دوست دشمن گذر رہے ہیں۔ جاؤ جا کر علم حاصل کرو؟

مسکرا کر فرمایا میں مسجد کا نقشہ کھینچ رہا ہوں۔ میں نے کہا یہ مسجد جنوں کے لیے ہے یا ملائکہ کے لیے؟ فرمایا انسانوں کے لیے یہ جگہ آباد ہو جائے گی۔

میں نے کہا حضور آپ یہ فرمائیں کہ اس جگہ جہاں میں رفع حاجت کے لیے بیٹھا تھا ابھی تک مسجد تو بنی نہیں تھی؟

فرمایا حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد سے ایک شخص یہاں شہید ہوا ہے میں نے مربع مستطیل لکیر کھینچی ہے اس جگہ محراب بنے گا یہ جگہ جو تو دیکھ رہا ہے۔ یہاں خون کے قطرات ہیں اس جگہ مومنین کھڑے ہوں گے

یہ جگہ جو تو دیکھ رہا ہے یہاں لطرین ہوگی اس جگہ خدا اور اس کے رسول کے دشمن گرے تھے جیسا کھڑا تھا پیچھے کی طرف لوٹا اور مجھے بھی لوٹایا۔ فرمایا اس جگہ امام بارگاہ بنے گا۔ اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ہیں۔ بھی بے اختیار ہو کر گریہ میں مشغول ہوا۔

فرمایا اس کے پیچھے لائبریری ہوگی تو اس کے لیے کتابیں دے گا؟

میں نے کہا اے اولاد رسولؐ خدا تین شرائط کے ساتھ۔

پہلی شرط یہ ہے کہ میں زندہ رہوں۔

فرمایا انشاءاللہ۔

دوسری شرط یہ ہے کہ یہاں اگر مسجد بنی تو دوں گا فرمایا اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمادے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اگرچہ ایک ہی کتاب ممکن ہوئی تو بھی آپ کے فرمان کو پورا کرنے کے لیے لاکر یہاں دوں گا۔ لیکن میری خواہش یہ ہے کہ جاؤ جاکر درس پڑھو آقا جان جو بات آپ کے ذہن میں ہے اسے ذہن سے نکال دو۔

سید مسکرا پڑھا اور دو مرتبہ مجھے سینہ سے لگایا۔

میں نے پوچھا۔ آخر آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہاں مسجد کون تعمیر کرے گا؟ فرمایا۔

یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ

میں نے کہا:۔

آقا جان میں نے اتنی تعلیم حاصل کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تو تمام

ہاتھوں پر ہے۔

فرمایا آخر کار آپ دیکھ لیں گے۔

جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے بنوانے والے کو میرا سلام پہنچا دینا۔

دو مرتبہ پھر سینے سے لگایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں بھلائی عطا فرمائے۔

میں سڑک کے کنارے پہ پہنچا، دیکھا تو کار درست ہو گئی تھی۔

میں نے پوچھا کار کو کون سی خرابی تھی؟

انہوں نے کہا:۔

اس تار کے نیچے ماچس کی ایک تیلی رکھی ہے۔ جب آپ آئے ہیں اسی وقت ٹھیک ہو گئی ہے۔

انہوں نے پوچھا۔

آپ کس سے گفتگو کر رہے تھے

میں نے کہا:۔ مگر آپ نے اس بزرگ سید کو نہیں دیکھا جس کے ہاتھ میں دس میٹر لمبا نیزہ تھا۔ میں اس سے گفتگو کرتا تھا۔

انہوں نے پوچھا۔

کون سید میں پیچھے کی طرف پلٹا، دیکھا تو سید وہاں موجود نہیں ہے۔ زمین ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہموار تھی مگر کوئی سامنے نہیں تھا۔

میں یک دم لرزا اٹھا آیا اور کار میں بیٹھ گیا اس کے بعد ساتھیوں کے ساتھ کوئی بات نہ کی حرم مقدس جا کر زیارت کی نماز ظہر و عصر نہ معلوم کس طرح پڑھی۔

آخر کار جمکران آئے دوپہر کا کھانا کھایا نماز پڑھی میں حیران تھا کہ رفقاء

میرے ساتھ باتیں کرتے تھے مگر مجھ میں جواب دینے کی ہمت نہ تھی۔

مسجد جمکران میں ایک ضعیف مرد کو دیکھا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا اور ایک جوان دوسرے پہلو میں تھا میں بھی گریہ وزاری کر رہا تھا۔ مسجد نماز جمکران پڑھی، چاہتا تھا کہ سر سجدہ میں رکھوں صلوات پڑھوں دیکھا ایک بزرگ شخصیت جس سے بہترین خوشبو آرہی تھی۔

اس نے فرمایا۔

آقای عسکری السلام علیکم۔ اور میرے پاس بیٹھ گیا اس کی آواز ایسے ہی تھی جس طرح صبح سن چکا تھا۔ مجھے نصیحت فرمائی میں سجدہ میں گیا، صلوات پڑھی میرے دل نے گواہی دی کہ میں اس بزرگ سے اس سے پہلے بھی مل چکا ہوں خیال میں تھا کہ سجدہ سے سر اٹھا کر پوچھوں گا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔

آپ مجھے کیسے جانتے ہیں جب سجدہ سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ بزرگ شخصیت موجود نہیں ہے۔

ضعیف آدمی جو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے پوچھا جو بزرگ میرے ساتھ ابھی محو گفتگو تھا کہاں گیا آپ نے نہیں دیکھا؟

اس نے کہا۔

میں نے نہیں دیکھا۔

جوان سے پوچھا اس نے بھی یہی جواب دیا کہ میں نے بھی نہیں دیکھا۔

ایک دفعہ لرزا اٹھا جیسے زمین لرزتی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ بزرگ شخصیت

حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام ؑ ہی تھے۔
اپنے آپ پر کنٹرول نہ کر سکا حال متغیر ہوا میرے رفقاء مجھے اٹھا کر لے گئے میرے چہرے اور سر پہ پانی چھڑکا۔
انہوں نے پوچھا:
تجھے کیا ہوا ہے مختصر یہ کہ نماز پڑھی اور جلدی کے ساتھ تہران لوٹ آئے۔

تہران میں داخل ہوتے وقت تہران کے علماء میں سے ایک عالم دین سے ملاقات ہوئی اور میں نے پورا واقعہ تفصیل سے ان کی خدمت میں بیان کیا انہوں نے خصوصیات دریافت کیں میں نے تمام علامات بتائیں انہوں نے فرمایا وہ خود صاحب العصرؑ ہی تھے ابھی صبر کرو اگر وہاں مسجد بن گئی تو پھر درست ہے۔
کافی عرصہ پہلے ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست کا والد فوت ہوا۔ جو ساتھی ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے سب مل کر اس کا جنازہ قم مقدسہ میں لے آئے جب اسی مقام پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ دو مینار بلند بنے ہوئے ہیں. میں نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا یہ مسجد ہے بنام حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام حاجی حسین سوہان والے کے بیٹوں نے تعمیر کرائی ہے۔ ہم قم میں داخل ہوئے باغ بہشت میں جنازہ لیکر پہنچے میت کو دفن کیا میں ناراحت تھا سر اور پاؤں کی تمیز نہ تھی میں نے ساتھیوں سے کہا آپ چلیں دوپہر کا کھانا کھائیں میں ابھی آجاتا ہوں۔ میں نے ٹیکسی لی اور حاجی حسین سوہان والے کے بیٹوں کے پاس دوکان پر آکر اترا۔ حاجی حسین کے بیٹے سے پوچھا۔ آقا آپ یہاں مسجد تعمیر کرا رہے ہیں؟

اس نے کہا نہیں ۔

میں نے پوچھا اس مسجد کو کون تعمیر کرا رہا ہے ؟

اس نے جواب دیا حاجی یدُاللہ رجبیان ۔

جب اس نے (یدُاللہ) کہا میرا دل دھڑکنے لگا ۔

اس نے پوچھا آقا جان کیا ہوا، اس نے کرسی پیش کی، میں اس پر بیٹھ گیا پسینے سے شرابور ہو گیا اور اپنے آپ سے کہا ۔

یَدُ اللهُ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ

میں سمجھ گیا کہ حاجی یداللہ نے اسے تعمیر کروایا ہے۔ ابھی تک نہ اسے دیکھا تھا اور نہ ہی کوئی پہچان تھی میں تہران واپس آیا اور اس عالم دین کو سارا واقعہ سنایا جیسے پہلے پورا واقعہ بتایا تھا ۔

اس عالم دین نے فرمایا ان کی تلاش کر دو واقعہ صحیح ہے۔ اس کے بعد میں نے چار سو جلد کتابیں خریدیں اور قم گیا حاجی یداللہ کا اڈریس معلوم کیا پشم بافی کا کام کرتا تھا میں کارخانہ میں پہنچا وہاں جو نگہبان تھا اس سے حاجی یداللہ کا پوچھا ۔

اس نے بتایا کہ حاجی صاحب ابھی گھر گئے ہیں ۔

میں نے عرض کیا مہربانی فرما کر ذرا ٹیلیفون ملا دیں ۔ اُن سے کہیں ایک آدمی تہران سے ملنے کے لیے آیا ہے آپ سے کوئی کام ہے ۔

اس نے ٹیلیفون کیا ۔

حاجی صاحب نے ریسور اٹھایا ۔

میں نے اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا ۔

میں نے کہا میں تہران سے آیا ہوں چار سو جلد کتابیں اس مسجد کے لیے وقف کی ہیں کسی جگہ پہنچا دوں

حاجی صاحب نے فرمایا آپ نے اس کام کو کیسے انجام دیا اور ہمارے ساتھ آپ کی واقفیت کیسے ہے۔

میں نے کہا میں نے چار سو جلد کتاب وقف کی ہے۔

اس نے کہا یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کونسا مال ہے۔

میں نے کہا ٹیلفون پر بتانا مناسب نہیں۔

حاجی صاحب نے کہا۔ آیندہ شب جمعہ میں آپ کی انتظار کروں گا اس پتہ پر کتابیں لائیں۔ چہار راہ شاہ کوچہ سرگردشکراہی بائیں طرف تیسرا دروازہ ہے۔

میں تہران گیا وہاں جاکر کتابیں اکٹھی کیں جمعرات کے دن ایک دوست کارلیکر حاجی آغا کے مکان پہ پہنچائیں۔

حاجی صاحب نے فرمایا میں اس طرح قبول نہیں کروں گا جب تک آپ تفصیل سے واقعہ بیان نہ کریں۔

آخر کار پورا واقعہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا کتابیں حاجی صاحب کے حوالے کیں مسجد میں جاکر دو رکعت نماز حضرت ولی عصر علیہ السلام پڑھی اور گریہ کیا۔

مسجد اور امام بارگاہ کو آنحضرت کے خط کشیدہ نقشہ کے مطابق حاجی ید اللہ نے مجھے دیکھایا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بھلائی عطا کرے آپ نے اپنے وعدہ پورا کیا ہے۔

مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے متعلق اختصار کے ساتھ یہی حکایت تھی جسے نقل کیا ہے اس کے علاوہ آقا رجبیان نے ایک بہت بہترین حکایت بیان کی تھی اسے مختصر طور پر نقل کرتا ہوں۔

آقای رجبیان نے بیان کیا کہ شب ہائے جمعہ معمول کے مطابق کاریگروں اور مزدوروں کا حساب کر کے مزدوری جو دیتی ہوتی تھی۔ دی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ شب جمعہ استاد اکبر جو مسجد بنا رہا تھا مزدورں کی مزدوری لینے کے لیے آیا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ آج ایک آقائے سید تشریف لایا تھا مسجد کی عمارت میں داخل ہوا اور پچاس تومان (پچاس روپے کے برابر) مسجد کی تعمیر کے لیے بھی دیئے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ مسجد کو بنوانے والا کسی سے رقم وصول نہیں کرتا اس نے سخت لہجے کے ساتھ مجھے فرمایا میں کہتا ہوں پکڑ لو وہ لے لے گا میں نے پچاس تومان لے لیے ان پر لکھا ہوا تھا برائے مسجد امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔

دو تین دن بعد، صبح سویرے ایک عورت آئی اس نے اپنی تنگ دستی اور یتیموں کی امداد کے لیے کہا دو بچے یتیم اس کے پاس تھے جن کی پرورش کرتی تھی۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جیب میں کوئی رقم نہ تھی اہل خانہ سے رقم لینے میں غفلت برتی اور وہی مسجد کے پچاس تومان اس عورت کو دے دیئے، اس خیال سے دیئے تھے کہ اپنی جیب سے ان کے عوض مسجد کے فنڈ میں ڈال دوں گا۔

اور اس عورت کو ایڈریس دیا کہ فلاں جگہ آجانا میں آپ کی مزید مدد کروں گا۔

عورت نے پچاس تومان لیے اور چلی گئی۔ جو ایڈریس میں نے دیا تھا اور کہا تھا کہ وہاں آ جانا وہ عورت مزید کمک کے لیے نہ آئی لیکن میں اس بات کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ پچاس تومان نہیں دینے چاہیے تھے اور بہت پشیمان ہوا۔

دوسرے جمعہ کو استاد اکبر آیا اور کہا اس ہفتہ میں آپ سے ایک خواہش کرتا ہوں اگر آپ وعدہ کریں کہ بات مانیں گے تو میں عرض کرتا ہوں۔

میں نے کہا آپ فرمائیں۔

اس نے کہا میں صرف اس صورت میں بیان کروں گا کہ آپ وعدہ کریں رد نہیں کریں گے۔

میں نے کہا استاد اکبر اگر میرے بس کی بات ہوئی تو انشاء اللہ بجا لاؤں گا۔

اس نے کہا۔ آپ کے بس میں ہے۔

میں نے کہا۔ آپ بیان فرمائیں۔

استاد اکبر نے کہا۔ جب تک آپ قول نہ دیں میں اس وقت تک بیان نہیں کروں گا۔ میری طرف سے اصرار تھا کہ بتائیں استاد اکبر کا اصرار تھا کہ پہلے عہد کریں۔

اس نے کہا جو پچاس تومان آقا نے مسجد کے لیے دیئے تھے وہ آپ مجھے دے دیں۔

میں نے اپنے دل ہی دل میں کہا اے استاد اکبر تو نے میرے زخم کو تازہ کر دیا چونکہ اس عورت کو پچاس تومان دینے کے بعد میں خود پشیمان ہوں

دو سال تک جو بھی پچاس تومان کا نوٹ میرے ہاتھ میں آتا تھا اس کو خوب توجہ سے دیکھتا تھا شاید وہی نوٹ ہو جس پر لکھا ہوا تھا۔

میں نے کہا اس رات آپ نے مختصر بتایا تھا ذرا وضاحت سے حقیقت حال بیان فرمائیں۔

اس نے کہا تقریباً ساڑھے تین بجے بعد از ظہر ہوا بہت گرم تھی میں اپنے کام میں مشغول تھا دو تین مزدور ابھی میرے ساتھ تھے اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آقا مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہوا شکل و صورت نورانی بزرگی اور صلابت کے آثار نمایاں تھے اس قدر قابل دید تھے کہ میرا جی کام کرنے کو نہیں چاہتا تھا۔ فقط یہی ذہن میں تھا کہ اس خوبصورت آقا کی زیارت ہی کرتا رہوں۔

آقا تشریف لائے میں گو یہ کام کر رہا تھا انہوں نے زیر عبا ہاتھ ڈالا اور رقم نکال کر مجھے فرمایا استاد اسے لو اور مسجد کے بانی کو دے دینا۔

میں نے عرض کیا آقا جان مسجد کا بانی کسی سے رقم نہیں لیتا۔ میں آپ سے یہ رقم لے لوں اور شاید وہ قبول نہ کرے، اور ناراحت ہو جائے آقا جان کا رنگ متغیر ہوا اور فرمایا میں تجھے کہہ رہا ہوں پکڑ لو میں نے فوراً اپنے چونے سے بھرے ہوئے ہاتھوں میں آقا جان سے رقم لے لی۔ اور وہ باہر تشریف لے گئے۔

میں نے کہا یہ آقا اس گرم ہوا میں کہاں تھا میں نے ایک مزدور کو آواز دی اس کا نام علی مشہدی تھا میں نے کہا اس آقا کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہاں جاتے ہیں کس کے ساتھ اور کس وسیلہ سے آئے تھے مشہدی علی گیا چار منٹ

پانچ منٹ، دس منٹ گذر گئے مشہدی علی واپس نہ آیا میں حیران تھا مشہدی علی کو آواز دی، دیوار کے پیچھے مسجد کا ستون تھا۔

میں نے کہا کیوں نہیں آتا؟

اس نے کہا میں کھڑا ہوں آقا کی زیارت کر رہا ہوں میں نے کہا آؤ وقت ہو گیا ہے۔

اس نے کہا آقا نے اپنا سر نیچے جھکالیا اور چل دیئے۔

میں نے پوچھا کس وسیلہ سے گئے ہیں۔؟

کار تھی؟

اس نے کہا ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی سر کو نیچے جھکایا اور چل پڑے۔

میں نے کہا تو کیوں کھڑا تھا۔

اس نے کہا میں آقا کی زیارت کر رہا تھا۔

آقائے رجبیان نے کہا یہ پچاس تومان کا واقعہ تھا۔ لیکن یقین کریں کہ اس پچاس تومانی کا مسجد کے کام میں بہت ہی اثر تھا میں خود اس امید میں نہ تھا کہ اس طرح مسجد بن جائے گی۔

اور میں اس کام کو یہاں تک پہنچانے کی قدرت نہ رکھتا تھا جس وقت یہ پچاس تومانی میرے ہاتھ میں آئی میرے اپنے کاروبار اور مسجد کے کام میں بہت ہی برکت پیدا ہوئی۔ (یہ واقعہ تھا جو کتاب پانچ دہ پرسش ایت اللہ صافی کی لکھی ہوئی سے نقل کیا ہے)۔

اور میں نے خود اس کی تحقیق کی ہے آقا حاجی ید اللہ رجبیان سے ملاقات کی ہیں اس واقعہ کی سچائی کی تصدیق کرتا ہوں امید ہے کہ حوزہ علمیہ قم

کے طلبہ اس باعظمت مسجد کی برکات سے غفلت نہیں فرمائیں گے اور آل یسین کی زیارت کے وسیلہ سے نماز توسل جو پہلے ذکر ہو چکی ہے ۔

اس کے ذریعہ سے حضرت ولی عصر علیہ السلام سے ارتباط برقرار کریں گے اور میں چونکہ مشہد مقدس میں زندگی بسر کرتا ہوں اس لیے کم توفیق ہوتی ہے ۔

لیکن الحمدللہ جب بھی قم مقدسہ میں آتا ہوں مسجد جمکران اور مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام میں جاتا ہوں اور ان ہر دو مساجد کی بہت سے برکات دیکھی ہیں ۔

حکایت ۳۱

مرحوم آیت اللہ آقا الحاج شیخ مجتبیٰ قزوینی علمائے اہل مشہد میں سے تھے میں نے خود ان سے کرامات دیکھی ہیں۔ بحٰ۱۳۳۰ھ ی میں انہوں نے بیان کیا۔

آقا سید محمد باقری اہل دامغان میں سے تھا مشہد میں مقیم تھا۔

مرحوم آیت اللہ حاج میرزا مہدی اصفہانی غروی کے شاگردوں میں سے تھا اکثر اپنے استاد معظم ر، کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ کئی سالوں سے دائمی مریض تھا سل مرض میں مبتلا تھا۔ اس وقت یہ مرض لاعلاج تھا تمام لوگ اس سے مایوس تھے بہت ضعیف و نحیف ہو گیا تھا۔

ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک صحیح و سالم خوشحال نظر آیا کسی قسم کی بیماری و کمزوری نہ تھی ہم نے بہت تعجب کیا اور اس سے علت شفا پوچھی!۔

اس نے بیان کیا۔

ایک دن میرے حلق سے بہت زیادہ خون آیا اور ڈاکٹروں نے مجھے مایوس کر دیا میں اپنے استاد حضرت آیت اللہ غروی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کیفیت بیان کی۔

استادِ معظم دو زانو ہو کر بیٹھے اور پختہ یقین کے ساتھ مجھے فرمایا:۔
مگر تو سید نہیں ہے اپنے آباء و اجداد سے۔ بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لیے دعا کیوں نہیں کرتا؟
حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کی خدمت میں کیوں نہیں حاضر ہوتا اور آنحضرت سے اپنی حاجت کیوں نہیں طلب کرتا۔
مگر تو نہیں جانتا کہ وہ پروردگار کے اسماءِ حسنیٰ ہیں مگر دعائے کمیل تو نے نہیں پڑھی۔ فرمایا ہے۔ یَا مَنِ اسْمُہٗ دَوَآءٌ وَ ذِکْرُہٗ شِفَآءٌ
(اے وہ ذات جس کا نام دوا ہے اور اس کا ذکر شفا ہے)
اگر تو مسلمان ہے اگر تو سید ہے اگر تو شیعہ ہے تو چاہیے کہ آج ہی حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ عج سے شفا طلب کر!
خلاصہ یہ کہ اس قدر محرک الفاظ بیان فرمائے کہ میں رونے لگا اور وہاں سے اس ارادہ سے اٹھا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام عج کی خدمت میں جاؤں۔
لہذا بغیر اس کے کہ توجہ کروں آنسو بہاتا جاتا اور اپنے آپ سے باتیں کرتا جاتا تھا اور زبان پر الفاظ جاری تھے یا حجۃ ابن الحسن اور کنی صحن مقدس حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی طرف جا رہا تھا، جب میں پرانے صحن میں پہنچا اسے پہلی حالت میں نہ پایا۔
صحن بالکل خالی تھا صحن میں فقط چند افراد نظر آئے جو اکٹھے چل رہے تھے ان کے آگے آگے ایک سردار تھا میں سمجھ گیا کہ یہی امام حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں میں نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔

بہترین موقعہ یہی ہے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاء طلب کروں۔
آنحضرتؑ جا رہے ہیں میں نے چاہا کہ آنحضرت کو آواز دوں اور ان سے عرض کروں کہ میرے لیے شفاء طلب کریں۔

جونہی میرے دل میں یہ خیال آیا میں نے دیکھا کہ آنحضرتؑ پلٹے اور میری طرف نگاہ کی۔

سر و سینہ بدن پر آگیا اچانک میں نے دیکھا کہ صحن مقدس معمول کے مطابق نظر آیا وہ چند افراد غائب ہیں لوگ صحن میں حسب سابق آمدورفت کرتے تھے۔

میں حیرانگی کے عالم میں تھا اسی دوران اپنی طرف متوجہ ہوا دیکھا مرض باقی نہیں ہے بیماری کے تمام آثار جا چکے تھے اپنے گھر کی طرف لوٹا جو کچھ پرہیز تھی اس کو چھوڑ دیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا کی ہے۔ کہ بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں میں جتنی بھی کوشش کروں کہ کھانسی آئے مگر نہیں آتی۔

مرحوم حاجی شیخ مجتبیٰ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت گریہ کرنے لگے اور فرمایا جی ہاں یہ تھا واقعہ آقا سید محمد باقر قزوینی کا

میں نے اس کے بعد کئی سال اسے دیکھا اس کی صحت بہت اچھی تھی یہاں تک کہ موٹا بھی ہو گیا تھا۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا شود کہ گوشہ چشمی بما کنند

اگر اہل علم اور سادات آنحضرت کی طرف خلوص سے توجہ کریں چونکہ امام کے

سپاہی ہیں۔ خادم اور خدمت گذار ہیں ۔

چونکہ آنحضرتؑ کے نزدیک ترین ہیں ۔

تو آنحضرتؑ ان کی طرف زیادہ توجہ فرمائیں گے ان کے مادی اور معنوی زندگی کو بہترین طریقہ سے چلائیں گے ۔

لیکن خدا نہ کرے اگر سہم امام علیہ السلام کھائیں اور آنحضرت کے وجود مقدس کی طرف متوجہ نہ ہوں انحضرتؑ کے ساتھ مناجات نہ کریں دن اور رات میں حداقل ایک گھنٹہ بھی آنحضرتؑ کی خدمت میں خلوص وعقیدت پیش نہ کریں آنحضرتؑ کے دوستوں کے ساتھ مسخرہ کریں ۔

تو جان لیں، آگاہ رہیں کہ وہ لوگ خدا کے ولی کی طرف سے مواد غضب واقع ہوں گے زندگی کا جنبہ مادی ومعنوی برباد ہو جائے گا جیسا کہ اس کے بارے میں کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا ہے ۔

حکایت ۴

سال ۱۳۵۳ ہجری شمسی میں میں مدینہ منورہ گیا تھا آدھی رات کا وقت تھا مدینہ شہر کاملا خاموشی کے عالم میں تھا باب السلام کی طرف جو عمارتیں تھیں انہیں گرادیا گیا تھا اور موجودہ چھت نما جگہ نہیں بنی تھی۔

حرم کی دیواروں سے سے کر مسجد غمامہ کے سامنے سے جو سڑک گذر رہی تھی وہاں تک وسیع میدان تجارات کے آخری حصہ میں آقای حاجی خادمی کے ہمراہ مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوار کے پیچھے کی طرف بیٹھا تھا چونکہ ابھی تک حرم کے دروازے بند تھے آقائے خادمی اپنے معمول کے مطابق جو کہ ہمیشہ اپنے مولا وآقا کی یاد میں رہتا تھا اظہار عشق، امام صاحب الزمان علیہ السلام کر رہا تھا آج کی رات بھی حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام کے حالات کے بارہ میں بیان کر رہا تھا، اور اپنی عقیدت کا اظہار کر رہا تھا۔

ضمناً فرمایا:

آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔

میں نے عرض کیا۔

فرمائیں۔

آقائے خادمی نے فرمایا۔ کیا ممکن ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا التراب

مقدمہ الفدار مدینہ منورہ میں اپنا گھر نہ رکھتے ہوں ؟

میں نے عرض کیا:

کیوں ممکن نہ ہو ضروری نہیں ہے کہ آنحضرتؑ ہر شہر میں اپنا مکان رکھتے ہوں خصوصاً جب کہ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان کے دوستوں کے گھر ان کے ساتھ ہی متعلق ہیں ۔

آقائے خادمی نے فرمایا:

نہ میں معتقد ہوں کہ آنحضرتؑ کا مدینہ منورہ میں گھر موجود ہے۔

میں نے پوچھا وہ مکان کہاں ہے ۔

آقائے خادمی نے فرمایا :۔ اگر میں آنحضرتؑ کا گھر جانتا ہوتا تو پھر یہاں نہ بیٹھتا

(میں جانتا تھا کہ آنحضرتؑ کے دوستوں کے ساتھ جب ایسے حالات پیش آئیں تھوڑی سی جستجو کے ساتھ استفادہ کیا جاسکتا ہے لہذا میں نے کہا)

اگر میں یہ اعتقادہ رکھتا ہوتا یعنی معتقد ہوتا کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ مدینہ منورہ میں مکان رکھتے ہیں تو اپنے قیام مدینہ کے دوران مدینہ شہر کے تمام مکانوں کے دروازوں پر دستک دیتا اور صاحب خانہ کا نام پوچھتا یہاں تک کہ آنحضرتؑ کا گھر تلاش کر لیتا۔ اور اضافہ کیا کہ اگر اس کام کو صحیح طریقہ سے انجام دیا جائے تو آخرکار پانچ، چھ دن میں آنحضرتؑ کا مکان تلاش کر لیا جائے گا۔ مگر مدینہ منورہ کتنا بڑا شہر ہے کتنے گھر ہیں اتنی مدت زحمت اٹھانا ہے کہ شرمندگی محسوس کرنا اور احتمالاً لوگوں سے گالی

اور نامزا کلمات سن کر بھی اپنے مقصد کو پالینا (آنحضرتؑ کا گھر تلاش کر لینا) بہت ارزش رکھتا ہے۔

حالانکہ میں معتقد ہوں کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی غیرت اور لطف و محبت اجازت نہیں دیتی کہ ان کا دوست ان تک پہنچنے کے لیے اس حد تک تکلیف برداشت کرے اور اس قدر شرمندگی اٹھائے طبعی طور پر دو دروازوں پر دستک دینے سے زیادہ دیر نہیں گذرے گی کہ اپنے گھر کی طرف راہنمائی فرمائیں گے۔

لیکن چونکہ میں معتقد نہیں ہوں یعنی میں یقین نہیں رکھتا کہ آنحضرتؑ مدینہ منورہ میں اپنا گھر رکھتے ہوں گے اس لیے میں نے ایسا عمل انجام نہیں دیا۔

قصہ مختصر میں نے اس بارے میں اس قدر گفتگو کی کہ معظم لہ اسی وقت نصف رات کا ٹائم تھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے میں بھی کھڑا ہو گیا۔ حیران تھا کہ کہاں سے اور کس طرف سے شروع کریں۔ اِدھر اُدھر نگاہ کرتا تھا، میں ہر لحظہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے لطف کا منتظر تھا۔

تمام لوگ گھروں میں آرام کر رہے تھے وسیع میدان میں پرندہ پر بھی نہیں مارتا تھا۔

عجیب سکوت طاری تھا اچانک ایک آواز مسجد غمامہ کی طرف جو سٹرک تھی اُدھر سے فارسی زبان میں صدا آئی (اس طرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس طرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔) جس طرف سے آواز آتی تھی ہم نے اُدھر دیکھا دوسرے لباس اور شکل وصورت کی خصوصیات نظر آرہی تھیں ظاہراً معلوم ہوتا تھا کہ ہمیں ہی آواز

دے رہا ہے۔

آقائے حاجی خادمی نے کہا۔ ہمیں ولی عصر علیہ السلام کے گھر کی طرف بلا رہے ہیں اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فوراً اس طرف چل دیئے۔

میں جو ان واقعات پر بہت دیر سے یقین کرنے والا تھا اپنے آپ کو کہا! یقیناً کسی ایرانی نے ہمیں آواز دی ہے اس نے ہمیں اپنے رفقاء میں سے سمجھا ہے اور خیال کیا ہے کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں اس لیے اس نے ہمیں آواز دی تھی اور ہماری راہنمائی کر رہا ہے لیکن جس شخص نے ہمیں آواز دی تھی وہ ہمیں بلانے کے بعد ان کوچوں میں داخل ہو گیا جو اس طرف تھے اور ہم نے اسے پھر نہیں دیکھا۔

آقائے حاجی خادمی سارے راستے میں، جہاں وہ شخص کھڑا تھا اس جگہ تک یہی فرماتے رہے کہ عجیب قسم کے عطر کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

آخر کار دس منٹ کے بعد ہم اس جگہ پہنچے لیکن وہاں تین راستے تھے وہاں پہنچ کر پھر حیران تھے کہ یہاں سے کس طرف جائیں۔

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ ایک موٹر آکر رکی، مسجد غمامہ کے سامنے سڑک کے آخر میں سواریاں اتریں جب ہمارے قریب پہنچی تیز رفتاری میں کمی کی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی تھوڑا سا ہمارے پاس رکی اور ہمیں حرم ہوٹل کی پشت کی طرف ایک سڑک جا رہی تھی ادھر اشارہ کیا اور فارسی زبان میں کہا۔

(اس طرف سے ..... اس طرف سے .....) اور تیزی کے ساتھ ہم سے دور ہوگیا۔

اس مقام پر میں نے بھی خیال کیا کہ تھوڑا تھوڑا احتمال یہ ہوتا ہے کہ یہ راہنمائی طبیعی نہیں ہے۔

اس لیے کہ اگر پہلے شخص نے ہمیں اتفاقاً آواز دی تھی، تو یہ موڑ جو کہ معمولاً ایرانی لوگ مدینہ منورہ میں موڑ میں سوار نہیں ہوتے خصوصاً یہ سوار ہمارے نزدیک رکا ہے اور ہمیں دیکھا ہے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ ہمیں اپنے رفقاء سمجھ کر اشتباہ کیا ہو۔

بہرحال آقائے حاجی خادمی بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ یا صاحب الزمان (علیہ السلام) کا ذکر کرتے ہوئے اس سڑک کی طرف چل پڑا میں بھی حیرانگی کے عالم میں ان کے ساتھ چلتا جاتا تھا اس سڑک پر ابھی دس قدم سے زیادہ فاصلہ نہیں چلے تھے کہ تقریباً دس نوجوان آدمی ایک شخصیت کے اردگرد جس نے عربی لباس پہن رکھا تھا دکھائی دیے اس عظیم شخصیت کی گفتگو سن رہے تھے اور خوب واضح تھا کہ ابھی کسی گھر سے نکلے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی جگہ پر جائیں آہستہ آہستہ ہماری طرف آرہے تھے جب ہمارے قریب پہنچے تو اس بزرگوار، پر عظمت شخصیت نے ہماری طرف نگاہ کی اور فرمایا (سلام علیکم)۔

ہم نے جواب دیا لیکن وہ سلام اور نگاہ اس قدر دلربا تھی کہ ہمیں مبہوت کر دیا تھا۔

حاجی خادمی ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر رو رہا تھا اور ان کو پیچھے

سے دیکھ رہا تھا میں اس فکر میں پڑ گیا کہ دیکھیں یہ کہاں سے نکلے ہیں جب میں نے فوراً دیکھا تو گھر کا چراغ جل رہا تھا اور بالکل واضح تھا کہ اسی منزل سے نکلے ہیں مکان کا دروازہ لکڑی کا تھا۔

مکان پرانا تھا۔ آج کل کی ظاہری آرائش سے خالی تھا گھر کے اندر دروازے کے پیچھے ایک چراغ روشن تھا اور ایک آدمی جو کہ ظاہراً اس گھر کا ملازم تھا اس چراغ کے نیچے کھڑا تھا۔ گھر کے دروازے کے اوپر ایک بورڈ لگا ہوا تھا اور چراغ کی روشنی اس بورڈ پر پڑ رہی تھی بورڈ کے علاوہ سڑک کے کچھ حصہ پر بھی روشنی جا رہی تھی۔

اس بورڈ پر سنہری حروف میں لکھا ہوا تھا۔ لکھائی کے الفاظ ابھرے ہوئے تھے۔

(منزل المہدی الغوث)

البتہ اس بورڈ کی تحریر کی ترتیب اس طرح نہ تھی بلکہ لفظ۔ (منزل) بورڈ پر اوپر کی طرف اور دوسری سطر میں لفظ۔

(المہدی۔ الغوث)

اسی طرح لکھا ہوا تھا جس وقت آقائے حاجی خادمی نے اس بورڈ کو دیکھا یقین پیدا کر لیا کہ آرام و سکون کے ساتھ اپنے مقصد کو پہنچ گئے ہیں اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کا گھر مل گیا ہے۔ اس لیے گھر کے دروازہ کے پیچھے تھوڑی دیر کے لیے کچھ فاصلے پر زمین پر بیٹھ گیا لیکن میں ابھی چاہتا تھا کہ اس موضوع پر مزید تحقیق کروں میں اس دروازے کے پیچھے گیا اور جو شخص اس گھر میں چراغ کے نیچے کھڑا تھا۔

اس سے عربی میں پوچھا۔

صَاحِبُ الْبَیْتِ فِیْہِ

یعنی صاحب خانہ گھر میں تشریف فرما ہیں اس نے کمال محبت کے ساتھ تبسم کرتے ہوئے مجھے جواب دیا۔ (الان راح) یعنی ابھی ابھی تشریف لے گئے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ وہ پروقار باعظمت شخصیت جو چند افراد کے جھرمٹ میں سڑک پر جا رہی تھی وہی صاحب خانہ ہے اس کا نام مہدی ہے اور الغوث اس کا لقب ہے لیکن کیا حقیقتاً وہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمان علیہ السلام ہی تھے یا کوئی اور آدمی تھا جو اس نام اور اس لقب کے ساتھ یہاں قیام پذیر ہے؟

مختصر یہ کہ ہم وہاں دروازے کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس گھر کے ملازم نے چراغ خاموش کر دیئے جیسا کہ وہ چاہتا تھا کہ سوئے مگر میرے دل میں عجیب قسم کا طوفان تھا قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا مگر ہو سکتا ہے کہ مجھ میں اتنی لیاقت ہو کہ یہ فیض عظیم حاصل ہو۔

دوسری طرف یہ سوچ رہا تھا کہ اس موٹر سوار نے فارسی زبان میں ہماری راہنمائی کی اس کے علاوہ عام طور پر اہل سنت اپنا نام مہدی نہیں رکھتے یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے شیعہ بھی تقیہ کی وجہ سے بہت ہی کم افراد اس مقدس نام سے مربوط ہیں ان حالات میں مجھے کچھ سہارا ہوا کہ شاید یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی ہوگی۔

بہر حال تقریباً ایک گھنٹہ دروازے کے پیچھے بیٹھے رہے آقائے حاجی خادمی

بہت خوش تھا پھر وہاں سے اپنی رہائش گاہ کی طرف چل دیئے اسی رات کی صبح ہمارا قافلہ مکہ کی طرف تیار تھا اس لیے میں اس سفر میں دوسری مرتبہ اس گھر کے دروازے تک نہ جا سکا لیکن جب دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا زیارت نصیب ہوئی تو اسی جگہ پر گیا چند مکان ایک دوسرے کے ساتھ ملتے جلتے تھے لیکن وہ بورڈ کسی مکان پر بھی نہیں تھا مگر آقائے حاجی خادمی فرماتے تھے کہ میں جب بھی مکہ مکرمہ گیا ہوں (مدینہ منورہ) میں اس گھر کی بھی زیارت کی ہے اور اسی نام کا بورڈ بھی تھا اور اس کی زیارت بھی کی ہے۔

حکایت ۵

مرحوم شہید حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقا سید عبدالکریم ہاشمی نژاد کا ایک استاد تھا ان کا نام آقا شیخ علی فریدۃ الاسلام کاشانی تھا میں نے ان کے مختصر حالات زندگی کتاب پرواز روح میں لکھے ہیں۔

انہوں نے بیان کیا کہ ایک رات میرے استاد مرحوم قم میں اوپر والے کمرے کی بالکونی پر صحن کی طرف منہ کر کے کھڑے تھے اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کو زیارت آل یسین کے ساتھ زیارت کر رہے تھے اور آنحضرت کے ساتھ مناجات میں مشغول تھے۔

میں بھی ان کے نزدیک انگیٹھی میں آگ روشن کر رہا تھا تاکہ بستر گرم کریں یعنی آگ کے لیے پنکھا چلا رہا تھا تاکہ کرسی[1] کے نیچے آمادہ ہو جائے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ استاد محترم لرزنے اور توجہ زیادہ ہوئی ان

---

[1] میز کے نیچے انگیٹھی یا آج کل ہیٹر وغیرہ رکھتے ہیں اور اس میز پر بہت بڑا لحاف ڈال دیتے ہیں اور ادھر ادھر سے اس میں ہاتھ پاؤں ڈال کر سردیوں میں بیٹھتے ہیں اسے کرسی کہتے ہیں۔

مترجم)

کا گریہ زیادہ ہوا میں نے اپنا سر اٹھایا تاکہ دیکھوں کیا بات ہے نہایت تعجب کے ساتھ دیکھا کہ۔

حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان میرے استاد کے سامنے کھڑے ہیں اور ان کے ساتھ مسکرا رہے ہیں اور میں رات کی تاریخی کے باوجود امام ولی عصر علیہ السلام کی تمام خصوصیات شکل و صورت، رنگ و لباس، کو بھی دیکھتا تھا۔

پھر میں نے اپنے سر کو نیچے جھکایا پھر دو مرتبہ سر کو اٹھایا آنحضرت کو اسی قیافہ اور تمام خصوصیات کے ساتھ دیکھا۔

بالاخر میں نے چند مرتبہ اسی عمل کو دہرایا ہر بار جمال مقدس آنحضرت کی زیارت ہوتی تھی یہاں تک کہ آخری مرتبہ سر کو نیچے جھکایا تو میں متوجہ ہوا کہ استاد محترم آرام فرما رہے ہیں جب سر کو اس مرتبہ اٹھایا اور آنحضرت کی طرف نگاہ کی تو اب وہاں موجود نہ تھے معلوم ہوا کہ میرے استاد محترم کی مناجات آنحضرت کے جانے کے ساتھ منقطع ہوئی ہیں۔

اس واقعہ کے بعد میں اور میرے استاد محترم کمرے میں کرسی کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے استاد محترم کو یہ گمان تھا کہ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی چاہتے تھے کہ مجھ سے اسے پوشیدہ رکھیں۔

میں نے پہلے پہل استاد محترم سے عرض کیا آپ نے آقا کو کہیں کونسے لباس میں دیکھا انہوں نے تعجب کی حالت میں مجھ سے پوچھا مگر تو نے آنحضرت کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں لباس لکیر دار، عمامہ سبز، شکل و صورت جاذب خلاصہ یہ کہ جو خصوصیات آنحضرت میں دیکھی تھیں تمام بیان کیں۔ استاد محترم نے میری گفتگو

کی تصدیق کی، تشویق کی اور خوشحال ہوئے کہ میں بھی امام زمان علیہ السلام کی ملاقات کی لیاقت رکھتا ہوں۔

میں سال ۱۳۳۳ ہجری شمسی میں مرحوم شہید سید عبد الکریم ہاشمی نژاد کے ساتھ علوم دینی حاصل کرنے کے لیے نجف اشرف گیا تھا۔ شب جمعہ کربلا معلیٰ زیارت کے لیے گئے میں نے ابو الفضل العباس علیہ السلام کے حرم میں التجا کی کہ امام زمان علیہ السلام عج کے وجود مقدس کے بارے میں میرا یقین زیادہ پختہ ہو۔

پس پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے آنحضرتؑ کے حرم کے صحن میں آئے ہاشمی نژاد میرے ساتھ تھے حالانکہ وہ میری نیت سے بالکل واقف نہ تھے لیکن اس قصہ کو میرے لیے بیان کیا۔

اس قدر میرے قلب کو سکون ہوا کہ یقین پیدا ہو گیا کہ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام اس وسیلہ سے میری حاجت پوری کرنا چاہتے ہیں اور میرے دل کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں۔

حکایت نمبر ٦

آقا حاج شیخ اسماعیل نمازی مشہد مقدس میں مقیم ہیں اُن کا قصہ مشہور ہے۔

اہل مشہد میں سے کئی لوگوں نے اُسے بیان کیا ہے اور میں نے خود بھی مدینۂ منورہ میں ان سے سنا ہے

آقائے نمازی فرماتے تھے۔

میں اہالیان مشہد میں سے چند افراد پر مشتمل قافلہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ کی زیارت کے لیے لے کر چلا اس زمانے میں لوگ نجف اشرف کے راستے جاتے تھے صحرا بیابان جس میں آب و گیاہ کا نام نشان نہ ہوتا تھا۔ پکی سڑکیں تو درکنار ایسا راستہ بھی نہیں ہوتا تھا جس پر فقط بجری ڈالی گئی ہو۔

صرف چند لوگ جو راہ شناس تھے مخصوص علامات کے ذریعہ راستہ تلاش کرتے تھے راہنمائی کرتے تھے، تیل و پانی وغیرہ کافی مقدار میں اپنے ساتھ لے کر چلتے تھے تاکہ راستے میں نہ رہیں۔

ہم پانی اور ڈیزل وغیرہ کے اعتبار سے مطمئن تھے یہاں تک کہ دو ڈرائیور ہمراہ تھے مسافروں کے پاس غذا اور پانی کافی مقدار میں ہمراہ تھا ہم اپنا راستہ لیے ہوئے چلتے جاتے تھے۔

ان دونوں ڈرائیوروں میں سے ایک آدمی متقی نہیں تھا اتفاقاً اس دن غروب کے نزدیک بیابان کے وسط میں وہ اسیٹرن پر بیٹھا ہوا تھا۔
ہم نے اسے کہا رات ہونے کو ہے اس لیے یہاں ہی قیام کریں صبح آرام کے ساتھ یہاں سے چلیں گے اس نے ہماری بات کی پرواہ نہ کی اور چلتا رہا یہاں تک کہ رات ہوگئی کچھ وقت گذرنے کے بعد چلتے چلتے رک گیا اور کہا اب مجھے راستہ معلوم نہیں ہے ہم سب بس سے نیچے اترے رات وہاں گذاری صبح جب نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ راہ بالکل نظر نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ہوا میں سنگریزے اڑ کر بس کے اردگرد جمع ہوگئے تھے اور معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ہم کدھر سے آئے ہیں۔
میں نے مسافرین کو کہا بس پر سوار ہوں اور ڈرائیور کو کہا تقریباً دس فرسخ مشرق اور دس فرسخ مغرب اور دس فرسخ جنوب اور دس فرسخ شمال کی طرف چلیں تاکہ راستہ مل جائے ڈرائیور نے یہ بات قبول کر لی اس بیابان میں شام تک یوں ہی چلتے رہے لیکن راستہ نہ مل سکا پھر دوسری رات بھی اسی بے آب وگیاہ صحرا میں گذاری لیکن میں بہت پریشان تھا دوسرے دن اسی طرح چلتے رہے رات تک راستے کا کوئی نشان نہ ملا اسی دوران پٹرول وغیرہ ختم ہوگیا۔
اور سورج غروب ہونے لگا پس بس کھڑی کردی چونکہ تیل ختم ہو چکا تھا۔ پانی بھی ختم ہونے کو تھا۔
اس رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی عجز و نالہ کیا صبح ہم سب موت کے منہ میں معلوم ہوتے تھے اس لیے کہ پانی بالکل ختم ہو چکا تھا اور

پیٹرول بھی ختم ہو گیا تھا راستے کا علم نہیں تھا میں نے مسافروں کو کہا۔
آؤ مل کر منت مانیں کہ اگر خداوند کریم اس بیابان سے ہمیں نجات دے تو جب ہم اپنے وطن پہنچیں گے جو کچھ مال ہمارے پاس ہے راہ خدا میں دے دیں گے۔

تمام مسافرین نے کہا قبول ہے اور اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا صبح کے تقریباً نو بج چکے تھے ہوا گرم ہونے کے نزدیک تھی اور ہمیں یقین تھا کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ آدمی فوت ہو جائیں گے اس لیے میں بہت ہی پریشان تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا اور مسافروں سے ذرا دور جا کر بیٹھ گیا۔

اتفاقاً ایک مقام پر ریت کا ٹیلہ تھا میں اس کے پیچھے جا کر بیٹھ گیا اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ آہ و فریاد کر رہا تھا۔ "یَا اَبَا صَالِحَ الْمَهْدِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدْرِکْنِیْ یَا حُجَّۃَ بْنَ الْحَسَنِ اَدْرِکْنِیْ"

میرا سر نیچے کی طرف جھکا ہوا تھا آنسوؤں کے قطرے زمین پر گر رہے تھے۔

اچانک مجھے معلوم ہوا کہ پاؤں کی آواز آ رہی ہے جو میرے قریب ہوتی جا رہی ہے اپنے سر کو اوپر اٹھایا تو ایک عربی مرد کو دیکھا اونٹوں کی مہار اس کے ہاتھ میں ہے اور چاہتا ہے کہ عبور کرے۔

میں نے آواز دی آقا ہم یہاں اپنا راستہ گم کر بیٹھے ہیں۔ ہمیں راستے تک پہنچاؤ۔

اس نے اونٹوں کو بٹھایا اور میرے قریب آکر سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا۔

میرا نام پکار کر کہا پریشان نہ ہوں آؤ میں آپ کو راستہ بتلاتا ہوں دیکھو اس طرف سے آپ جائیں گے دو پہاڑوں کے پاس پہنچو گے جب ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے گذریں۔ دائیں طرف سیدھے چلتے جائیں غروب آفتاب کے وقت آپ راستے پر پہنچ جائیں گے۔

میں نے کہا:۔

پھر بھی امکان ہے کہ شاید ہم راستہ گم کر بیٹھیں اور میں نے قرآن مقدس کو جیب سے نکالا اور کہا آپ کو اس قرآن پاک کی قسم دیتا ہوں ہمیں آپ خود ساتھ چل کر راستے تک پہنچائیں۔

ابھی میں متوجہ نہیں تھا کہ اس نے اپنے اونٹوں کو بیٹھایا ہے وہ اس طرح بیان کر رہا ہے تقریباً دس گھنٹے کا سفر سڑک تک معلوم ہوتا تھا۔ اس لیے میں نے بہت زیادہ اصرار کیا اور اُسے قسم دی۔

اس نے کہا بہت اچھے تمام سوار ہو جائیں اور جو ڈرائیور زیادہ پرہیز گار تھا، اُسے کہا۔

کہ آپ اسٹرن پر بیٹھیں وہ خود بھی اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور میں بھی اس کے پہلو میں بیٹھا یعنی بس میں اگلی طرف تین سیٹیں تھیں ایک سیٹ ڈرائیور کی تھی یعنی باقی سیٹوں پر ہم دونوں بیٹھے تھے اب ہم اس قدر خوشحال تھے یا ہمارے ذہن میں اس قدر فکر تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی یہاں تک کہ ڈرائیور بھی اس طرف متوجہ نہیں تھا کہ بس میں تیل نہیں ہے چونکہ میں تو گذشتہ رات کو

ختم ہو گیا تھا۔

ایک، دو گھنٹے راستہ طے کیا تھا کہ ڈرائیور کو کہا بس کو روکو، نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔

نماز پڑھیں۔ پھر چلیں گے۔

تمام نیچے اترے نزدیک ہی پانی کا چشمہ تھا اس نے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا وہ ایک طرف نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور مجھے کہا آپ مسافروں کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں۔

ہماری نماز جب ختم ہو لی اور ہاتھ منہ دھو لیا۔ تو اس نے فرمایا: سوار ہو جاؤ اس لیے کہ ہمارے لیے ابھی سفر بہت درپیش ہے۔ تمام سوار ہوئے جیسا کہ پہلے اس نے کہا تھا دو پہاڑوں کے پاس پہنچے وہاں سے عبور کیا اس کے بعد فرمایا، دائیں طرف چلو سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ ہم اصلی راستے پر پہنچے راستے میں ہمارے ساتھ فارسی میں گفتگو کرتا رہا مشہد مقدس کے علماء کے بارے میں مجھ سے دریافت کرتا رہا ان میں سے بعض علماء کی تعریف کرتا تھا اور فرماتا تھا کہ فلاں آئندہ خوب کردار کا مالک ہو گا۔

میں نے راستے میں اس سے کہا کہ ہم نے منت مانی ہے کہ اگر ہم اس بیابان سے نجات حاصل کریں تو وطن پہنچ کر اپنا اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیں گے۔

فرمایا اس منت کو پورا کرنا لازمی نہیں ہے۔

آخر کار جب ہم سڑک پر پہنچے، تمام خوشی کے ساتھ نیچے اترے اور میں نے مسافرین کو اکٹھا کیا اور کہا جو کچھ آپ کے پاس ہے مجھے دیں تا کہ اس عربی مرد

کو دیں اس لیے کہ اس نے بہت ہی زحمت اٹھائی ہے اپنے اونٹوں کو بیابان میں بیٹھایا ہے اور ہمارے ساتھ آیا ہے۔

اچانک مسافرین خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور کہا: واقعاً یہ مرد کون ہے اور کیسے واپس جائے گا۔؟

دوسرے نے کہا بیابان میں اس نے اونٹ کس کے سپرد کیے ہیں؟۔

تیسرے نے کہا ہماری بس میں پیٹرول نہیں تھا یہ تمام راستہ صبح سے غروب تک کیسے پہنچی۔ خلاصہ یہ کہ ہم سب پریشان حالت میں اس عربی مرد کے پیچھے دوڑے لیکن اس کو نہ دیکھا، وہ غائب ہو چکا تھا اس وقت ہم سمجھے کہ ایک دن حضرت امام آخرالزمان علیہ السلام کی خدمت میں رہے لیکن انہیں پہچان نہ سکے۔

حکایت ۲۷

میرے والد مرحوم آقائے حاج سید رضا ابطحی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے لیے بیان فرمایا کہ مشہد مقدس میں دعائے ندبہ پڑھنے کی رسم اس وجہ سے ہوئی۔ علت یہ تھی۔

اصفہان کے تاجروں میں سے ایک قابل وثوق تاجر نے بیان کیا کہ میں نے اپنے گھر میں ایک بڑا کمرہ امام بارگاہ کے طور پر مختص کیا ہوا تھا اکثر اس میں مجلس عزا ہوتی رہتی تھی ایک رات میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر سے نکلا ہوں اور بازار کی طرف جا رہا ہوں لیکن اصفہان کے علماء میں سے چند عالم دین میرے گھر کی طرف آرہے ہیں جب میرے نزدیک پہنچے تو فرمایا:۔

اے فلاں آپ کہاں جا رہے ہیں؟ مگر آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے گھر میں مجلس ہے میں نے کہا نہ۔

میرے گھر میں مجلس نہیں ہے۔

انھوں نے کہا:۔

کیوں، آپ کے گھر میں مجلس ہے اور ہم بھی وہاں ہی جا رہے ہیں۔
اور حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہیں۔

میں نے فوراً چاہا کہ جلدی کے ساتھ گھر جاؤں مجھے فرمایا ادب کے ساتھ گھر میں داخل ہونا میں نہایت ادب کے ساتھ گھر میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کچھ علماء اس مختص کمرے میں تشریف فرما ہیں اور مجلس میں حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہیں جب آنحضرتؑ کی شکل وصورت کو غور سے دیکھا تو ایسے معلوم ہوا کہ شاید ان کو کسی جگہ دیکھا ہے۔

اس لیے انحضرتؑ سے میں نے سوال کیا میرے آقا میں نے آپ کو کہاں دیکھا ہے۔

فرمایا۔

اسی سال مکہ میں مسجد الحرام میں آدھی رات کے وقت جب تو میرے پاس آیا اور اپنا لباس میرے پاس رکھا تھا اور میں نے تجھے کہا تھا کہ مفاتیح الجنان کو اپنے لباس کے نیچے رکھو۔

اصفہانی تاجر نے کہا بالکل اسی طرح تھا۔ ایک رات کو مکہ معظمہ میں نیند بالکل آنکھوں سے جا چکی تھی۔

میں نے اپنے آپ کو کہا بہتر ہے کہ مسجد الحرام کی زیارت کروں اور رات وہاں ہی بسر کروں، شب عبادت میں گذاریں میں مسجد الحرام میں داخل ہوا۔ اِدھر اُدھر نگاہ کی کہ کوئی ایسا آدمی ہو جس کے پاس اپنا لباس رکھوں اور خود جا کر وضو کروں۔ میں نے دیکھا آقا جان ایک گوشہ میں بیٹھے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا لباس ان کے نزدیک رکھا میں چاہتا تھا کہ مفاتیح الجنان کو لباس کے اوپر رکھوں۔

انہوں نے فرمایا۔

مفاتیح کو اپنے لباس کے نیچے رکھو۔

بہر حال میں نے عالم خواب میں اپنے آقا سے سوال کیا حضور آپ ظہور کب فرمائیں گے۔

انہوں نے فرمایا:۔

بہت قریب ہے ہمارے شیعوں کو کہو کہ دعائے ندبہ کو جمعہ کے دن پڑھا کریں۔

حکایت ۸

اس واقعہ کو میں نے کتاب مصلح غیبی میں نقل کیا ہے لیکن ایک نادرست فکر کے اثر میں جو اس وقت میرے ذہن میں تھا یعنی میرا اعتقاد تھا کہ اگر انسان پر کوئی اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو اُسے بیان نہ کرے اس لیے ایک سید ناشناس کے نام سے لکھا ہے لیکن اس وقت معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ:۔

اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہو۔

اس بنا پر صریحاً کہتا ہوں کہ وہ سید میں خود ہوں اور واقعہ اس طرح ہے۔

حصول علم کے دور میں، قم مقدسہ میں جب کوئی طالب علم شادی کرتا تھا تو اس کے بعد مدرسہ میں نہیں رہتا تھا بلکہ کوئی مکان کرایہ پر لیتا تھا تاکہ اس میں زندگی بسر کرے، طبعاً یہ بھی ضروری تھا کہ زوجہ کے لیے مکان مہیا کرے۔ کم از کم ایک کمرہ مطالعہ اور مہمانوں کی پذیرائی کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

مالی وسائل کے لحاظ سے ہماری پوزیشن اچھی نہ تھی۔ مجبور تھے کہ ایک کسی رشتہ دار یا دوست کے ساتھ مل کر تین کمروں والا مکان لیں ایک کمرہ کتاب خانہ و مطالعہ وغیرہ کے لیے اور ایک، ایک کمرہ زندگی بسر کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔

ایک روز، جمعہ کے دن میں کتاب خانے میں بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ صاحب خانہ (جو کہ ایک عورت تھی) نے دروازہ کھٹکھٹایا اور مکان میں داخل ہوئی ہمارے گھر والوں کے ساتھ نہایت مؤدبانہ احوال پرسی کی جو زیادہ تر حیلہ سازی کے مشابہہ تھی کافی دیر تک اہل خانہ کو اذیت کی۔

میرا دل شکستہ ہو گیا، اسی وقت اٹھا اور قم مقدسہ سے پیدل اپنے دوست کے ہمراہ مسجد جمکران گیا تا کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں سوال کروں، سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ ہم ابھی مسجد میں دعا کر رہے تھے اچانک مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جو میں بیان نہیں کر سکتا اسی حالت میں حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ آپ گھر جائیں گے تو آپ کے پذیرائی والے کمرہ میں وہ شخص بیٹھا ہے جو آپ کے لیے مکان خریدے اس وقت وہ آپ کی انتظار میں ہے!

میں نے یہی بات اپنے دوست کو بتائی:۔ اور اکٹھے قم مقدسہ کی طرف چل پڑے سیدھے مکان کی طرف آئے مکان کا دروازہ کھولا دیکھا پذیرائی والے کمرہ میں چراغ روشن ہے۔

سوال کیا: کیا کوئی مہمان ہے۔؟

اہل خانہ نے جواب دیا۔ جی ہاں فلاں شخص ہے وہ شخص تہران کا رہنے

والا ہمارا ایک دوست تھا جب قم میں آتا تھا ہمارے ہاں قیام فرماتا تھا اور اس وقت وہ اتنا مال دار نہیں تھا کہ ہمارے لیے اپنی جیب سے مکان خریدے۔

بہر حال کمرے میں داخل ہوئے دستر خوان بچھایا جب شام کا کھانا کھانے میں مشغول ہوئے۔

ہمارے مہمان نے کہا:۔

میں نے سنا ہے کہ قم میں مقبرے بناتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں۔ میں بھی اسی لیے آج آیا ہوں کہ اپنے ایک رشتہ دار کے لیے قبرستان میں ایک مقبرہ خریدوں۔

میں نے کہا کوئی حرج نہیں اور باقی اس موضوع کے متعلق خاموشی اختیار کی۔

لیکن میں اس رات حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام عج کی بارگاہ میں متوسل ہوا اور عرض کی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگی ختم ہو گئی ہے کہ یہ مقبرہ خریدنے کا ارادہ رکھتا ہے چونکہ ہم اس کے دوست ہیں اس لیے وہ حتماً ہمیں اس میں دفن کرے گا۔

صبح جب مہمان کے لیے ناشتہ لے آئے تو دیکھا اس کی رائے تبدیل ہو چکی ہے اور کہتا ہے:۔

کہ انسان جہاں بھی دفن ہو اس کے عمل اچھے ہونے چاہیں تاکہ عالم برزخ راحت کے ساتھ گذارے خواہ قبر پر کوئی عمارت ہو یا نہ ہو (یعنی مقبرہ ہو یا نہ ہو)۔

ہم نے بھی کوئی بات نہ کہی۔

بغیر اس کے کہ ہم اسے واقعہ بیان کریں خود اس نے مزید بیان کیا کہ آپ اس مکان میں تنگ زندگی بسر کر رہے ہیں میں نے خیال کیا ہے کہ قم میں ایک مکان خریدوں جس کے کم از کم چار کمرے ہونے چاہیں دو کمرے آپ کے لیے اور دو کمرے اپنے لیے تاکہ جب بھی میں خود یا میرے دوست قم مقدسہ تشریف لائیں ان میں آرام کریں۔

میں نے اسے کہا آپ مکان خریدیں لیکن ہم اس میں نہیں رہیں گے۔ (مہمان کو اس طرح جواب دینے کا مقصد یہ تھا کہ عام طور پر تہران کے بعض لوگ قم میں مکان خریدتے تھے اور حقیقت میں جب کسی طالب علم کے سپرد کرتے تھے تو اس سے عملی طور پر یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ ان کی پذیرائی کرتا رہے چونکہ صاحب منزل اور اس کے دوست یہ امید رکھتے تھے کہ جب بھی دن یا رات کو وہ دروازہ کھٹکھٹائیں وہ طالب علم ان کو خوش آمدید کہے، استقبال کرے اور اس طرح ہفتہ کے سات دنوں میں آمدورفت ہر روز جاری رہتی تھی۔

بہر حال ہمارے مہمان نے ہمیں کہا کہ ہم اس کے لیے مکان خریدیں اور اس نے کہا:۔

جس وقت اچھا مکان مل جائے آپ تہران میں مجھے اطلاع دیں تاکہ میں آؤں، یہ کہہ کر وہ تہران چلا گیا۔

اس واقعہ کے گذرنے کے بعد میں چند روز بہت پریشان تھا چونکہ میرے خیال کے مطابق مجھے مکان کا وعدہ دیا گیا تھا اور اب پہلے مقبرہ کا ذکر ہوا پھر ذکر ہوا کہ مکان خرید کر صرف اس کے حوالے کیا جائے گا۔

(صرف بعنوان سرائے داری) مکان کسی دوسرے کا ہوگا۔

اس بنا پر حضرت بقیۃ اللہ سے سخت شکوہ تھا۔ یہاں تک کہ رات کو خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے تاجروں کا لباس پہنا ہوا ہے عبا شانے پر اور سر پر کچھ سامان رکھا ہوا میرے ساتھ ملاقات کی اور کہا۔

آؤ چلیں ایک مکان دیکھو اگر آپ کو پسند آجائے تو آپ کے لیے خرید لیں گے ہم اس کے ساتھ گئے ایک مکان دیکھا اس کے چھ کمرے تھے اس میں سے ایک دیوار تھوڑی سی ٹوٹی ہوئی تھی مجھے وہ مکان پسند آیا اس نے وہ مکان ہمارے مہمان کی طرف سے (جس کا پہلے ابھی ذکر ہو چکا ہے) ہمارے لیے خریدا۔

میں جب خواب سے بیدار ہوا تو اپنے دوست سے بیان کیا اس نے تعبیر بیان کی کہ انشاء اللہ ہمیں مکان ضرور ملے گا۔

اچانک دین تہران سے اس مہمان کی طرف خط آیا کہ فلاں شخص نے فلاں جگہ ایک مکان دیکھا ہے۔ آپ جائیں اسے پسند کریں اگر آپ کو پسند آجائے تو اسے کہیں مجھے اطلاع دے تاکہ میں قم آکر اسے خریدوں۔

ہم اس ایڈریس پر گئے جس شخص کا پتا لکھا گیا تھا دیکھ کر نہایت تعجب ہوا اس لیے کہ وہی آدمی تھا جسے میں نے رات کو عالم خواب میں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہی سامان سر پر اور عبا شانے پر تھی!؟

میں نے اپنے دوست کو کہا کہ اگر مکان بھی وہی ہو جو میں نے خواب میں دیکھا ہے تو ہمارے لیے مکان خریدا جائے گا۔

جس وقت اس آدمی کے ساتھ تعارف ہوا تو وہ ہمیں مکان دیکھنے کے لیے

لے گیا تعجب ہوا کہ وہی مکان چھ کمروں والا ہے اور ایک دیوار تھوڑی سی شکستہ ہے۔ لیکن صاحب مکان نے قیمت زیادہ لگائی اور ہمیں بھی واپس لوٹا دیا۔

جو آدمی ہمیں ساتھ لے کر دیکھلانے آیا تھا اس نے کہا:۔

یہ مکان اتنی قیمت کا نہیں ہے جتنی اس نے مانگی ہے۔ میں آپ کے لیے کوئی اور مکان تلاش کروں گا۔

میں نے اپنے دوست کو کہا:۔

یہی مکان ہم خریدیں گے اور ہمیں ملے گا۔ لیکن یہ کس طرح ہماری ملکیت میں آئے گا اس کے متعلق خداوند عادل ہی بہتر جانتا ہے۔

دوسرے دن صبح اس مکان کا مالک حضرت بی بی معصومہؑ کے حرم کے صحن میں مجھے ملا اور کہا:۔

میں صبح سے آپ کے پیچھے پھر رہا ہوں میرے اہل خانہ نے خواب دیکھا ہے کہ ہم نے آپ کو کیوں رد کیا ہے مکان آپ کو کیوں نہیں دیا خلاصہ اگر آپ کی خواہش ہو تو جتنی قیمت بھی آپ دینے پر آمادہ ہوں میں مکان آپ کے حوالے کر دوں گا۔

میں نے اُسے کہا:۔

وہ شخص میرے لیے نہیں خریدنا چاہتا بلکہ ایک محترم شخص تہران میں رہتا ہے اس کے لیے لینا ہے چونکہ وہ ہمارا بھی دوست ہے اس لیے اس نے کہا تھا کہ آپ مکان کو پسند کریں جو آپ پسند کریں گے وہی مکان میں خریدوں گا۔

مکان کے مالک نے کہا:۔

اگر اس طرح ہے تو میں اُسے مکان نہیں دوں گا چونکہ میری زوجہ نے مجھے بتایا ہے کہ خواب میں مجھے کہا گیا ہے کہ آپ نے اپنے مکان کے دروازے سے ایک سید کو کیوں واپس کیا ہے؟

قصہ مختصر میں اس معرفی شدہ شخص کے پاس گیا اور صاحب مکان کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کی اس شخص نے کہا: اس طرح نہیں ہے۔

بلکہ وہ تہرانی جو آپ کا اور میرا بھی دوست ہے وہ چاہتا ہے کہ آپ کے لیے مکان خریدے۔

فوراً اسے تہران خط لکھا گیا اور وہ قم تشریف لایا ہمارے لیے مکان خریدا۔ میں چونکہ عزت نفس کے بارے میں بہت ہی محتاط تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ مکان کی رقم اس سے قبول کر دوں۔

اس نے مجھے کہا:۔

آپ یقین کریں کہ اس مکان کی قیمت میں ادا نہیں کر رہا بلکہ وہ اور آدمی ہے جس نے یہ رقم دی ہے آپ اسے نہیں جانتے اور وہ بھی آپ کو بھی نہیں جانتا!۔

اس لیے آپ پر کسی کا احسان نہیں ہے کہ آپ کسی کا احسان سمجھیں صرف امام زین علیہ السلام کا شکریہ ادا کریں جب میں دوبارہ شکریہ ادا کرنے کے لیے مسجد جمکران میں حاضر ہوا تو پھر بھی پہلے کی طرح ایک فوق العادہ حالت طاری ہوئی۔ میں نے اپنے آقا سے سوال کیا کہ فلاں شخص کے وسیلہ

سے پہلی رات کو ہی مکان کیوں نہیں خرید اگیا؟

یعنی پہلے مقبرہ کا نام لیا گیا اور پھر ایک دوسرے آدمی کے لیے منزل خریدنے کا کہا گیا اور پھر دو ماہ سرگردان رہنے کے بعد اپنا وعدہ آپؑ نے پورا کیا اور ہمیں مکان عنایت فرمایا؟

آقا جان نے فرمایا:۔

اگر پہلے دن ہی تمہیں مل جاتا تو اس کی قدر و قیمت آپ کے دل میں نہ ہوتی اور بہت ہی زیادہ خوشحال ہو جاتے۔

حکایت ۹

سال ہجری ۱۳۶۱ شمسی جوکہ ایران میں علماء اور ایرانی انقلابیوں کے قتل ہونے کا سال منسوب ہوا تھا کافی حدتک ایران میں ہرج ومرج اور بدامنی و خوف ہراس موجود تھا میں منافقین کی دھمکیوں اور دفاعی وسیلہ نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھا۔ نیز ایسے محلہ میں سکونت تھی جس میں بدامنی ہی تھی تین دن متواتر، دن رات عجیب قسم کا خوف وہراس مجھ پر مسلط تھا جتنی بھی اپنے آپ کو تلقین کی خدا پر توکل کرکے اپنی ذات کو اس وحشت سے نجات دلاؤں لیکن ممکن نہ ہوا۔

آخر کار تیسرے دن شب جمعہ تھی اس رات کو وحشت میں شدت پیدا ہوئی اس قدر خوف وہراس ایجاد ہوا کہ اوّل عمر سے اس رات تک اتنا خوف طاری نہ ہوا تھا نیند آنکھوں سے اڑ چکی تھی مگر میں کسی طرح بھی نہیں چاہتا تھا کہ میری اس حالت سے کوئی آگاہ ہو میرے اہلخانہ بھی میرے دل کی کیفیت سے بے خبر تھے ٹیلیفون کا رابطہ قطع کیا ہوا تھا اس لیے کہ کہیں دشمن فون کرکے ڈرائے نہ دھمکائے اگر کسی نے تہدید کی تو خوف اور زیادہ ہو جائے گا۔

بہرحال چند منٹ کے لیے ٹیلفون کا رابطہ قائم کیا۔ اس خیال سے کہ فون کروں قبل اس کے کہ میں فون کرتا۔ فون کی گھنٹی بجی جب ریسور اٹھایا

تو آواز جانی پہچانی تھی کہیں دور سے ٹیلفون آیا تھا۔

میں نے پوچھا۔

آپ کون ہیں؟

اس نے کہا:۔

میں خادمی ہوں۔ (میں متوجہ ہوا کہ حجۃ الاسلام جناب آقائے شیخ محمد خادمی شیرازی ہیں)۔

میں نے کہا:

قربان جاؤں آپ نے کہاں سے فون کیا ہے؟

اس نے کہا:۔ مسجد جمکران سے (میں اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ مسجد جمکران میں ٹیلفون موجود ہے۔

میں نے پوچھا:۔ مگر مسجد جمکران میں فون کی سہولت موجود ہے۔

اس نے کہا:۔

جی ہاں اور ٹیلفون نمبر مجھے لکھوایا۔

پھر اس نے کہا:۔

یہاں پر آج کی رات ایک شخص جو آپ کو جانتا ہے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا ہے اور آنحضرت نے اسے کہا ہے کہ آقا ابطحی مشہد مقدس میں سخت وحشت میں مبتلا ہے آغا خادمی کو کہو کہ ٹیلفون کر کے اسے کہو کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم اس کے مددگار ہیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس سے مصائب و آلام دور کریں گے۔

اور اگر فون کے ذریعہ اس کا خوف و ہراس دور نہ ہو تو پھر چاہیے کہ آغا

خادمی مشہد مقدس جائیں وہاں جاکر آغا ابطحی کو خوف وہراس سے باہر نکالیں!۔

جب میں نے معظم لہ سے یہ باتیں سنیں تو گریہ کرنے لگا اور اپنے آپ کو مخاطب کرکے کہا دیکھو ہم اپنے آقا امام زمان علیہ السلام عج سے کس قدر غافل ہیں مگر انہیں ہماری کس حد تک فکر ہے۔

اور وہ بھی مجھ جیسے انسان کی فکر جو سر سے پاؤں تک گناہ گار ہے)۔

سر تا پا غافل ہوں۔ناشکرا شخص ہوں مجھ میں اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ اس رات اسی وقت تمام خوف وہراس برطرف ہو گیا۔

اس معجزہ کے بعد کہ خدا اور امام زمان علیہ السلام عج کے علاوہ میری وحشت سے کوئی آگاہ نہ تھا اور ٹیلفون میں مطلب بالکل واضح طور پہ بیان کیا گیا تھا اب اس کے بعد میں کیوں خوف وہراس میں مبتلا رہتا۔جی ہاں اگر ایمان مضبوط ہوتا تو اس سے پہلے بھی وحشت میں مبتلا نہ ہوتا۔

بہر حال میں نے معظم لہ کی خدمت میں عرض کیا:۔

آپ کے اس ٹیلفون سے میں بالکل پر سکون ہوں۔وحشت ختم ہو گئی ہے۔

اور اس خوشخبری کے بعد کہ میرے امام میرے آقا میرے مولیٰ عج مجھ پر نظر رکھتے ہیں۔

میں حاضر ہوں کہ شیر کے منہ میں چلا جاؤں لیکن اگر آپ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے مشہد مقدس تشریف لائیں تو ہم خوشی حال بھی ہوں گے۔

آقا خادمی نے فرمایا۔ مجھے صرف اتنا ہی حکم ہوا تھا جو انجام دے دیا ہے۔

بالآخر خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اور اس پیغام کی وجہ سے میری معرفت اور وجود امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں یقین میں بھی اضافہ ہوا۔

اس ربط کے بارے میں میرے اہل خانہ جنہیں بیداری اور نیند میں کئی دفعہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ عج کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

بہت زیادہ متوسل اور وجود مقدس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جو خوف و ہراس مجھ پر طاری ہوا تھا۔ اس واقعہ (خادمی) کے دو روز بعد مجھے بیان کیا کہ:۔

آج صبح کی نماز کے بعد میں حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ علیہ السلام عج کی زیارت پڑھنے میں مشغول تھی۔

اچانک میں نے دیکھا کہ چند افراد جو میری نظر میں بہت طاقت ور تھے آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن حضرت امام ولی عصر علیہ السلام نے اپنی مٹھی کو محکم بند کر کے آپ کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے آپ کے مخالفوں کو للکارا اُن کو فرماتے ہیں۔

اگر تم میں حملہ کرنے کی ہمت ہے تو آؤ اس پر حملہ کرو پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔

منافقین ابتدا میں تو امامؑ کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طاقت ور

کو فانتیں نے اپنے پیچھے کھڑا کیا تو اس کی حمایت میں لڑ رہے تھے کہ اچانک کمزور ہو گئے اور آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔

(البتہ اس واقعہ کو دیکھنے کی صورت ظاہر بظاہر تھی جو معظم لہ (اہل خانہ) نے دیکھا لیکن اس کے اطمینان اور وحشت دور کرنے کے لیے بہت مفید تھا۔

حکایت نمبر ۱۰

مرحوم حجۃ الاسلام عالم عارف، متقی جناب آقائے سید محمد مشیر کمالاتِ نفسانی اور علوم غریبہ، مثل علم جعفر، رمل کیمیا کے مالک تھے مشہد مقدس میں قیام پذیر تھے سال ہجری ۱۳۳۲ھ شمسی میں مجھے نقل کیا کہ:۔

ایک دن میں علم جعفر کے ذریعہ متوجہ ہوا کہ اس وقت حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کے صحن میں تشریف فرما ہیں۔

فوراً چلا اور حرم مطہر میں پہنچا ہر وسیلہ سے کوشش کی، معلوم کیا کہ جو تین افراد سامنے بیٹھے ہیں ان میں سے ایک شخص حضرت امام ولی عصر علیہ السلام ہیں۔

میں انتظار میں تھا کہ وہ زیارت پڑھیں پھر اپنی عقیدت و خلوص اُن کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔

جس وقت تک وہ حضرات اکٹھے تھے میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ ان میں سے کون سی ذات حضرت امام ولی عصر علیہ السلام ہیں اچانک ایک شخص کی طرف میری توجہ زیادہ ہوگئی اور یقین پیدا کیا کہ وہی حضرت ولی عصر علیہ السلام ہیں۔

دو شخص اکٹھے چلتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام کے سر مطہر کے اوپر کی طرف گئے۔

اور وہ ایک شخص جو میرے خیال کے مطابق حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام تھے

اسی طرح حضرت امام رضا علیہ السلام کے روضۂ مبارک کے سامنے بیٹھے تھے خوشحال نظر آتے تھے اور میں بھی خوشحال تھا کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں لیکن چند منٹ کے بعد ان دو افراد میں سے جو بالا سر مطہر امام رضا علیہ السلام کی طرف گئے تھے ایک شخص واپس آیا اور جس کو میں امام زمانہ علیہ السلام گمان کر رہا تھا اسے عربی زبان میں کہا۔ حضرت مہدی علیہ السلام چلے گئے ہیں وہ شخص بھی جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اس شخص کے پیچھے چلا گیا۔

میں اس وقت متوجہ ہوا کہ میں نے ان تین اشخاص میں سے جسے امام زمانہ سمجھا تھا اشتباہ کیا تھا اس لیے میں بھی جلدی کے ساتھ ان کے پیچھے چل پڑا۔ لیکن وہ معجزہ کے ساتھ بغیر اس کے کہ تیز چلیں (اور میں دوڑتا تھا مگر وہ مجھ سے بہت دور چلے گئے یہاں تک کہ میں انہیں نہ دیکھ سکا۔

میں نے آقا مشیر کو کہا یہ کیسے ہوا کہ آپ کا حساب تمام جگہ درست رہا مگر اس جگہ پر یعنی وجود مقدس حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی تشخیص میں ان تین افراد کے درمیان اشتباہ کیا؟ فرمایا تمام جگہ پر اختیار ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اس موقع پر آنحضرتؑ نے تصرف ولایت فرمایا ہے تاکہ میں اشتباہ سے دوچار ہو جاؤں اور یہ بات جان لوں کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے علم رمل و جعفر اور تمام ایسے وسائل کافی نہیں بلکہ تزکیہ نفس ہونا چاہیے اپنے آپ کو آمادہ کرنا چاہیے تاکہ آنحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی لیاقت پیدا ہو۔

مرحوم آقا مشیر کشف کرنے میں بہت قوی تھے اس زمانے میں بجلی اور

گھڑی وغیرہ نہ تھی درست جس وقت بھی ان کو رات کو نصف شب بے دار کرتے اور سوال کرتے کہ کیا ٹائم ہے بغیر گھڑی دیکھے صحیح وقت بتاتے اور پھر سو جاتے میں نے خود اس طرح کئی دفعہ آزمایا ہے۔

مشہد مقدس کے اطراف میں ایک باغ میں چند اولیائے خدا کی دعوت تھی اور مرحوم حاج ملا آقا جان زنجانی کہ ان کے حالات کتاب پرواز روح میں لکھے ہیں نماز پڑھ رہے تھے آقا مشیر نے اچانک اپنی جگہ سے حرکت کی اور مرحوم حاج ملا آقا جان کی اقتدار کی نماز کے بعد ہم نے اس سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا اتنی جلدی سے ان کی اقتدا، کی اس نے فرمایا ۔ میں نے دیکھا کہ وہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام عج کی اقتدار کر رہا ہے ۔ تو میں نے بھی اس کی اقتدا کی کہ حقیقت میں حضرت امام زمان علیہ السلام عج کی اقتدار کی تھی۔

حکایت ۱۱

اس واقعہ کو جو والد مرحوم کے ساتھ مربوط ہے کتاب پرواز روح میں درج کیا ہے۔ لیکن اس کتاب میں بھی لکھ رہا ہوں تاکہ ان کی یاد اس میں بھی موجود ہے۔

امید ہے قارئین کرام اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحمت بھی طلب کریں گے۔

میرے والد مرحوم آقائے حاج سید رضا ابطحی نے اس واقعہ کو کئی مرتبہ نقل کیا ہے میں نے اور ان کے دوستوں نے اسے کئی بار سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ:۔

میں پندرہ سالہ نوجوان تھا کہ والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا ایک مجھ سے بڑی بہن تھی جو شادی شدہ تھی۔ (مشہد کے اطراف میں ایک سرد جگہ بنام۔ (مایون بالا) تھی) وہاں رہتی تھی مشہد مقدس کا موسم گرما تھا آب و ہوا گرم ہو گئی تھی ہم نے ارادہ کیا کہ (مایون بالا) جائیں اس زمانہ میں آمدورفت کے لیے بس وغیرہ نہیں تھی تین گدھے کرایہ پر لیے ایک پر والدہ معظمہ کو اور دوسرے پر چھوٹی بہن کو سوار کیا تیسرے پر سامان وغیرہ رکھا اور اگر کسی وقت میں خود تھک جاتا تو سوار ہو جاتا تھا۔ ان گدھوں کا مالک بہت بے ادب تھا وہ بھی

پیدل ہمراہ تھا تقریباً تین کیلومیٹر ابھی (مایون بالا) کی نہر دور تھی کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ گفتگو کرنے لگا اور ہم (مایون بالا) کی طرف چلتے رہے۔

اس نے دور سے آواز دی کہ مایون کی طرف نیچے کی طرف آؤ ہم نے اس کی پرواہ نہ کی اور اپنے راستہ پر چلتے رہے اس لیے کہ ہم نے اسے کہا تھا کہ ہم نے (مایون بالا) جانا ہے جب مایون کی پہلی نہر کے پاس پہنچے کہ ابھی (مایون بالا) تقریباً تین کیلومیٹر باقی تھا۔ درختوں کے جھنڈ کے نیچے نہر میں راستہ تھا۔

ابھی وہاں تک ہم پہنچے تھے، کہ اس نے بہت زحمت کے ساتھ اپنے آپ کو ہم تک پہنچایا اور گدھوں کو آگے سے پکڑلیا۔ ہمیں نیچے اتار دیا رات کی تاریکی چھا رہی تھی۔

اس نے گدھوں کو ایک طرف باندھ دیا اور کہا اسی جگہ باقی کرایہ ادا کرو اور آگے پیدل چل کر جاؤ

میری ماں نے جس قدر منت سماجت کی کہ ہم کو (مایون بالا) پہنچاؤ جتنی رقم مزید کہے گا ہم ادا کریں گے لیکن وہ نہ مانا اور شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ اور رات کی تاریکی چھا جائے۔

چونکہ ایک عورت اور ایک جوان لڑکی ہمراہ تھی۔ جنایت کا مرتکب ہو، میری ماں بھی اس بات کو سمجھ چکی تھی۔ اس لیے بہت زیادہ وہ پریشان تھی۔

تاریکی چھا چکی تھی درختوں کے جھنڈ کے نیچے، آنکھ کو آنکھ نظر نہیں آتی تھی۔

میری ماں اس قدر مضطرب تھی کہ مجھے اور میری بہن کو وہ ڈنڈے مارتی تھی اور رلاتی تھی مگر تم سید نہیں ہو۔ اپنی جدامجد کو کیوں نہیں پکارتے ہم گریہ بھی کرتے تھے اور فریاد کرتے تھے یا جداہ۔ اچانک نہر کے نیچے کی طرف سے ایک سید بلند قدوقامت والا نمودار ہوا۔

اس تاریکی میں اس کی تمام خصوصیات، رنگ و لباس بھی دیکھ رہے تھے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ سبز عمامہ تھا قبا لمبی سی زیب تن کی ہوئی تھی۔

ہم سے سوال کیے بغیر اس جوان کی طرف منہ کر کے کہا۔

بے ادب و بے حیا تو نے ذریت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نہر میں مضطرب اور سرگردان کیا ہے؟

حالانکہ وہ آقا ظاہری طور پہ ہم میں سادات کی کوئی علامت نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہمیں جانتا بھی نہیں تھا۔ بظاہر ہم میں سادات کی کوئی نشانی بھی نہ تھی۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بے ادب نوجوان (بابون) میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا تھا اور تمام لوگوں کو اذیت پہنچاتا تھا۔ اس نے کوئی لفظ کہے بغیر فرار اختیار کیا آقا سید نے بھی اس کا پیچھا کیا اور اسے پکڑ لیا۔ اس کو حکم دیا۔ جاؤ اپنے گدھوں کو لاؤ اور انہیں سوار کر کے منزل مقصود پر پہنچاؤ۔ اس نے اطاعت کی اور خاموشی اختیار کی۔

میری ماں نے کہا۔ آقا جان اگر آپ چلے گئے تو یہ پھر ہمیں اذیت کرے گا۔

آقا نے فرمایا۔

آپ کی منزل مقصود تک میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آقا جان سارے راستے میں ہمارے ساتھ رہے اور ہم اس بات سے غافل تھے کہ رات ہے ہم دن کی طرح اپنا راستہ دیکھ رہے تھے۔ ہماری بہن کا مکان ایسی جگہ پر تھا جہاں نزدیک کوئی درخت یا مکانات وغیرہ نہیں تھے ارد گرد خالی جگہ تھی جس وقت آقا جان ہمیں منزل مقصود پر پہنچا چکے ہم سے پوچھا کہ پہنچ گئے ہو ؟۔

ہم نے کہا۔ جی ہاں۔ آقا جان ہم آپ کے بہت شکر گذار ہیں۔

میری ماں کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ آقا جان حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام عج ہیں)۔

میری ماں نے فرمایا:۔

آقا جان کو گھر میں تشریف لانے کی دعوت دیں تاکہ آرام فرمائیں میں نے عرض کیا۔

آقا جان نہیں ہیں رات تاریک ہے۔ بہت فریاد کی آقا جان۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔

اس کے بعد ہمیں یاد آیا کہ نہر میں اس رات کی تاریکی کے باوجود کس طرح انہیں تمام خصوصیات کے ساتھ دیکھتے تھے۔ وہ کس طرح سیادت، ذریت پیغمبر اکرمؐ ہونے سے آگاہ ہوئے۔ ہمارے واقعہ سے کس طرح آگاہی حاصل کی اور کیوں ہمیں فوراً چھوڑ دیا اور ان کا کوئی اثر و علامت باقی نہیں ہے ؟!۔

میرے والد بزرگوار کا اس قصہ کو نقل کرنے کا غالب مقصد یہ تھا کہ اپنے لیے سید ہونے کا ثبوت مہیا کریں اس لیے کہ آقا جان نے اس نوجوان کو فرمایا۔

اے بے اصل انسان تو نے ذریت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہر میں مضطرب اور سرگردان کیا ہے ؟۔

میرے ماں باپ کو یقین ہوگیا تھا کہ وہ آقا جان حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ عج تھے۔

حکایت ۱۲

مرحوم حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے تقی زرگری اہل بیتِ رسول خدا کے دوستوں میں سے تھے ، اور میں نے ان کے حالات تفصیل کے ساتھ کتاب پرواز روح میں لکھے ہیں۔

وہ کہتے تھے :۔

ماہ رمضان المبارک کی سولھویں شب، نصف رات کا ٹائم تھا ۱۳۹۸ھ قمری کی بات ہے کہ۔

باآواز گریہ ومناجات کرتے ہوئے مرحوم حاج میرزا تقی زرگری نیند سے بیدار ہوئے ۔عجیب قسم کی خوشبو سے کمرہ معطر تھا۔ میں نے پوچھا۔ کیا ہوا ہے ؟

اس نے کہا :۔

تمہیں علم نہیں کیا بات تھی حضرت بقیۃ اللہ روحی لہ الفداہ تشریف فرما تھے ۔ کافی مدت تک میں ان کی خدمت میں حاضر تھا اب وہ تشریف لے گئے ہیں ان کی جدائی کی وجہ سے میں ناراحت اور بے قرار ہوں ۔

میں نے کہا۔

پس آپ نے مجھے کیوں نہیں بیدار کیا۔

اس نے کہا:۔
آقا جان نے فرمایا تھا کہ اسے نہ جھگاؤ آرام کرنے دو۔
میں نے پوچھا! کوئی گفتگو بھی کی ہے؟
اس نے فرمایا:۔
میں نے آقا جان سے کئی سوالات کیے ہیں اور انہوں نے جوابات عنایت فرمائے ہیں لیکن میں تمام سوالات آپ کو نہیں بتا سکتا۔
میں نے عرض کیا۔
جتنی مقدار آپ بتا سکتے ہیں۔ ارشاد فرمائیں۔
اس نے فرمایا ملک کی حالت کے بارے میں پوچھا ہے۔
آقا جان نے فرمایا:۔
شاہ چلا جائے گا اس کی حکومت ختم ہو جائے گی اور خوشی نزدیک ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ فکر بھی نہیں کرتے تھے کہ اس قسم کی شاہ کی حکومت سرنگوں ہو جائے گی۔
میں نے پوچھا:
آپ نے اپنی بیماری سے شفا کے بارے میں آقا جان سے درخواست نہیں کی؟
اس نے فرمایا:۔
میں دنیا سے جانے والا ہوں فقط چند ماہ کی دیر ہے۔ پھر اس نے خود ہی اپنی گفتگو کو جاری رکھا اور فرمایا۔ میں نے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام سے پوچھا ہے کہ آپ کی خدمت میں پہنچنے کے لیے کیا طریقہ ہے۔؟

آقاجان نے فرمایا:۔

میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں، جس وقت آپ کی خواہش ہو آپ مجھے دیکھ سکتے ہیں ۔

بہر حال وہ رات گذری، اس رات کے بعد مرحوم حاج میرزا تقی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت غالباً دگرگون ہی رہی یہاں تک کہ دار فانی کو چھوڑ کر دار البقاء کو چلے گئے ۔

حکایت ۱۳

جب ہم حوزہ علمیہ قم پڑھتے تھے یہ واقعہ فضلاء و اہل علم میں مشہور تھا۔ اور میں نے دوسرے طریقہ سے بھی اس کی تائید دریافت کی ہے۔ کتاب پرواز روح میں اس تائید کی طرف ایک جہت سے اشارہ بھی کیا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے۔

قم سے مسجد جمکران کی طرف سابقہ راستہ حضرت علی ابن جعفر علیہ السلام کی مرقد کی طرف سے جاتا تھا، شہر سے باہر چکی تھی۔ اس کے اطراف میں چند درخت موجود تھے نسبتاً جگہ صاف تھی حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے عاشقوں کی وعدہ گاہ، وہی جگہ تھی، جمعرات کے دن صبح، ہر ہفتہ میں مرحوم حاج ملا آقا جان کے چند دوست، اس جگہ اکٹھے ہوتے تھے تاکہ ل مسجد جمکران جائیں گے۔

ایک دن بروز جمعرات صبح کے وقت سب سے پہلے وعدہ گاہ پر جو شخص پہنچا وہ مرحوم حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے میرزا تقی زرگری تبریزی تھا۔

خوب روحانیت کا مالک تھا اپنے آپ کو کہتا ہے اگر ٹھہر جاؤں تاکہ رفقاء پہنچ جائیں تو شاید اپنی حالت کو سنبھالنے کی قدرت نہ رہے۔ اس لیے

تنہا مسجد کی طرف چل پڑا۔ اس قدر تزکیہ نفس تھا کہ طلبہ مسجد جمکران کی زیارت کے بعد جب قم واپس آتے تھے تو اس سے راستے میں ملاقات کرتے تھے لیکن وہ کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔

اس کے رفقاء جب چکی کے قریب پہنچے تو انہوں نے خیال کیا کہ ابھی تک آقائے میرزا تقی نہیں آیا۔ جو طلبہ مسجد جمکران سے واپس آرہے تھے ان سے پوچھتے ہیں کیا آپ نے میرزا تقی کو دیکھا ہے؟

تمام جواب میں کہتے۔ کیوں نہیں دیکھا وہ ایک سید کے ہمراہ مسجد جمکران کی طرف جا رہا تھا وہ اس قدر گفتگو میں منہمک تھے کہ ہماری طرف توجہ ہی نہیں کی۔

آقا میرزا تقی کے رفقاء مسجد جمکران کی طرف چل رہے تھے، جب مسجد میں داخل ہوئے دیکھتے ہیں کہ میرزا محراب کے سامنے بے ہوش گرا پڑا ہے۔ اس کو ہوش میں لائے اور پوچھا تو کیوں بے ہوش گرا پڑا تھا؟ جو سید بزرگوار تیرے ساتھ تھا وہ کدھر گیا۔

آقا میرزا تقی کہتا ہے!

میں جب چکی کے نزدیک پہنچا، دیکھا خوشحال ہوں تنہا مسجد کی طرف چل پڑا۔

کوئی شخص ہمراہ نہ تھا۔ لیکن حضرت بقیۃ اللہ ارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھا۔

انحضرت کے ساتھ مناجات میں مصروف تھا، جب محراب کے سامنے پہنچا ہوں۔ ان اشعار کو پڑھتا تھا اور آنسو بہاتا تھا۔

اشعار:-

با خدا جو بیان بی حاصل مہا تا کی نشینم
باش یک ساعت خدارا تا خدارا با تو بینم
تا تو را دیدم مہائی کافرستم نی مسلمان
زلف رویت کردہ فارغ از خیال آن و اینم
ای بہشتی روی اندر دوزخ ہجرت بسوزم
بی تو گر خاطر کشد بر جانب خلد بریم
آسمان شبہا بماہ خویش نازد می نداند
تا سحر گہ خفتہ با یک آسمان مہ در زمینم
در یمین و در یسارم مطرب و ساقی نشستہ
زین سبب افتان ز مستی بر یسار و بر یمینم
زیر لب گوید ہنگام نگاہ کردن بعاشق
عشوہ ہا باید خرید از نرگس سحر آفرینم
آن کمان ابرو غزال اندر کمند کس نیفتد
من بدین اندیشہ ای صیاد عمرم در کمینم
گاہ گاہی با نگاہی گر نوازی جور نبود
مستحقم زانکہ صاحب خرمنی من خوشہ چینم
ای نسیم کوی جانان بر سر خاکم گذر کن
آب چشم اشکبارم بین و آہ آتشینم

اچانک محراب کی طرف سے آواز بلند ہوئی اور مجھے جواب دیا مجھ میں طاقت نہیں رہی ہوش و حواس جاتے رہے۔

معلوم ہوا کہ سارا راستہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ہمراہی میں طے کیا لیکن جو آنحضرت کی آواز سنے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔

پس خود آنحضرتؑ کو دیکھنے کی طاقت کیسے رکھتا ہے۔ اس لیے جو لوگ آنحضرتؑ کو نہیں پہچانتے تھے وہ آنحضرت کا دیدار کرتے تھے۔ لیکن وہ خود تنہا حضرت حجۃ ابن الحسن علیہما السلام کے ساتھ مناجات کی لذت حاصل کرتا تھا۔

حکایت ۱۴

سال ہجری ۱۳۴۲ شمسی اصول اور فقہ کا دورہ تحصیل مکمل کیا تھا اور چاہا کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق ۔
مشہد مقدس کے لوگوں کی پر ارزش خدمت کروں ۔

محلہ سعد آباد مشہد میں بہائی لوگوں کا گڑھ تھا کم ازکم ایک سو پچاس گھر وہاں آباد تھے ۔ اس لیے اس جگہ کو منتخب کیا ۔

مشہد مقدس اور ایران کے نیک لوگوں کے تعاون سے ایک مسجد بنام (مسجد صاحب الزمان) تعمیر کی گئی ۔ ایک بہت بڑا ہال بنام ۔ (مرکز بحث و انتقاد دینی) بنایا گیا ۔ اس جگہ مذہبی اور اعتقادی سوالات کے جواب دیے جاتے کا بندوبست کیا گیا ۔

الحمد للہ بہت تھوڑی مدت میں پر ارزش خدمات حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں تقدیم کی گئیں ۔ میں نہیں چاہتا کہ اس مسجد و مرکز اور کتاب خانہ کی فعالیت اور شرح لکھوں اور نہ ہی یہ لکھنے کی خواہش ہے کہ مجھے کتنی تکالیف برداشت کرنی پڑیں جو ذکر کرنا ضروری ہے ۔ وہ یہ ہے کہ تقریباً دس سال کی محنت کا یہ نتیجہ نکلا کہ بہائیوں کا محلہ مومنین کے گھروں میں تبدیل ہوگیا ۔

شاہ کے زمانہ میں ایران میں کوئی سڑک بنام امام صاحب الزمان علیہ السلام نہ تھی لیکن ہم نے مسجد اور اس کے سامنے والی سڑک، چوک، مرکز بحث و انتقاد دینی کو حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کے نام کے ساتھ منسوب کیا۔

آہستہ آہستہ اس محلہ سے بہائیت کا اثر ختم ہوتا گیا یہاں تک کہ سوڈا کی بوتل جو بہائیوں سے متعلق تھی بنام پیپسی کولا مشہد مقدس میں ہر جگہ فروخت ہوتی تھی یہاں کے رہنے والے لوگ پینے سے اجتناب کرنے لگے اس کا استعمال بالکل چھوڑ دیا۔

میرے رفقاء جو (مرکز بحث و انتقاد دینی میں ہمکاری کرتے تھے ایک دن ان میں سے ایک شخص نے مجھے آکر بتایا ایک ریڑھی میں بہائیوں کی طرف سے ایک غریب آدمی چوک صاحب الزمان علیہ السلام کے قریب پیپسی کولا بیچ رہا تھا۔ ہم نے جا کر اعتراض کیا تو وہاں کے رہنے والے ایک دوکاندار نے کہا۔ آپ کو کیا ہے اور وہ ہمارے ساتھ الجھ پڑا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا آخر کار کیا ہوا اس نے بتایا جس طرح بھی ممکن ہوا اسے وہاں سے دور کر دیا ہے لیکن اس دوکاندار نے ہمیں بہت اذیت کی ہے۔

میں نے کہا۔

یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کے راہ پر چلتے ہوئے خدمت کرتے وقت جو بھی تکلیف پہنچے وہ اہمیت نہیں رکھتی۔

دوسرے دن میرے پاس آیا اور کہا۔

کل رات فلاں دوکاندار کو دل کا دورہ پڑا ہے اور صبح کچھ طبیعت سنبھلی ہے ابھی حکیم اور ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا۔ لیکن آپ سے ملاقات کی خواہش رکھتا ہے۔

اگر ممکن ہو تو آپ اس کے گھر جائیں تاکہ آپ سے ملاقات کر سکے (میں سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے رفقار سے بھائیوں کی کمک کرتے ہوئے اعتراض کیا تھا وہ چاہتا تھا کہ صاحب الزمان علیہ السلام چوک کے نزدیک پیپسی کولا فروخت ہونا چاہیے)۔

میں نے اپنے دوست کو کہا بہت اچھا۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ اور اس سے ملاقات کرتا ہوں۔

فوراً لباس پہنا اور اس دوکاندار کے گھر گیا۔ اس کی حالت بہت خراب تھی میں اس کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور احوال پرسی کی، عیادت کی۔

اس نے مجھے بتایا کہ کل رات کو جب میں گھر آیا تو بہت خوشحال تھا کہ ایک غریب آدمی کی مدد کی ہے، غذا کھانے کے بعد بستر پر لیٹ گیا اس فکر میں تھا کہ آج میں نے ایک مفلس آدمی کی مدد کی ہے اس بات پر میں خوش تھا کہ اچانک بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کو دیکھا تشریف لائے ہیں۔ اور مجھے ڈراتے دھمکاتے ہوئے تنبیہ کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں اگر اس کام سے یعنی میرے دشمنوں کی مدد کرنے پر پشیمان نہ ہوا تو تمہیں موت آجائے گی اگر توبہ کرے گا تو شفا پائے گا۔ میں بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی خبر نہیں کیا ہوا۔ صبح کے وقت

جب مجھے ہوش آئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اس برے عمل سے توبہ کر دوں اس لیے خواہش کی کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور گواہ رہیں کہ میں نے توبہ کی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ مجھے شفا ملے گی۔ یہاں تک کہ حکیم یا ڈاکٹر کے پاس بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح ہی ہوا کئی سال گذر چکے ہیں کہ وہ زندہ سلامت ہے۔ بیماری کا نام و نشان بھی باقی نظر نہیں آتا۔

حکایت ۱۵

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقای حاج سید ستار محمدی علاقہ آذربائیجان کے شہر میانہ کے بزرگ علماء میں سے ہیں بہت نیک اور پُر ارزش انسان ہیں۔ ان کی سخاوت ضرب المثل ہے گھر کا دروازہ کھلا ہے علماء اور دوستوں کے لیے پناہ گاہ ہے۔

سال ہجری ۱۳۶۰ شمسی میں بعض بے وفا نمک خواروں کی تکالیف کی شکایت نے کر مشہد مقدس حضرت علی ابن موسٰی الرضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہمارے گھر قیام فرمایا تھا۔

جتنے دن ہمارے گھر میں ٹھہرے رہے فوق العادہ پریشان اور بے قرار تھے۔ ایک دن میں دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کر رہا تھا۔ عالم خواب میں دیکھا کہ مہمان خانہ میں مخصوص مقام پر میرے والد مرحوم (جو فوت ہو چکے تھے) زمین پر بے ہوش گرے پڑے ہیں۔

یوں معلوم ہوتا تھا کہ دل کا دورہ پڑا ہو میں نے ان کے کاندھے کو مالش کی۔

ہوش میں آئے مجھے فرمایا بہت فکر مند ہو گیا تھا مجھے معلوم حاضر ہو کر تھا کہ اب مر جاؤں گا۔

میں جب نیند سے بے دار ہوا، حضرت آقا محمدی معظم لہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا۔

انہوں نے مجھے فرمایا۔

کہ اپنے والد مرحوم کے لیے کوئی خیرات دیں اسی دن رات کو میں کسی کام کے لیے گھر سے باہر گیا جب گھر واپس آیا مہمان خانے میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ۔

سید محمدی معظم لہ اسی مخصوص مقام پر بے ہوش گرے پڑے ہیں جہاں والد مرحوم کو عالم خواب میں پڑا ہوا دیکھا تھا، سید معظم لہٗ۔ گرا پڑا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بہت زحمت کے ساتھ سانس لے رہا تھا۔ میں فوراً خواب کے فکر میں پڑ گیا۔ ان کے شانے کی مالش کی تاکہ ہوش میں آئیں۔

جس طرح ممکن ہوا جلدی سے دوسرے کمرہ میں لے گیا جو میرا آرام والا کمرہ تھا اس کے ساتھ والے کمرہ میں لٹایا اس میں دروازہ تھا۔ جو کھلا تھا اس لیے منتقل کیا تھا کہ ان کی حالت سے باخبر رہوں چارپائی پر آرام دینے کے لیے لٹا دیا چونکہ مکان شہر سے باہر (قریۃ المہدی)۔ میں تھا اس لیے رات کو حکیم یا ڈاکٹر عیادت کے لیے نہ لا سکا۔

البتہ بہت سخت پریشانی تھی ساری رات نیند بھی نہیں آتی تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آقا سید محمدی کی حالت دیکھتا۔ احوال پرسی بھی کرتا۔

صبح جس وقت میں نے چاہا کہ کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں تو انہوں

انہوں نے فرمایا۔

اب حالت قدرے بہتر ہے حکیم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد گھر والوں نے بھی مجھے یہی کہا۔

اس دن آقائے سید محمدی ساتھ والے کمرے میں آرام کر رہے تھے ان کی حالت ٹھیک نہیں تھی اور میں نے صبح کی نماز پڑھ لی تھی نماز کے بعد بے داری کے عالم میں میں دیکھتا تھا کہ جس کمرے میں آقا سید محمدی لیٹ رہے تھے۔

اس کا دروازہ کھلا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے ہیں۔ اور جو دروازہ ان کے اور ہمارے درمیان کھلتا تھا اس میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام ان کی داہنی طرف کھڑے تھے۔ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بائیں طرف کھڑی تھیں باقی سارے آئمہ اور حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ لہ، الفرج ان کے پیچھے کھڑے تھے۔ میں نے پہلے خیال کیا۔ چونکہ یہ سید، عالم، متقی ہیں دنیا سے جانے والا ہے۔ اس لیے چہار دہ معصومین علیہم السلام ان کے پاس جمع ہوئے ہیں۔

اس بنا پر اپنے دل میں خیال کیا میں انہیں کیوں دیکھوں فقط مرنے والا ہی ان کا دیدار کرے۔

لیکن بعد میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بغل میں لے لیا اور اظہار محبت کرنے لگے ہیں۔

حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام حوصلہ افزائی کرنے لگے ہیں یوں معلوم ہوا

کہ اپنا ہاتھ آقائے محمدی کے دل پر رکھا ہے اور اس کو شفا عنایت فرما کر چلے گئے۔

الحمدللہ اس کے بعد بیماری کے آثار ختم ہو گئے کسی قسم کی ناراحتی نہ رہی اس کے بعد ان چند سالوں میں دل کی مرض کا نشان تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ صحیح و سالم میانہ شہر میں اقای سید محمدی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

حکایت ۱۶

اکثر اوقات مسجد صاحب الزمان، مشہد مقدس میں نماز مغرب و عشاء کے بعد میں منبر پر بیٹھ کر چند جملے اعتقادات، اخلاقیات قرآن و حدیث کی روشنی میں لوگوں کے لیے بیان کرتا تھا۔

ایک رات اتفاقاً معنوی و روحی مسائل پر گفتگو کرنے لگا میں تقریر کرنے میں مشغول تھا کہ اچانک ایک شخص نے (وہ راضی نہیں کہ کتاب میں اس کا نام لکھوں) منبر کے قریب سے آواز دی آقا کہاں گئے۔ میں جو منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ دوسروں کی نسبت آنے جانے والوں سے زیادہ باخبر ہو سکتا تھا۔ اگر کوئی آدمی باہر جاتا تو مجھے پہلے معلوم ہونا چاہیے تھا میں نے اسے کہا مسجد سے کوئی شخص بھی باہر نہیں گیا۔ آپ کس کو کہہ رہے ہیں کہ کہاں گیا ہے؟

اس نے کہا:۔ ابھی ابھی یہاں (اپنے قریب خالی جگہ دیکھائی) بیٹھے تھے لیکن اب نہیں ہیں۔

میں نے کہا: امکان ہے کہ آپ واقعہ بیان کریں۔

اس نے کہا:۔ میں یہاں کی نسبت دور ترین محلہ (کوی رضائیہ) کا رہنے والا ہوں مسجد صاحب الزمانؑ کی نسبت مشہد کا وہ محلہ قدرے دور ہے۔ آج تک میں اس مسجد میں نہیں آیا تقریباً تین سال سے درد دل کا مریض ہوں کافی

علاج کرنے کے باوجود آرام نہیں ہے۔
آج کی رات ایک کام کے لیے میں اس محلہ میں آیا تھا میرا کام جب ہو چکا تو ادھر نماز مغرب کے لیے اذان ہو رہی تھی میں نے اپنے دل میں کہا بہتر ہے کہ نماز کا اول وقت ہے غفلت نہ کروں اسی مسجد میں چلا جاؤں اور نماز پڑھوں چونکہ آپ کو میں جانتا تھا اس لیے نماز با جماعت پڑھنے میں کوئی چیز مانع نہ تھی۔
لیکن جس وقت نماز عشاء کا سلام پڑھ چکا میں نے اپنی دائیں طرف دیکھا ایک شخص میرے پہلو میں بیٹھا ہے اس نے پہلے مجھے سلام کیا۔ میں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا آپ دل کی تکلیف کا کچھ آرام ہے یا نہیں میں نے جواب تو یہ خیال کیا کہ احوال پرسی کرنے والا کوئی میرے محلہ کا رہنے والا ہے۔ اس لیے احوال پرسی کر رہا ہے۔ شاید وہ مجھے جانتا ہے لیکن میں اسے نہیں جانتا۔
میں نے کہا: نہ آقا جان ابھی تک درد میں مبتلا ہوں کوئی افاقہ نہیں اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ پر رکھ کر خوب دبایا یوں معلوم ہوا جیسے جلتی آگ پر پانی ڈال دیا گیا ہو۔ اسی وقت مجھے دل کی تکلیف سے نجات مل گئی۔
لیکن دوسری طرف یہ بھی ڈر تھا کہ بالکل منبر کے قریب بیٹھا ہوں اگر منہ سے کوئی لفظ نکلا تو بے ادبی ہو گی۔ اسی لیے میں آپ کی طرف دیکھتا تھا بالکل آہستہ اس سے سوال کیا کہ آپ اس جگہ کیا کرتے ہیں۔
اس نے کہا۔ مگر یہ مسجد صاحب الزمان نہیں ہے۔
میں نے کہا۔ کیوں نہیں۔

اس نے کہا۔ بس یہ جگہ میرے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

میں متوجہ نہ ہوا کہ اس کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے اور میں آپ کی طرف دیکھتا تھا لیکن اچانک ایک دفعہ درد دل کی طرف متوجہ ہوا اور اس کلام کی طرف فکر کیا۔ جو اس نے فرمایا (بس یہ میرے ساتھ تعلق رکھتی ہے)۔ میں نے خیال کیا شاید وہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ عجل اللہ تعالیٰ لہ الفرج ہوں اس بنا پر دائیں طرف نگاہ کی دیکھا جگہ خالی ہے اور وہ تشریف فرما نہیں ہے۔

اس کے بعد وہ شخص ہمارا واقف بن گیا کئی سال گذر چکے ہیں الحمد للہ اس رات کے بعد کسی قسم کا درد دل کا گمان بھی نہیں ہوا۔

حکایت ۱۷

ایک دن مشہد مقدس میں مسجد صاحب الزمانؑ میں نماز ظہر و عصر پڑھ چکا تھا کہ ایک نیک سیرت متقی شخص کو دیکھا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ حاج آقا ہمارا مکان شہر سے باہر کی طرف ہے صرف ایک کمرہ ہے۔ پانچ بچے اور ایک بیوی ہے۔ بجلی نہیں ہے۔ رات کو جب مٹی کے تیل کا چراغ خاموش کرتے ہیں لکڑی کا دروازہ بغیر شیشے کے بند کرتے ہیں تو تاریکی کی وجہ سے آنکھ آنکھ کو نہیں دیکھ سکتی۔

کل رات ہوا بہت سرد تھی ہم نیچے کرسی[۵۱] کی گرمی کی وجہ سے سوئے ہوئے تھے کمرے کا دروازہ بالکل بند تھا آدھی رات کے وقت میں نیند سے بیدار ہوا بہت سخت پیاس لگی ہوئی تھی بہت غور و فکر کیا کہ اگر اپنی جگہ سے اٹھوں اور پانی پیئوں تو معلوم نہیں اس تاریکی میں پانی ہاتھ آئے گا یا نہیں علاوہ ازیں ممکن ہے بچوں کو کہیں پاؤں کے نیچے روند ڈالوں۔

حاجی آقا میں معتقد ہوں کہ ہر مشکل حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کروں۔ لہذا اسی جگہ پر سب سے پہلے انحضرت کی خدمت

---

۵۱ کرسی کی وضاحت پہلے گذر چکی ہے۔ مترجم۔

میں سلام پیش کیا۔ پھر عرض کیا آقا جان اگر ہمارے پاس بھی بجلی ہوتی تو فوراً انگلی سے بٹن دباتے، کمرہ روشن ہو جاتا، بچے پاؤں کے نیچے آنے سے بچ جاتے، پانی ہاتھ لگ جاتا اسے پی کر پیاس بجھا لیتا۔ یہ کس قدر اچھا تھا۔

اچانک دیکھا تو حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ میرے ساتھ ایک طرف کھڑے تھے۔

مجھے فرمایا یہ پیسے پکڑ لو اور مسجد صاحب الزمان میں سید حسن ابطحی کے پاس جاؤ یہ رقم اسے دیدو اور کہو میرے لیے بجلی مہیا کرو۔

میرا ایک سات سالہ بیٹا تھا اس دوران وہ بھی جاگ اٹھا جب آقا جان نے مجھے پیسے دیے تھے وہ دیکھ رہا تھا اس لیے وہ بھی اس انتظار میں تھا کہ مجھے بھی رقم ملے حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ اسنے اسے بھی پینتس تومان عنایت فرمائے۔

یہ شخص پاک باطن اس طرح حقیقت کے ساتھ مطالب بیان کر رہا تھا کہ میں اس کی گفتگو میں ہزار میں ایک مرتبہ بھی خلاف، احتمال نہیں دے سکتا تھا۔ بہر حال میں نے اسے کہا فی الحال یہ تیرے ہی پیسے ہیں آپ اجازت دیتے ہیں کہ برکت کے لیے ان میں سے دس تومانی اٹھا کر جیب میں ڈال لوں اور اس کے عوض بیس تومان رکھ دوں اور تمہارے کے لیے بجلی کا بھی اہتمام کروں۔

اس نے کہا۔ حاجی آغا آپ کو اختیار ہے۔

میں نے ان میں سے دس تومان اٹھا لیے اور بیس تومان ان میں رکھ دیے

جہاں وہ شخص رہتا تھا اس علاقہ میں بجلی کا لے کر جانا بہت مشکل تھا لیکن بڑی آسانی کے ساتھ بجلی کی منظوری مل گئی اور صرف چند دنوں میں وہاں بجلی کا انتظام ہو گیا جب اخراجات کا حساب کیا تو دس تومان زیادہ بچے پس معلوم ہوا یہ دس تومان وہی ہیں جو میں نے ان میں اضافہ کیا۔

اس واقعہ کو گذرے ہوئے تقریباً بارہ سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک میرے پاس وہ دس تومان موجود ہیں ان کی برکت کی وجہ سے آج تک میں مقروض بھی نہیں ہوا اور مال و دولت بھی کافی مقدار میں میرے پاس ہے۔

حکایت ۱۸

مسجد صاحب الزمان علیہ السلام میں پندرہ سال کی مدت میں جب میں وہاں تھا شب بیداری کی راتوں میں لوگوں کا بہت ہجوم ہوتا تھا۔

لوگ اپنی مرادیں پاتے تھے اور جو کچھ طلب کرتے تھے اس کے اثرات فوق العادہ ان کی طرف لوٹتے تھے۔

شاید آپ فکر کریں کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے یہ اثر تھا۔ میرے نفس کی تاثیر تھی نہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس مدت میں مقصد یہ تھا کہ فرقہ بہائیہ اس جگہ اکٹھا ہے انہیں یہاں سے ختم کیا جائے اس ہدف کے لیے کمک کی ضرورت تھی اس لیے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ بھی اس مسجد کے ساتھ محبت و عنایت کرتے تھے اور جو لوگ خلوص کے ساتھ اس میں قدم رکھتے تھے ان پر نظر شفقت فرماتے تھے۔

اس مدت کے بعد جن لوگوں نے اس مقدس نام کو ضائع کرنے کی کوشش کی اور اس مسجد میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے فرزندوں کے ساتھ بے ادبی کی جسارت کی وہ بدبخت ہوئے۔

بہر حال شب بے داری کی اکثر راتوں میں جو لوگ اس مسجد میں آتے تھے بہت سے معجزات ان کو دیکھنے میں آتے تھے چونکہ اس زمانہ میں انہیں اکٹھا

کرنے کا ذہن میں خیال تک نہیں تھا اس لیے ان خصوصیات نقل کرنے سے قاصر ہوں نہ ہی توضیح پیش کر سکتا ہوں۔

لیکن سال ہجری ۱۳۵۲ھ شمسی ماہ رمضان المبارک کی تیسویں [۲۳] رات کو چند مردوں و عورتوں کے لیے جو وہاں موجود تھے ان کے لیے بہترین واقعہ پیش آیا۔

اُن خوش قسمت افراد میں سے ایک خود میرے گھر والے تھے انہوں نے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے اور خواہش کی ہے کہ میں اسے کتاب میں درج کر دوں۔

اس نے بیان کیا۔

اس مذکورہ شب بے داری کی رات جب چراغ بجھا کر قرآن پاک سر پر رکھے ہوئے تھے۔

اور حضرت علی ابن موسٰی الرضا علیہ السلام کے مقدس نام پر پہنچے تھے میں نے دیکھا حضرت بقیۃ اللہ حجۃ ابن الحسن علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے اور دروازے کے نزدیک ہجوم میں بیٹھ گئے میں مسجد میں زنانہ حصے میں تھی۔ اس طرح آہستہ کہ اکثر اوقات آواز آقا کو سنائی نہ دے لیکن اعتقاد یہ تھا کہ آقا سنتے ہیں۔

میں نے کہا۔

آقا آپ وہاں کیوں بیٹھ گئے ہیں آپ لوگوں کے درمیان کیوں نہیں تشریف لے آئے تاکہ آپ کی زیارت کریں آنحضرت وہاں سے اٹھے لوگوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے محراب کے قریب پہنچے۔

میں نے عرض کیا۔

آقا اگر عورتوں میں تشریف لائیں تو کیا ہو جائے گا۔

عورتوں کی جگہ اوپر کی طرف تھی انحضرت سیڑھیوں کی طرف سے نہیں آئے۔ بلکہ جس طرح کوئی پرواز کرتا ہے بغیر حرکت کے بلند ہوئے اور ہمارے قریب ایک طرف کھڑے ہو گئے ہم قرآن کریم کو سر پہ اٹھائے ہوئے عمل انجام دے رہی تھیں اس کے بعد دوبارہ پہلی جگہ پر چلے گئے مجلس کے آخر میں مسجد میں تشریف فرما تھے جب دعا مانگی تھی۔ انحضرتؑ امین کہتے تھے۔

حکایت نمبر ۱۹

مرحوم ایت اللہ آقائے الحاج آقا سید حسین قاضی تبریزی قم میں قیام پذیر تھے۔

تمام علماء اور بزرگان انہیں ایک عالم، متقی، صاحب کرامات جانتے تھے وہ خود بھی ان کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوا ہوں۔ ان سے استفادہ کیا تھا۔

مشہور یہ تھا کہ وہ اکثر حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے لیکن میں نے ان سے کوئی بھی قابل نقل ایسا واقعہ جس کی سند صحیح ہو نہیں پایا تھا۔ اور خود میں نے بھی ان سے ایسی کوئی چیز نہیں سنی تھی۔

لیکن الحمدللہ جس وقت اس کتاب کو لکھتے ہوئے میں یہاں پہنچا تھا تو قم سے ایک مہمان تشریف لایا جو ہمارے گھر قیام فرما ہوا۔

میں اسے کافی مدت سے جانتا پہچانتا تھا اور وہ جناب آقائے حاج آقا جواد رحیمی تھے جو کہ مرحوم ایت اللہ سید حسن قاضی سے کاملاً واقفیت رکھتے تھے اور ان کے رازدان دوستوں میں سے تھے معظم لہ نے ۱۴۰۲ھ بیس ذی قعدہ کو تین واقعات آقائے قاضی کی طرف سے اس موضوع کے بارے میں میرے لیے نقل کیے۔

مرحوم آیت اللہ آقائے سید حسین قاضی نے فرمایا تھا کہ وعدہ گاہ میں اکٹھے تھے کہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے آنحضرت سے مجھے دیکھتے تھے لوگوں کی دلجوئی کرتے تھے۔ مجھے فرمایا آپ کیا چاہتے ہیں جو میں آپ کو عطا کروں؟

میں نے عرض کی آقاجان میں چاہتا ہوں کہ ان تمام افراد سے نزدیک ترین جگہ مرحمت فرمائیں۔

آنحضرت نے اپنے پہلو میں جگہ کشادہ کی اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا۔

حکایت ۲۰

آقای حاج جواد رحیمی نے مرحوم آیت اللہ قاضی سے دوسرا واقعہ اس طرح نقل کیا۔

انہوں نے بیان کیا کہ مرحوم آقائے سید حسین قاضی نے فرمایا میں حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آنحضرت کے ایک محب نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا تھا میں نے وہی قصیدہ آنحضرت کی خدمت میں پڑھا شاعر نے اس قصیدہ میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا تھا آنحضرت کے لیے اپنے خلوص کا اظہار کیا تھا میں جب اس شعر کو پڑھتا تھا۔ وہی چیز جس کی نسبت شاعر نے اپنی طرف دی تھی میں اسے اپنی طرف نسبت دیتا تھا، اپنی طرف سے خلوص پیش کرتا تھا اور مقصد یہ تھا کہ اس طرح اپنا عقیدہ اور خلوص ظاہر کروں اچانک میں نے دیکھا تو آنحضرت موجود نہیں ہیں۔ مجھے احساس ہوا کہ آنحضرت میرے اس عمل کی وجہ سے خوش نہیں ہوئے۔

حکایت ۲۱

آقائے حاج جواد رحیمی نے ایت اللہ قاضی سے میرا واقعہ اس طرح نقل کیا۔

مرحوم ایت اللہ سید حسین قاضی نے فرمایا بیس[۲] جمادی الثانی ۱۳۴۸ ہجری شمسی حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت کی رات میں مسجد جمکران میں موجود تھا اچانک دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف انوارات رہے ہیں خصوصاً مسجد جمکران کے اوپر آسمانی فضا میں نیچے آتے ہوئے دیکھائی دیئے (یہاں پر آقا رحیمی فرماتے ہیں کہ اس رات کو میں بھی وہاں موجود تھا میں نے بھی ان انوار کو دیکھا بلکہ تمام لوگوں نے دیکھا تھا۔

اسی رات کو ایک شخص نے (جو ایت اللہ قاضی کے لیے قابل اعتماد تھا) بیان کیا۔ قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں تہران میں محلہ مسگر آباد میں تھا کہ ایک ولی خدا نے مجھے مسجد جمکران پہنچا یا مسجد جمکران میں مجلس عزا منعقد تھی میں اس کے ساتھ اس میں حاضر ہوا اس میں سب سے پہلے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ نے شرکت فرمائی۔ مجلس پڑھنے والا مرحوم ایت اللہ حاج سید علی رضوی کی لکھی ہوئی کتاب (گلزار آل طٰہٰ) سے اشعار پڑھتا تھا اور حضرت امام ولی عصر ارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء سن رہے تھے اور گریہ میں مشغول تھے مجلس کے

اختتام پر حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام نے دعا کی اور مجلس سے تشریف لے گئے جو لوگ مجلس میں موجود تھے انہوں نے اس شخص سے التجا کی جو باقی لوگوں کی نسبت امام زمانہ علیہ السلام کے بالکل قریب بیٹھا تھا کہ دعا کریں لوگ اصرار کرتے تھے کہ آپ بھی دعا فرمائیں وہ کہتا تھا کہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام نے دعا فرما دی ہے لوگوں نے زیادہ اصرار کیا اور اسے دعا کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے بھی دعا کے چند جملے ظہور امام علیہ السلام کے کہے اور مجلس ختم ہوگئی۔

احتمال یہ ہے کہ دعا کرنے والا شخص خود مرحوم آیت اللہ قاضی تھا لیکن اپنا نام بیان نہیں کیا۔

حکایت ۲۲

ہمارے محترم استاد مرحوم ایت اللہ آقائے حاج شیخ مجتبیٰ قزوینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے استاد مرحوم ایت اللہ آقائے میرزا مہدی اصفہانی کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا۔

مرحوم ایت اللہ میرزا مہدی اصفہانی فرماتے تھے کہ ایام تحصیل میں جب میں نجف اشرف میں تھا علم اخلاق، تزکیہ نفس، سیر و سلوک میں آقائے سید احمد کربلائی سے استفادہ کرتا تھا وہ بلند پایہ عرفاء میں سے تھے۔ ان کی نظر میں رشد و کمالات معنوی تزکیہ نفس میں حد کمال بہ اصطلاح مقام قطبیت پر اور فنا فی اللہ کی حد تک پہنچ چکا تھا۔

استاد نے مجھے بلند مرتبہ اور دوسروں کی دستگیری کرنے کا اہل سمجھا فلسفہ میں مجھے استاد سمجھا، عارف کامل، قطب، رافی فنا فی اللہ جانتے تھے۔ لیکن میں خود اپنے آپ کو دھوکہ نہیں دے سکتا تھا ابھی حقیقی معارف سے کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ دل مطمئن نہیں تھا اپنے آپ کو اس میں ناقص سمجھتا تھا۔ اسی فکر میں تھا کہ دل میں خیال آیا بدھ کی رات کو مسجد سہلہ میں جا کر حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں سوال کرنا چاہیے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے غوث اور پناہ گاہ خلق کیا ہے۔ شاید مجھ پر نظر کرم فرمائیں اور

صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کریں۔

میں اس فکر میں مسجد سہلہ پہنچا۔ تمام علوم میں سے:۔

جو کچھ کہا گیا یا کہا اس سے نہ کیفیت حاصل ہے نہ حال اپنے آپ کو افکار عرفانی متصوفہ اور خود ساختہ فلسفہ سے لاعلم سمجھا اور سو فیصد کمال اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو مقام توبہ پر جانتے ہوئے آنحضرت کے اختیار میں دے دیا۔

اچانک نور جمال حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ظاہر ہوا میرے ساتھ بہت شفقت فرمائی میرے لیے ایک میزان عطا فرمایا تاکہ ہر وقت اس میزان کو سامنے رکھ کر چلتا رہوں۔

یہ جملہ مجھے ارشاد فرمایا:۔

طَلَبُ الْمَعَارِفِ مِنْ غَيْرِ طَرِيقِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ مُسَاوِقٌ لِإِنْكَارِنَا۔

ترجمہ:۔ یعنی حقائق کی پہچان اور معارف کی جستجو بھی ہم اہل بیت رسول کے راستے سے ہٹ کر یوں ہی ہے جیسے ہمارا انکار کرنا۔

جس وقت مرحوم میرزا اصفہانی نے آنحضرت سے یہ جملہ سنا تو اس بات کی طرف متوجہ ہوئے کہ معارف حقہ کو معلوم کرنے کے لیے واحد راستہ یہی ہے کہ قرآن کریم کی آیات و اہل بیت عصمت و طہارت کی روایات سے استفادہ کیا جائے۔

اس بنا پر مشہد مقدس تشریف لائے اہل علم سے پاک طینت افراد کو

قرآنی معارف اور علوم اہل بیت عظام کی تعلیم دینے میں معروف ہو گئے اور اہل معنیٰ صاحبِ مرتبہ، تزکیہ نفس، صراطِ مستقیم، معارف حقہ کے جاننے والے شاگرد جامعہ روحانیت کے سپرد کیے۔

یہاں پر چند تذکرہ اور توضیح کو ضروری جانتا ہوں کہ قارئین کرام کی خدمت میں پہنچاؤں۔

۱۔ مرحوم ایت اللہ آقا میرزا مہدی اصفہانی کا صاحب مرتبہ ہونے کا واقعہ مختلف طریقوں سے نقل کیا ہوا ہے میرے لیے جو استاد مرحوم آقا شیخ مجتبیٰ قزوینی نے بیان کیا ہے وہ معتبر ہے جیسا کہ میں نے درج کیا ہے۔ میرے نزدیک معتبر ترین اس طرح ہے۔

۲۔ مرحوم سید احمد کربلائی، آقای ملا حسین قلی ہمدانی کے شاگردوں میں سے ہے ان کے خطوط موجود ہیں ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے شیخ عطار کے اس شعر کا معنی پوچھا:۔

شعر

والک او پادشاہ مطلق است
در کمال عز خود مستغرق است
او بسر ناید ز خود آنجا کہ اوست
کی رسد عقل وجود آنجا کہ اوست

ابتداً مرحوم آخوند خراسانی نے مختصر جواب دیا اس کے بعد یہی سوال مرحوم شیخ محمد حسین غروی کپانی سے کرتے ہیں انھوں نے فلسفہ ارسطو کے مطابق جواب دیا پھر یہی سوال مرحوم سید احمد کربلائی سے پوچھتے ہیں۔

انہوں افلاطون کے فلسفہ کے مطابق جواب دیا ان کے خطوط بعینہ میرے پاس موجود ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم سید احمد کربلائی کا مزاج عرفانی تھا اور یہ مطلب ان مراسلات سے اخذ ہوتا ہے۔

۳۔ مرحوم آیت اللہ آقائے میرزا مہدی اصفہانی انیس[19] ذی الحجہ ہجری ۱۳۶۵ھ قمری مشہد مقدس میں فوت ہوئے آستانہ مبارک حضرت امام رضا علیہ السلام کے دار الضیافت کے وسط میں دفن ہوئے۔

اس ضمن میں مرحوم آقائے میرزا اصفہانی کے بعض شاگرد اور فرزند بزرگوار نے کتاب دین و فطرت میں اس واقعہ کو یوں درج کیا ہے۔

گذشتہ دہائیوں میں جو علماء و فقہا گذرے ہیں ان میں سے ایک مرحوم آیت اللہ العظمیٰ آقا میرزا مہدی اصفہانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔ ۱۳۱۳ - ۱۳۶۵ھ ہجری قمری میں وقت گذارے مراکز علمی بالخصوص حوزہ علمیہ مشہد مقدس سالہا ان کی نگرانی میں چلتا رہا۔ ان کی تعلیم اس وقت فکری حرکت سمجھی جاتی تھی اور انحرافات کے مقابلہ میں فولاد کی دیوار کی طرح قیام کیا تھا۔

معارف قرآن و آئمہ طاہرین کی معرفت حاصل کرنے کے لیے صرف واحد راستہ جو کچھ اسلام نے پیش کیا تھا۔ وہی اپنایا۔

بہت سے علماء جو اس وقت نظریہ اہل تشیع کے نگہبان ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سے ہیں اپنے شاگردوں کو نصیحتیں عطا کیں۔ آج کل جو آپ قتاب حضرت امام ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے راہ میں دیکھتے ہیں۔ یہ انہی کا فیض ہے۔ وہ امام زمان علیہ السلام عج کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معارف و علوم دینیہ

حاصل کرتے تھے اور دور حاضر میں جو جلوہ موجود ہے انہی کی محنت کا نتیجہ ہے۔

آقا میرزا اصفہانی جب حصول علم میں مشغول تھے اور علوم اسلامی کے لیے اپنے سینہ کو انبار بنا رکھا تھا مختلف مکاتب فکر سے فلسفہ و عرفان و دیگر علوم کے حصول کے لیے جو زحمت انہوں نے اٹھائی ہے انسان حیرت میں مبتلا ہوتا ہے۔ عجیب قسم کا اضطراب ان کے روح پر سایہ کرتا تھا۔

بلا تکلیف پریشانی و آزردگی ان میں انقلاب فکری ایجاد کرتی ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا کیا کرے، کہاں جائے، کون سے علوم کی طرف رخ کرے اس زمانہ میں علمی جنوبی معنوی پیاس بجھانے کے لیے کدھر کا رخ کرے۔

اس طرح کی پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لیے حضرت امام ولی عصر علیہ السلام کی بارگاہ میں التجا کرتے تھے انہیں اپنی مشکلات کے حل کے لیے وسیلہ سمجھتے تھے جو مشکل پیش ہوتی تھی اسے حل کرنے کے لیے آنحضرت سے درخواست کرتے تھے۔

آنحضرت بھی نظر کرم فرماتے تھے، نجف اشرف، وادی السلام میں حضرت ہود و حضرت صالح کی قبروں کے کنارے تشریف فرما ہوتے تھے۔ نظر شفقت کرتے ہوئے۔

صحیح راستہ کی نشاندہی کرتے ہوئے۔

آقا میرزا جب شکستہ دل بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ آنحضرت کے دیدار کی آرزو کرتے تھے تو اپنے مقصد کو پا لیتے تھے امام زمانہ علیہ السلام کی صحبت سے فیض یاب ہوتے اور اپنے درد کی دوا حاصل کرتے تھے۔

اس قسم کی کیفیت میں جب بیداری کی حالت میں آنحضرت کی خدمت میں

پہنچتے تھے حضور کے سینہ اقدس پر سبز رنگ کی ریل دیکھتے تھے جو تقریباً بیس سینٹی میٹر چوڑی اور ساٹھ سنٹی میٹر لمبی ہوتی تھی سفید رنگ میں نورانی عبارت اس پر نقش شدہ ہوتی تھی

طَلَبُ الْمَعَارِفِ مِنْ غَيْرِ طَرِيْقِنَا اَهْلَ الْبَيْتِ مُسَاوِقٌ لِاِنْكَارِنَا وَ قَدْ اَقَامَنِيَ اللّٰهُ وَ اَنَا حُجَّةُ بْنُ الْحَسَنِ ۔

لفظ (حجت ابن الحسن) اس صورت میں معلوم ہوتا تھا جس طرح انسان کے دستخط ہوں)۔

ترجمہ:۔ یعنی ہم اہل بیت رسولؐ کے راہ کے علاوہ معارف کی تلاش اسی طرح ہے جیسے ہمارا انکار کرنا خداوند کریم نے مجھے قیام کے لیے فرمایا ہے میں خدا کی حجت اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔

اس کے بعد آنحضرت غائب ہو جاتے تھے۔

آنحضرت کا یہ پیام دِل جلوں کے لیے مرہم کا کام دیتا تھا اور ان کے لیے راہ حق واضح ہو جاتا تھا اس عنایت وسیلہ کے ذریعے مرحوم آقا میرزا معارف الٰہی کے جوش مارتے ہوئے چشمہ سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ عاقل و دانشمند شخصیت سے بہرہ مند ہوتے تھے اس شخصیت کا نام نہیں لیتے تھے۔ (صاحب علم)۔ ہی کہتے تھے۔

امام صاحب الزمان علیہ السلام کے درس ان کے لیے راہ زندگی کے لیے ایک چراغ اور مشعل کا کام دیتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ۔ اگر ہمیں قبول کرتے ہو تو چاہیے کہ معارف ہم سے سیکھو۔ تمام تر علوم، خداشناسی، خودشناسی، روح شناسی،

آخرت شناسی بلکہ آفاق شناسی میں بھی ہماری پیروی کرو۔

اس کے بعد معارف اہل بیت زندہ کرنے کے لیے ایران جاتے ہیں عترت طاہرہ وعلوم قرآن سے حاصل شدہ معارف کے درس شروع کیے۔ بہت سے پر ارزش آثار ان کے شاگردوں کے پاس اب بھی موجود ہیں۔ آقا میرزا مرحوم کے بعض شاگردوں نے جو واقعہ درج کیا ہے وہ اس طرح تھا۔ مگر میرے عقیدہ کے مطابق واقعہ اسی طرح ہے جس طرح مرحوم آقا حاج شیخ مجتبیٰ نے نقل کیا ہے اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ دو حکایتیں ہوں۔

حکایت ۲۲

منگل کے دن پہلی دفعہ مرحوم حاج آقا جان کے ساتھ نجف اشرف زیارات عتبات عالیات کے لیے ملا آقا جان نے مجھے فرمایا۔

نماز اور دوپہر کے کھانا سے فارغ ہو چکے ہیں اب ہمیں حضرت مسلم، حضرت ہانی، حضرت ذکریا مسجد کوفہ، مسجد زید، مسجد صعصعہ کی زیارت کے لیے کوفہ جانا چاہیے۔

آج کی رات شب بیداری کی صورت میں مسجد سہلہ میں بسر کرنی چاہیے۔ انشاء اللہ بہت سی برکات ہمیں نصیب ہوں گی۔

چلیں شاید حضرت بقیۃ اللہ صلوات اللہ علیہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوں۔ ضمناً آہستہ اپنی ذات کو مخاطب کر کے کچھ کہا جسے فقط میں نے ہی سنا۔

فرماتے تھے "اگر میں غصے میں نہ آجاؤں"

اس جملہ کو کہتے ہوئے کو جھٹکا دیا۔ کیوں غصے میں آؤں، نہ غصے میں نہیں آؤں گا۔ مگر اس وقت جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنے حال پہ چھوڑ دے گا۔

اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے تھے۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي۔	ترجمہ: میں آپ کا نگہدار نہیں ہوں، نفس امارہ انسان کو بدی کی طرف حکم دیتا ہے مگر یہ کہ خداوند کریم مجھ پر رحم کرے۔

بہرحال دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد بس کے ذریعہ کوفہ چلے گئے، راستے میں حضرت کمیل ابن زیاد، حضرت میثم تمار اور مسجد حنانہ کی زیارت کی، سہ پہر کے وقت تین گھنٹے ظہر کے بعد ہم مسجد کوفہ میں داخل ہوئے، مسجد کے مخصوص مقامات کے اعمال میں مشغول تھے کہ ایک نوجوان آیا جو کربلا معلی میں جوتوں کا کام کرتا تھا۔

کئی دنوں سے وہ مسجد میں ریاضت میں مصروف تھا، تنہائی کے گوشہ سے، خلوت کے کمرے سے باہر آیا اور ہمارے ساتھ ہو گیا۔ میں نے اس سے پوچھا آپ یہاں کیا کر رہے تھے؟

اس نے جواب دیا میں ریاضت میں مشغول تھا اور اس کی شرائط میں سے یہ بھی تھا کہ اکیس ۲۱ دن کسی سے کلام نہ کروں۔ اور روزہ کے ساتھ رہوں۔

میں نے پوچھا۔ اب ریاضت ختم ہو گئی ہے۔

اس نے کہا: نہیں

لیکن میں کمرے میں بیٹھا ہوا سورہ حمد کی تلاوت کر رہا تھا کہ اچانک ایک آواز آئی مجھے مخاطب کر کے کہا گیا جو چیز تو چاہتا ہے۔ وہ اس مرد کے پاس ہے۔ (یعنی حاج ملا آقا جان) لہذا اب اس وقت تک آپ سے جدا نہیں

ہوں گا جب تک اپنی مراد نہ پالوں۔

میں نے کہا: تیری حاجت کیا ہے؟

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا مقصد حضرت امام ولی عصر علیہ السلام کی زیارت کرنا ہے۔

بہرحال اکٹھے مل کر مسجد کوفہ کے اعمال انجام دیئے اس کے بعد حضرت مسلم ابن عقیل کی زیارت کو گئے وہاں ان کی مزار کے نزدیک ایک قبر تھی۔ آقا جان نے فرمایا:۔

مختار کے لیے بھی فاتحہ پڑھیں۔ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ مختار ثقفی کی قبر ہے۔

میں نے سوال کیا:۔

مختار ثقفی کیسا آدمی ہے۔

انہوں نے جواب دیا۔

چونکہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بعض دشمنوں کی محبت اس کے دل میں تھی اس لیے اسے اللہ تعالیٰ کے امر سے روز قیامت جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ لیکن چونکہ اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے بدلہ لیا تھا اس کی وجہ سے حضرت سید الشہدا علیہ السلام اس کی شفاعت کریں گے۔

اس کے بعد ہم حضرت ہانی ابن عروہ کی زیارت کے لیے گئے حاج ملا آقا جان نے ہمیں ایک کونے میں بٹھایا اور مجلس پڑھنی شروع کر دی خوب رقت طاری ہوئی پھر ہمیں فرمایا۔

یہ کیفیت، معنویت وروحانیت اور خلوص حضرت ہانی کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔ ہمیں ان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اس کے بعد ہم مسجد سہلہ کی طرف روانہ ہوئے وہ نوجوان راستے میں ایک لحہ کے لیے بھی مرحوم آقا جان کو آرام نہیں کرنے دیتا تھا کمالات معنوی کے متعلق متواتر سوالات ہی کرتا رہتا تھا۔

مسجد سہلہ، مسجد صعصعہ اور مسجد زید نزدیک ہی ہیں ابھی غروب سورج ہونے میں دیر تھی۔ اس لیے ان دو مسجدوں کے اعمال انجام دیئے، لیکن جس وقت، مسجد زید میں حاج ملا آقا جان نے نماز کے بعد آواز کے ساتھ دعا پڑھی تو عجیب کیفیت تھی۔ قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے۔

آقا جان بزرگوار کا وہ منظر کبھی کبھی سامنے آجاتا ہے کہ آہ و فریاد کرتے ہوئے ان جملوں کو پڑھتے تھے۔

اِلٰهِيْ قَدْ مَدَّ اِلَيْكَ الْخَاطِئُ الْمُذْنِبُ يَدَيْهِ بِحُسْنِ ظَنِّهِ بِكَ۔

اِلٰهِيْ قَدْ جَلَسَ الْمُسِيْءُ بَيْنَ يَدَيْكَ مُقِرًّا لَكَ بِسُوْءِ عَمَلِهِ وَ رَاجِيًا مِّنْكَ الصَّفْحَ عَنْ ذٰلِكَ۔

اِلٰهِيْ قَدْ رَفَعَ اِلَيْكَ الظَّالِمُ كَفَّيْهِ رَاجِيًا لِمَا لَدَيْكَ فَلَا تُخَيِّبْهُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

اِلٰهِيْ قَدْ جَثَا الْعَائِدُ اِلَى الْمَعَاصِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ خَائِفًا مِّنْ يَوْمٍ تَجْثُوْا فِيْهِ الْخَلَائِقُ بَيْنَ يَدَيْكَ۔

اِلٰهِيْ جَاءَكَ الْعَبْدُ الْخَاطِئُ فَزِعًا مُشْفِقًا وَ رَفَعَ اِلَيْكَ طَرْفَهُ حَذِرًا رَاجِيًا وَفَاضَتْ عَبْرَتُهُ مُسْتَغْفِرًا نَادِمًا۔

یہاں پہنچ کر ان کی فریاد میں اضافہ ہوا اور کہا۔

وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ مَا اَرَدْتُ بِمَعْصِيَتِي مُخَالَفَتَكَ وَمَا عَصَيْتُكَ اِذْ عَصَيْتُكَ وَاَنَا بِكَ جَاهِلٌ وَلَا لِعُقُوبَتِكَ مُتَعَرِّضٌ وَلَا لِنَظَرِكَ مُسْتَخِفٌّ وَلٰكِنْ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي وَاَعَانَنِي عَلٰى ذٰلِكَ شِقْوَتِي وَغَرَّنِي سِتْرُكَ الْمُرْخٰى عَلَيَّ۔

اس جملہ کو نہایت خضوع کے ساتھ تکرار کرتے تھے کہ ......)

فَمِنَ الْاٰنَ مِنْ عَذَابِكَ مَنْ يَسْتَنْقِذُنِي بِحَبْلِ مَنْ اَعْتَصِمُ اِنْ قَطَعْتَ حَبْلَكَ عَنِّي۔

اس کے بعد اس قسم کی کیفیت پیدا ہوئی۔ اور فریاد کی کہ ہمیں فکر لاحق ہوا کہیں آقا جان اپنی جان سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اور پھر فریاد کرنے لگا۔

فَيَا سَوْءَتَاهُ غَدًا مِنَ الْوُقُوفِ بَيْنَ يَدَيْكَ اِذَا قِيلَ لِلْمُخِفِّينَ جُوزُوا وَلِلْمُثْقِلِينَ حُطُّوا اَمَعَ الْمُخِفِّينَ اَجُوزُ اَمْ مَعَ الْمُثْقِلِينَ اَحُطُّ۔

پھر اپنے ہاتھ سے ریش مبارک کو پکڑا، آنکھوں سے آنسو پرنالے کی طرح چل رہے تھے۔ اور فریاد کرتے تھے۔

ص ۹۱ وَيْلِي كُلَّمَا كَبُرَ سِنِّي كَثُرَتْ ذُنُوبِي وَيْلِي كُلَّمَا طَالَ عُمْرِي كَثُرَتْ مَعَاصِيَّ فَكَمْ اَتُوبُ وَكَمْ اَعُودُ۔

(پھر اپنی ذات کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے چہرے پر طمانچے مارتے تھے گویا کہ اپنے کو تنبیہ کرتے ہوئے کہتے تھے۔

اَمَا اَنْ لِیْ اَنْ اَسْتَحْیِی مِنْ رَبِّیْ۔

اس موقعہ پر پھر ہاتھوں کو بلند کیا بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ فریاد کی اور عرض کرنے لگے۔

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَخَیْرَ الْغَافِرِیْنَ

پھر اپنا چہرہ زمین پر رکھا آہ و فریاد کرتے ہوئے اس قدر گریہ کیا کہ خدا کے خوف کی وجہ سے ان کے شانے بھی کانپ رہے تھے اور اسی حالت میں التجا کرتے تھے۔

اِنْ کُنْتُ بِئْسَ الْعَبْدُ فَاَنْتَ نِعْمَ الرَّبُّ۔

اس موقعہ پر میں نے زمین کو دیکھا آقا جان کے آنسوؤں سے گار ابن چکی تھی۔

پھر چہرے کا بایاں حصہ زمین پر رکھا اور اس طرح گریہ کیا کہ جیسے کوئی عورت جوان بچے پر روتی ہے۔ گریہ کرتے ہوئے، فریاد کرتے تھے۔

عَظُمَ الذَّنْبُ مِنْ عَبْدِكَ فَلْیَحْسُنِ الْعَفْوُ مِنْ عِنْدِكَ یَا کَرِیْمُ۔

ان الفاظ پر پہنچ کر دوبارہ سر سجدہ میں رکھا اور لفظ اَلْعَفْوُ کا سو مرتبہ تکرار کیا۔

اور اس قدر گریہ کیا کہ غش طاری ہو گیا بہت مشکل کے ساتھ ہم ہوش میں لائے۔

اس کے بعد وہاں سے چل پڑے، مغرب کے اول وقت میں مسجد سہلہ میں داخل ہوئے۔

اس جگہ حضرت امام زمان علیہ السلام کا گھر ہے۔

یہ جگہ حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام (عج) کی چھاؤنی ہے۔

یہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے عاشقوں کے ملنے کی وعدہ گاہ ہے۔

ہم نے ایسی جگہ پر پہلی دفعہ قدم رکھا تھا آقا جان کے مخصوص اعمال کی وجہ سے عجیب قسم کی فوق العادہ کیفیت تھی۔

مغرب و عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ (عج) کے علاقہ مندان مسجد سہلہ کے اعمال کی طرف متوجہ ہوئے نیز یہ بھی کہ آقا جان آج کی رات محبوب مہمان رکھتے ہیں لہذا تمام کمرے جو مرحوم آقا شیخ جواد سہلاوی کے مسجد سے متعلق تھے ان میں اکٹھے ہوئے آقا شیخ جواد مسجد سہلہ کے امور کا متصدی تھا اور مسجد کے نزدیک ہی رہتا تھا۔ صاحب عزت اور بزرگان میں سے تھا علاقہ مندوں نے حاج آقا جان کو دعوت دی کہ آج کی رات یہاں شب بیداری کریں تاکہ ان کی تشریف آوری سے استفادہ کریں۔ حاج ملا آقا جان نے ان کی دعوت قبول کر لی، یہ رات بھی عجیب قسم کی تھی۔ فوق العادہ لوگ جمع تھے شریف، و پاکیزہ طینت لوگ اکٹھے ہوئے تھے۔

ایک مشہد مقدس کا سید بزرگوار بھی موجود تھا جو کربلا معلّٰی سے بدھ کی چالیس راتیں مسجد سہلہ میں گذارنے کے لیے آیا ہوا تھا تاکہ حضرت امام ولی عصر کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل کر سکے۔ آج کی بدھ کی رات اس کے لیے آخری رات تھی۔

اس کے علاوہ وہ نوجوان تھا بھی موجود جو کافی مدت سے ریاضت میں مشغول تھا صرف اس لیے کہ امام صاحب الزمان علیہ السلام (عج) کی بارگاہ میں حاضر ہو سکے۔ آج کی رات اُسے گمان تھا کہ شاید اپنے مقصد کو پائے گا۔

ایک اور شخص تھا اس قدر پاک طینت تھا کہ آج کی رات بھی امام زمانہ (عج) کی خدمت میں پہنچنے کا کسی قسم کا شک ہی نہیں رکھتا تھا۔

حاج آقا شیخ جواد سہلاوی خود میزبان تھا ایسی کیفیت طاری تھی کہ تمام لوگ اس کی طرف متوجہ تھے وہ آنحضرت کے مقام مقدس کی طرف توجہ کرتا تھا تو سب لوگ ایک خاص کیفیت سے وابستہ ہوتے تھے۔

حاج ملا آقا جان کی آواز بہت شیریں تھی اس قدر پرکشش تھی کہ حاضرین مجلس کو یکدم بزرگ ترین معنویت کی طرف کھینچ کرلے جاتی تھی۔

میں بھی اس وقت ابھی ابھی جوان ہوا تھا ایک کونے میں بیٹھا ہوا تمام حالات کو دیکھ رہا تھا تمام لوگ اپنے مولا و آقا کے فراق میں آنسو بہا رہے تھے۔

زیارت آل یسین اور دعائے توسل پڑھی جا چکی تھی۔ خلاصہ یہ کہ ساری رات صبح تک یہی سلسلہ جاری رہا صبح کی نماز، حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام (عج)

کی جگہ پر پڑھی جو کہ مسجد کے وسط میں ہے ہمارا وہ دوست جس کو بدھ کی چالیسویں رات بھی بہت سخت پریشان و بے قرار تھا اس لیے کہ اُسے دس ماہ گذر رہے تھے، وطن سے دور، گھر سے دور، مسافرت کے عالم میں، صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام روحی لہ، الفداء (عج) کے عشق میں رہ رہا تھا میں دوسروں کی نسبت زیادہ تر اسی کے ساتھ تھا اس بنا پر کہ میں جانتا تھا جس نے اتنی زحمت اٹھائی ہے۔

حضرت بقیۃ اللہ (عج) اسے بغیر نتیجہ کے چھوڑ دیں یہ ناممکن ہے بلکہ میں نے اس سے سوال بھی کیا ہے کہ اتنی مدت میں کبھی آنحضرت کی زیارت نصیب بھی ہوئی ہے؟

اس نے کہا:۔

چند مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے لیکن اس وقت انہیں پہچانتا نہیں تھا، اور یہ ریاضت صرف اسی لیے ہے کہ جس وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملے اسی وقت اُن کو پہچان سکوں، لہٰذا میں بھی ہر جگہ اس کے ساتھ رہا۔

اس رات کی صبح کے وقت حضرت امام ولی عصر ارواحنا فداہ (عج) کی جگہ پر جس وقت ہم نماز پڑھ رہے تھے میں نے دیکھا کہ وہ ایک سنی سے جھگڑا کر رہا تھا جو کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ رہا تھا میں نے اس سے پوچھا آپ کیوں غصے میں آ گئے ہیں۔

پہلے اس نے کہا:۔

ہمارے مولا و آقا کے مقام پر بھی اسلام کے دستور کے خلاف کیوں نماز

پڑھتا تھا، لیکن فوراً ہی اس نے اضافہ کیا اور کہا:

بدھ کی چالیسویں رات ہے، ایک غیر ملک میں، وطن سے دور بغیر کسی فائدہ کے کیا یہ ممکن ہے؟

شاید میں دیوانہ ہو جاؤں۔

اگر آپ میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟

میں نے کہا میں آپ کی جگہ نہیں ہوں فقط ایک رات انتظار میں گذاری ہے۔ تو جسم نڈھال ہو چکا ہے۔ آپ حق رکھتے ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور دیوار کے ساتھ سر کی ٹیک لگا کر بلند آواز سے گریہ کرنے لگا۔ میں نے اسے وہاں سے اٹھایا اور شیخ جواد سہلادی کے کمرے میں ڈال دیا۔ تمام رفقاء وہاں ناشتہ کے لیے جمع تھے۔

حاج ملا آقا جان دروازے کی طرف منہ کر کے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ بہت مودب تشریف فرما تھے۔ ہم بھی کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

اسی دوران ایک نوجوان طالب علم، علماء کا لباس پہنا ہوا، سیاہ چہرہ کمزور جسم، کمرے میں داخل ہوا، اور میں دیکھ رہا تھا کہ ایک سید بزرگوار بائیں شانے پر عبا ڈالے ہوئے کمرے سے باہر کھڑا ہے اور کمرے کے اندر دیکھ رہا ہے۔

جس وقت وہ شیخ طالب علم جس کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ ہندوستانی تھا کمرے میں داخل ہوا تو حاج آقا جان نے اس پر اعتراض کیا کہ تو کمرے میں کیوں

داخل ہوا ہے؟

اس نے ٹوٹی پھوٹی فارسی میں ہندوستانی لہجہ میں جواب دیا کہ میں حضرت امام صاحب سے عقیدت رکھتا ہوں اور صبح تک اس مسجد میں شب بیداری کی ہے اب یہاں آیا ہوں تاکہ شاید تھوڑا سا آرام کر سکوں۔

حاج ملا آقا جان نے کہا:۔

تو جھوٹ بولتا ہے، تو حضرت امام زمانہ (عج) کو دوست نہیں رکھتا، تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) کو پہچانتا ہی نہیں ہے، تو معرفت ہی نہیں رکھتا۔

وہ شیخ نہایت لجاجت کے ساتھ منت وسماجت کرتا رہا۔ بار بار منتیں کرتا تھا اور حاج ملا آقا جان پہلے کی نسبت زیادہ غصے کی حالت میں اسے جھٹلا رہے تھے۔

ہم ملا آقا جان کے اس رویے سے تعجب کر رہے تھے اس لیے کہ ہم جانتے تھے حاج شیخ ملا آقا جان ایسے نہ تھے بہت با اخلاق تھے۔ یہاں تک کہ بعض دوستوں نے اعتراض بھی کیا اور کہا:۔

بے چارے اس شیخ ہندوستانی کو اس قدر کیوں ذلیل کر رہے ہو آخر کار حاج شیخ ملا آقا جان اپنی جگہ سے اٹھے اور طاقت کے بل بوتے پر اس شیخ کو کمرے سے باہر نکال دیا۔ اس دوران وہ سید بزرگوار جو کمرے سے باہر کھڑا تھا کمرے میں دیکھتا تھا اور ہنستا تھا، جیسے کوئی اس انتظار میں ہو کر دیکھے یہ جھگڑا کہاں ختم ہوتا ہے یا اگر جھگڑا نہ ہوتا تو وہ کمرے میں داخل ہوتا۔

جس وقت اس شیخ کو کمرے سے باہر نکال دیا گیا اس وقت وہ سید بزرگوار

بھی چلا گیا۔

میں خیال کرتا تھا کہ وہ سید بزرگوار کا ساتھی ہے۔ شیخ کے جانے سے وہ بھی چلا گیا۔

میں نے حاج ملا آقا جان کو عرض کیا آپ نے جو کچھ شیخ کے ساتھ سلوک کیا ہے، اس کا ساتھی بزرگوار کمرے سے باہر کھڑا ہو کر دیکھ رہا ہے اچھا ہوا کہ وہ اپنے ساتھی کی حمایت میں نہیں آیا۔

حاج ملا آقا جان نے پوچھا:۔

کیا اس کا رفیق بھی تھا؛

میں نے کہا:۔

جی ہاں سید بزرگوار با شخصیت آدمی تھا تمام صفات بیان کیے کمرے سے باہر کھڑا تھا آپ جو جھگڑا کر رہے تھے اسے دیکھ رہا تھا۔ حاضرین مجلس میں سے چند افراد نے کہا ہم نے بھی اس سید کو دیکھا ہے۔ لیکن دو تین افراد نے (کہ ان میں خود حاج ملا آقا جان بھی ہیں) انہیں دیکھا تھا۔ بہر حال ایسا نہیں تھا کہ کوئی آدمی اسے دیکھ نہیں سکتا تھا اس لیے کہ وہ سید دروازے کے نزدیک ہی کھڑا تھا جو سید چالیس رات، مسجد سہلہ میں بسر کر چکا تھا۔ وہ گریہ کرتا تھا۔

میں نے اس سے پوچھا تو نے بھی سید کو دیکھا ہے

اس نے کہا:۔

میں نے دیکھا ہے لیکن میرے خیال کے مطابق وہ مولا و آقا حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام تھے۔

حاج ملا آقا جان نے کہا:۔

خوب فکر کریں اس لیے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام عج نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ فلاں وقت آنحضرت کے دیدار کے لیے ہم آئیں۔

میں نے اس سید سے پوچھا جسے بدھ کی چالیس راتیں مسجد میں گذر چکی تھیں۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام ہی تھے؟

اس نے جواب دیا:۔

کہ پہلے مجھے الہام ہوا کہ آنحضرت ہیں جب میں نے چاہا اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی خدمت میں جاؤں میری جسمانی طاقت نے مجھے جواب دے دیا یہاں تک کہ زبان نے بھی حرکت نہیں کی تاکہ سلام کروں،

اس کے بعد وہ نوجوان جو مسجد کوفہ میں ہمارے ساتھ آ کر مل گیا تھا اس نے بھی کہا میں نے بھی انہیں اسی وقت پہچان لیا تھا ہم نے جب یہ باتیں سنیں تو۔ چونکہ زیادہ وقت نہیں گذرا تھا لہذا ہم سب اٹھ کر ان دونوں کی تلاش میں نکلے۔

مسجد سہلہ میں خلوت تھی، میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ چند افراد کے سوا کوئی آدمی وہاں نہیں تھا۔ مسجد کے اردگرد اتنا بیابان تھا کہ تقریباً ایک، دو کیلو میٹر تک دیکھا جا سکتا تھا۔ اس شیخ ہندوستانی کو مسجد سے باہر ہم نے دیکھا۔

میں نے اس سے پوچھا، آپ کا دوست بزرگوار کہاں گیا ہے؟

اس نے کہا:!

میرا تو کوئی ساتھی نہیں تھا چونکہ ہم پریشان حال میں اس کی طرف دوڑتے تھے

وہ ڈر گیا اور ہم سے دور چلا گیا۔

جس قدر اِدھر اُدھر نگاہ کی اس شیخ کے سوا کوئی آدمی نظر نہ آیا اگر کوئی اور آدمی ہماری جگہ پہ ہوتا تو وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہتا کہ وہ سید زمین کے فاصلے طے کر گیا ہے یا اچانک ایک دم آنکھوں سے غائب ہوگیا ہے یا کسی جگہ چھپ گیا ہے۔ ان صورتوں کے علاوہ اور کوئی چیز ذہن میں نہیں آسکتی تھی۔ لیکن جب ہم نے ہر ایک کمرہ سے اچھی طرح دیکھا تمام دروازے کھلے تھے تمام جگہ سے چھان بین کرلی تو فقط پہلا احتمال باقی رہا باقی تمام احتمال ختم ہوگئے۔

اس موقعہ پر حاج ملا آقا جان اور وہ سید جس نے مسجد سہلہ میں بدھ کی چالیس راتیں بسر کی تھیں یقین کرلیا کہ وہ سید بزرگوار حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) ہی تھے باقی افراد نے یا تو آنحضرت کو دیکھا ہی نہیں تھا یا وہ شیخ اور حاج ملا آقا جان کے واقعہ میں مشغول تھے لہذا صحیح طریقہ سے توجہ نہیں کی تھی۔

اس وقت حاج ملا آقا جان اس قدر پریشان حال اور بے قرار تھا کہ اسے گفتگو کرنے کی ہمت نہ تھی۔

وہ مجلس تتر بتر ہوگئی، چند افراد جنہوں پہلی دفعہ حاج ملا آقا جان کو دیکھا تھا اُسے نازیبا الفاظ کہے اور اس کے اس سلوک سے خوش نہ ہوئے لیکن ہم لوگ جو ان کے حسن اخلاق سے واقف تھے پہلے سے جانتے تھے کہ حسن اخلاق کے مظہر ہیں کچھ صبر کیا اور کہا: یقیناً ان کے اس عمل میں کوئی مصلحت ضرور ہے کچھ دیر انتظار کریں۔ وہ خود اس کے متعلق کیا کہتے ہیں

جس وقت نجف اشرف، واپس مسافر خانہ میں پہنچے، کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آہ کھینچی اور مجھے فرمایا تم نے دیکھا ہے کس قدر نقصان ہوا ہے۔

مجھے انہوں نے فرمایا تھا کہ غصہ میں نہ آؤں۔

ہم نے پوچھا:۔

آپ کیوں غصے میں آگئے تھے ایک تو دوستوں کے لیے اعتراض کا موقعہ فراہم کیا دوسرا مولا و آقا صاحب الامر علیہ السلام (عج) کی زیارت سے محروم ہوئے ہیں؟

ملا آقا جان نے فرمایا:۔

ایک ایسی چیز سامنے آئی تھی کہ اس کو دیکھا جا سکتا تھا لیکن بیان نہیں ہو سکتی انتظار کی گھڑیوں کو میں کیسے بیان کر سکتا ہوں۔ اور میں یہ کیسے بیان کر سکتا ہوں کہ جس وقت وہ شیخ ہندوستانی کمرے میں داخل ہوئے تھے کسی ظلمت نے کمرے کو گھیر لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ مولا و آقا کمرے میں داخل نہیں ہوئے ان کے داخل ہونے کے لیے اس شیخ کا وجود مانع تھا میں نے اگرچہ مولا و آقا کو نہیں دیکھا لیکن مجھے فلسفہ معلوم ہے کہ میں نے کیوں نہیں دیکھا میں سمجھتا تھا کہ اس شیخ کا موجود ہونا آقا و مولا کی آمد کے لیے مانع ہوگا۔ اس لیے میں اصرار کرتا تھا کہ وہ باہر چلا جائے تاکہ حضرت الامر علیہ السلام اندر تشریف لائیں بعد میں معلوم ہوا کہ مولا و آقا تشریف لائے تھے مگر ہم اس شیخ کے ساتھ جھگڑتے میں مشغول تھے۔

میں نے پوچھا: آپ نے آقا کی زیارت نہیں کی حالانکہ انتظار میں تھے اور

آپ جانتے بھی تھے کہ آنحضرت تشریف لائیں گے۔

انہوں نے فرمایا:۔

اگر میں دیکھ لیتا کہ آنحضرت دروازے کے نزدیک کھڑے ہیں اور اس شیخ کا وجود ان کے آنے میں مانع ہے تو میں اسے اس سے زیادہ اذیت کرتا اور اسے اس سے زیادہ تکلیف دیتا بلکہ اتنی مقدار بھی مصلحت نہ تھی اور پھر اضافہ کیا اور کہا۔

آپ فکر نہ کریں کہ اس شیخ کو اذیت نہیں کرنی چاہیے تھی اسے قتل کرنا چاہیے تھا لیکن چونکہ آپ لوگ ناراحت ہو گئے تھے۔ آپ اس فلسفہ کو نہیں جانتے تھے اس لیے مصلحت نہ تھی۔

میں نے کہا:۔

ایک طرف تو آنحضرتؑ نے آنے کا وعدہ کیا دوسری طرف یہ شیخ آجاتا ہے ایسا کیوں ہوا پھر شیخ کے چلے جانے کے بعد آنحضرتؑ کیوں نہ اندر تشریف لائے۔

حاج ملا آقا جان نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے جب واپس آئے تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ تمام بیرورکار بچھڑے کی پوجا کرنے لگے ہیں۔ فرمایا

اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۔

ترجمہ:۔ یہ نہیں ہے مگر تمہاری آزمائش یعنی بعض کا تو گمراہ ہوتا ہے اور بعض کو ہدایت کرتا ہے۔

اب بھی مصلحت نہ تھی جو لوگ لیاقت رکھتے تھے انہوں نے آنحضرتؑ

کا دیدار کر لیا اور بعض لوگ جن کا راہ ہم سے جدا تھا بلا وجہ ہمارے پیچھے چل پڑے تھے وہ چلے گئے اور ہمارے اخلاق سے خوش نہ ہوئے۔

وہ آقا سید جس نے بدھ کی چالیس راتیں مسجد سہلہ میں جا کر بسر کی تھیں اگر جسمانی طاقت (معجزاتی) طور پر جواب دے گئی تھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا مگر ارتباط روحی برقرار تھا اسی وقت آنحضرت کو پہچان لیا اور اپنی مراد پائی، اگر آقا و مولا کمرے میں داخل ہوتے تو پھر بھی یہی کچھ ہونا تھا کہ تو انہیں نہیں پہچان سکتا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ میری آنکھ ان کے جمال سے روشن نہیں ہوئی اور یہ بھی میرے لیے ایک تنبیہ تھی۔

آنحضرت چاہتے تھے کہ میری آزمائش کریں۔ مجھے متوجہ کریں کہ میں کس قدر ان کا مطیع ہوں۔ مجھے انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ غصے میں نہیں آنا لیکن مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ مانع رفع کرنے کے لیے بھی غصے میں نہیں آنا بلکہ بالکل یہ بات فراموش کر بیٹھا انسان کو چاہیے کہ خدا کی اطاعت میں اس طرح اپنے آپ کو تیار کرے کہ خود بخود اس کے اخلاقیات منظم ہوں۔ اس کے اعمال اسلام کے دستور کے مطابق خود بخود مرتب ہوں، اور مسلمان واقعی ثابت ہو، خلاصہ یہ کہ ہم اس دن نہیں سمجھے تھے کہ وہ شیخ ہندوستانی جب کمرے میں داخل ہوا تھا کمرہ کیوں تاریکی میں ڈوب گیا تھا اس کے بعد والے سال میں۔ میں نجف اشرف حصول علم کے لیے گیا تھا اور اس شیخ کو دیکھتا تھا آہستہ آہستہ اس سے واقفیت پیدا کر لی، اس نے خود مجھے بتایا کہ میں پہلے وہابی سنی تھا لیکن اپنے آپکو شیعہ کے عنوان سے ظاہر کیا ہوا تھا اور میں جاسوسی کرتا تھا لیکن اب مذہب شیعہ کے حقائق سے آگاہ ہو گیا ہوں اس لیے پہلے عقائد اور برے اعمال سے توبہ کر لی ہے

لیکن چند مہینوں کے بعد پھر معلوم ہوا کہ اس نے اپنے عقائد اور برے اعمال سے کنارہ کشی نہیں کی اس لیے اسے نجف اشرف اور عراق سے نکال دیا گیا ہے اور جو کچھ اس نے مجھے بتایا تھا وہ صرف اس لیے تھا کہ اوّل تو مجھے دھوکہ دے دوسرا سبب یہ تھا کہ چونکہ بعض افراد کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس کا عقیدہ کیا ہے۔ اور وہ کس لیے یہاں آیا ہوا ہے اس لیے وہ یہ چاہتا تھا کہ لوگوں میں اپنے آپ کو تائب ظاہر کرے۔

اس وقت ہم مطمئن ہوئے کہ مرحوم حاج ملا آقا جان نے جو کچھ گفتگو کی تھی وہ بے جا نہ تھی اور جو کچھ آقا جان نے اس شیخ کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ بالکل صحیح تھا۔

(نقل از پرواز روح)۔

حکایت ۲۴

مرحوم حجۃ الاسلام آقای شیخ علی کاشانی فرماتے تھے ان کے حالات کتاب (پرواز روح) میں درج کیے گئے ہیں) فرماتے تھے ایک رات مرحوم ایت اللہ کوہستانی پذیرائی والے کمرہ میں کوہستان میں مغرب کی نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ میں نے دیکھا حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ تشریف لائے اور قبلہ کی طرف پشت کرکے ایک کونے میں اس انداز میں بیٹھے تھے کہ حالت نماز میں بھی میں ان کے چہرہ مبارک کو دیکھ سکتا تھا، میں نے سوچا اگر نماز کو توڑ کر انکی خدمت میں آداب وسلام بجالاؤں تو شاید میرے اس عمل کو پسند نہ کریں اور خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے قبل ہی تشریف لے جائیں پس بہتر یہی ہے کہ نماز کو مکمل کروں۔ اگر ان کے ارادہ میں ہے کہ میرے ساتھ گفتگو کریں تو پھر میری نماز پوری کرنے تک تشریف فرما ہوں گے۔

میں نے نماز ادا کی نماز کے دوران بعض الفاظ آنحضرت میرے ساتھ کہتے تھے خصوصاً یہ الفاظ۔ یَا مَنْ لَهُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِرْحَمْ مَنْ لَيْسَ لَهُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ پڑھ رہے تھے، آخری سجدہ میں چونکہ میں نہایت توجہ کے ساتھ، ان جملوں کو ادا کر رہا تھا، امام عالی مقام بھی مکرر ان الفاظ کو ادا فرمارہے تھے، لیکن جب میں سلام پڑھنے ہی والا تھا حضرت امام ولی عصر صلوات اللہ علیہ تشریف لے گئے۔

حکایت ۲۵

میں نے جوانی کے عالم میں مرحوم حاج ملا آقا جان کی خدمت میں عرض کی کیا وجہ ہے کہ میں امام زمان علیہ السلام (عج) کی زیارت سے محروم ہوں وہ فرماتے تھے کہ ابھی تیری عمر تھوڑی ہے۔

میں نے عرض کیا۔ اگر ہماری لیاقت پر منحصر ہے تو پھر کوئی آدمی بھی زیارت نہیں کر سکتا حتیٰ کہ سلمان بھی آنحضرتؑ کی خدمت میں پہنچنے کی لیاقت نہیں رکھتا البتہ اگر آنحضرتؑ لطف فرمائیں تو انسان تو با عظمت ہے پتھر پر بھی پر ارزش عنایت فرما سکتے ہیں۔

ان کے ان جملوں کو سن میں بہت خوش ہوا، انہوں نے فرمایا۔ آپ کل رات حرم مطہر حضرت امام رضا علیہ السلام میں مغرب کے وقت منتظر رہیں انشاء اللہ آپ کے یہ خوشی نصیب ہو گی۔

میں اس رات کو حرم میں تھا بہت خوشحال تھا لیکن آنحضرت کی زیارت کے متعلق متفکر تھا کہ شاید ان کی زیارت کا موقعہ نصیب نہ ہو اس سوچ میں کھانا کھانے کے لیے گھر کی طرف روانہ ہوا راستے میں ایک تاریک محلہ میں سے گذر رہا تھا کہ ایک سید کو دیکھا اندھیرے میں ان کی تمام خصوصیات سے رنگ و لباس وغیرہ نظر آ رہا تھا یہاں تک کہ دور سے سبز رنگ کا عمامہ بھی دیکھ رہا تھا

جب میرے قریب پہنچا تو اس نے مجھے سلام کرنے میں پہل کی میں نے سلام کا جواب دیا۔ یہ ملاقات ایک غیر معمولی تھی زندگی میں ایسا اتفاق نہ ہوا تھا میں سوچنے لگا کہ اس لباس میں ان خصوصیات کے ساتھ ملاقات کرنے والا کون تھا شک کی حالت میں مسافر خانے میں واپس پہنچا۔

مرحوم حاج آقا جان نے مجھے دیکھتے ہی یہ شعر پڑھتے ابھی تک میں نے کوئی لفظ ہی نہیں کہا تھا بیٹھا بھی نہیں تھا۔

شعر:۔ گوہر مخزن اسرار ہمان است کہ بود
حقہ مہر بدان مہر نشان است کہ بود

پوری غزل آخر تک پڑھی۔

یہ مرد بزرگوار مرحوم آقا جان میری نیت سے واقف تھا اس کے علاوہ اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے خاندان سے بہت خاص رابطہ تھا میری حالت متغیر ہوئی اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ سید آقا و مولا حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) تھے۔

حکایت نمبر ۲۶

اللہ تعالیٰ کے ایک دوست نے میری راہنمائی کی تھی کہ اپنی مرادیں حاصل کرنے کے لیے زیارت سَلَامُ اللّٰهِ الْكَامِلُ التَّام کو پڑھا کرو۔

اس وقت میری حاجت صرف ایک ہی تھی اور وہ یہ کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا التراب مقدمہ الفداء کی زیارت نصیب ہو۔

اس لیے میں آدھی رات کو زیر آسمان پڑھتا تھا اس زیارت کو بعنوان استغاثہ حضرت امام زمان علیہ السلام مفاتیح الجنان میں ذکر کیا گیا تھا تمام آداب و شرائط کے ساتھ میں اسے پڑھتا تھا۔ جس وقت اس زیارت کے ان جملوں ـ

يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا بْنَ رَسُولِ اللّٰهِ حَاجَتِيْ كَذَا وَ كَذَا۔ پر پہنچتا تو لفظ کذا و کذا کے بجائے اپنی حاجت بیان کرتا۔

میں کہتا تھا حَاجَتِيْ رُؤْيَتُكَ وَصُحْبَتُكَ یعنی میری حاجت آپ کا دیدار اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ہے اسی طرح جب زیارت کے آخر میں اپنی حاجات طلب کرنے کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں بھی میں اپنی یہی حاجت بیان کرتا تھا۔

یہاں تک کہ ایک دن شب جمعہ کو آدھی رات کے وقت، مشہد مقدس میں مسجد گوہر شاد میں تقریباً رات کے بارہ بجے یہی زیارت پڑھنے میں مشغول تھا۔ شاید مبالغہ نہ ہو۔

اس وقت صحن میں صرف میں ہی تنہا آدمی تھا یا مسجد کے چراغ روشن تھے۔

یعنی میرے سوا کوئی شخص نہیں تھا میں اس وقت نہایت توجہ کے ساتھ نماز استغاثہ کے بعد اس زیارت کو پڑھ رہا تھا۔

جب میں ان الفاظ پر پہنچا۔

يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَاجَتِيْ رُؤْيَتُكَ وَ صُحْبَتُكَ ۔

یعنی میرے مولا و آقا میری حاجت فقط آپ کا دیدار ہے۔

تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت خوب صورت جوان نورانی شکل والا علماء کے لباس میں، قبلہ والے دروازے کی طرف سے گنبد کے ساتھ والے راستے سے دائیں طرف سے مسجد میں داخل ہوا۔

میں نے اسے دیکھتے ہی تقریباً یقین پیدا کر لیا کہ وہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ہی کی ذات ہے اس لیے باقی زیارت کو ترک کر دیا اور اس سید کے نزدیک ہوا وہ بھی میری طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے سر کو نیچے جھکائے ہوئے حرم مقدس کی طرف جا رہا تھا اسکا رعب و جمال مجھے مانع ہوا لہٰذا کوئی گفتگو نہ کی میں بھی اسکے پیچھے حرم کی طرف روانہ ہوا اور اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ کیسے یقین پیدا کروں کہ یہ سید حضرت بقیۃ اللہ روحی لہ الفداء ہی ہے آخر کار وہ میرے سامنے کھڑا ہو کر زیارت پڑھنے میں مشغول ہوا میں نے چند لحظ غفلت کی تو پھر اسے نہیں دیکھا

حکایت ۲۷

آیت اللہ آقا شیخ حاج محمد علی اراکی حوزہ علمیہ قم کے بزرگ علماء میں سے ہیں ان کے علم و تقویٰ میں کسی کو شک نہیں ہے، مولف کتاب (گنجینہ دانشمندان) جلد دوئم ص ۶۴ پر نقل کرتا ہے۔

منگل کی رات بجمادی ۱۳۹۴ ھ ی قمری ۲۶ ربیع الثانی مولف کے لیے بیان فرمایا، میری بیٹی حجۃ الاسلام آقائے حاج اراکی کی زوجہ ہے۔ چاہتی تھی کہ مکہ مکرمہ حج کے لیے جائے اور ڈرتی تھی کہ حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے طوافِ کعبہ کاملاً راحت کے ساتھ انجام نہیں دے سکے گی۔

میں نے اُسے کہا، اگر تو (یَا حَفِیظُ یَا عَلِیمُ) کا ذکر کرتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔

وہ مکہ مکرمہ پہنچی حج و زیارت کے بعد واپس وطن لوٹی ایک دن میرے سامنے بیان کیا کہ میں نے اس ذکر کی وجہ سے بحمد اللہ اپنے اعمال حج بالکل آرام کے ساتھ ادا کیے ہیں۔ حالانکہ ایک دن طواف کے وقت کچھ سوڈانیوں کا بہت اژدحام تھا۔

طواف شروع ہونے سے قبل میں فکر کر رہی تھی کہ میں اس ہجوم میں آج کیسے طواف کروں گی۔

افسوس ہے کہ میرے ساتھ محرم بھی کوئی نہیں جو میری حفاظت کرے تاکہ لوگ میرے اوپر نہ گریں شانہ وغیرہ نہ لگے اسی سوچ میں تھی کہ اچانک میں نے ایک آواز سنی کسی نے مجھے کہا

حضرت امام زمان علیہ السلام (عج) کا وسیلہ طلب کرتا کہ راحت کے ساتھ طواف انجام دے سکے۔

میں نے پوچھا:۔ امام زمان علیہ السلام (عج) کہاں ہیں؟

جواب ملا:۔

یہی آقا و مولا ہیں جو تیرے پاس سے گذر رہے ہیں۔

میں نے دیکھا میرے آگے ایک سید بزرگوار چل رہے ہیں۔ اور اس کے ارد گرد تقریباً ایک میٹر جگہ خالی ہے کوئی آدمی اس جگہ میں داخل نہیں ہوتا۔

وہی صدا آئی۔ مجھے کہا:۔

تو اس (حریم) خالی جگہ میں داخل ہو جا اور آقا و مولا کے پیچھے پیچھے طواف کر دو۔

میں اس حریم میں داخل ہو گئی حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے پیچھے چلتی رہی میں اس قدر نزدیک تھی کہ آنحضرتؑ کی پشت پر میرا ہاتھ پہنچ جاتا تھا۔

آہستہ سے اپنا ہاتھ ان کی عبا کے ساتھ مس کر کے اپنے چہرے پر ملا اور کہتی تھی میرے آقا و مولا آپ پر قربان جاؤں اے امام زمان علیہ السلام آپ پر فدا ہو جاؤں۔

میں اس قدر خوش تھی کہ آقا و مولا کو سلام کرنا بھی بھول گئی۔

مختصر یہ کہ میں نے طواف کے سات چکر اسی طرح آرام وسکون کے ساتھ پورے کیے اس قدر اژدحام کے باوجود کوئی شخص میرے ساتھ نہیں ٹکرایا بغیر کسی زحمت کے طواف کو مکمل کیا۔

اور میں تعجب کرتی تھی کہ اتنی جمعیت ہونے کے باوجود کوئی آدمی بھی اس جگہ داخل نہیں ہوتا چونکہ آنحضرت سے التجا کرنے والی وہی ایک تھی اور کسی نے وسیلہ طلب نہیں کیا تھا اس لیے اور کوئی شخص اس حریم میں داخل نہیں ہوا تھا۔

حکایت ۲۸

حجۃ الاسلام مرحوم آقائے حاج شیخ محمد تقی بافقی رضا شدہ پہلوی کے زمانہ میں مجاہد و مبارز علماء میں سے تھا ظالم شاہ نے کئی دفعہ زندان میں ڈالا اور کئی مرتبہ شہر بدر کیا۔

(گنجینہ دانشمندان) کے مولف میں جلد ۲ ص ۴ پر لکھا ہے کہ آقائے محمد تقی کا اعتقاد تھا کہ ادلہ اربعہ کے ذریعہ ثابت ہے کہ امام زمان علیہ السلام (عج) کی ملاقات ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ بہترین دلیل کسی چیز کے واقع ہونے کا امکان ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں افراد نے آنحضرتؑ کو دیکھا اور پہچانا ہے اور ان کے ساتھ گفتگو کی ہے!

مولف مذکورہ کتاب نے اس کلام کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے بعد مرحوم شیخ محمد تقی بافقی سے اس موضوع کے بارے میں چند حکایتیں درج کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

ہجری ۱۳۶۹ قمری ماہ صفر میں مرحوم حاج شیخ میں تقی بافقی کے بھائی عالم، عابد، زاہد حجۃ الاسلام مرحوم ملا اسد اللہ بافقی نے بیان کیا۔

میرا بیان کئی مرتبہ امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا ہے واقعات

مجھے بیان کیے تھے اور فرمایا تھا جب تک میں زندہ ہوں کسی کے سامنے بیان نہ کرنا۔

اب چونکہ وہ دنیا سے چل گئے ہیں اس لیے آپ کے سامنے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

ان واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ خود فرماتے تھے کہ۔

میں نے ارادہ کیا کہ نجف اشرف سے پیدل مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاؤں۔

سردیوں کا موسم تھا نجف اشرف سے چلا اور ایران میں داخل ہوا راستے میں پہاڑ اور بڑے بڑے پہاڑی درے راستے میں موجود تھے برف باری بھی بہت زیادہ ہو چکی تھی۔

ایک دن سورج غروب ہونے کو تھا ہوا بہت سرد تھی صحرا برف باری کی وجہ سے سفید ہی سفید تھا میں ایک قہوہ خانے کے نزدیک پہنچا دل میں خیال کیا کہ آج کی رات یہاں ہی بسر کروں گا اور صبح اپنا سفر شروع کر دوں گا۔

قہوہ خانہ گردنہ کے نزدیک تھا قہوہ خانے میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کچھ کرد، یزیدی، قہوہ خانہ میں بیٹھ کر لہو و لعب میں مشغول ہیں جوا کھیل رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا خدایا اب کیا کروں ان کو نہی عن المنکر بھی نہیں کر سکتا۔ اور میں بھی اس حالت میں ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا اور موسم سخت سرد ہے۔

اندھیرا چھا رہا تھا میں قہوہ خانہ کے باہر کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ ایک آواز آئی

محمد تقی ادھر آؤ میں ادھر چلا جہاں سے آواز آئی تھی ایک باعظمت شخص کو دیکھا وہ کھجور کے سر سبز درخت کے نیچے بیٹھا تھا مجھے اپنی طرف بلایا:۔

میں نے اس کے نزدیک جاکر اسے سلام کیا اس نے کہا محمد تقی وہ تمہارے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے میں اس درخت کے نیچے پہنچا جہاں تک اس درخت کی حد تھی وہاں ہوا بالکل ملائم تھی انسان بالکل آرام کے ساتھ رہ سکتا تھا یہاں تک کہ اس درخت کے نیچے زمین بھی خشک تھی جب کہ باقی صحرا برف سے پڑ تھا اتنی سردی تھی کہ انسان کی موت یقینی تھی۔

بہر حال وہ رات حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں بسر کی قرآن سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؑ امام ولی عصر علیہ السلام (عج) ہیں اپنی لیاقت کے مطابق آنحضرتؑ کے وجود مقدس سے استفادہ کیا۔

صبح نمودار ہوئی، صبح کی نماز آنحضرتؑ کے ساتھ پڑھی آنحضرت نے فرمایا اب موسم ٹھیک ہے۔ سفر شروع کریں۔

میں نے عرض کی:۔

آپ اجازت دیں تو میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہوں اور آپ کے ساتھ ہی چلوں۔

آنحضرتؑ نے فرمایا تجھ میں قدرت نہیں کہ میرے ساتھ آئے۔

میں نے پوچھا:۔ اس کے بعد کہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

آنحضرتؑ نے فرمایا میں اس سفر میں دو مرتبہ تجھے دیکھوں گا اور میں تیرے پاس آؤں گا۔

پہلی مرتبہ قم میں ملاقات ہو گی دوسری مرتبہ بسزوار کے نزدیک اس کے بعد اچانک آنکھوں سے غائب ہو گی۔

میں نے آنحضرتؑ کے دیدار کے شوق میں قم تک بہت تیز سفر کیا اپنی جان کا صحت کا بھی خیال نہ کیا۔ متواتر چلتا رہا یہاں تک کہ چند دنوں میں قم پہنچ گیا حضرت بی بی معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے لیے نیز آنحضرتؑ کے ملاقات کے انتظار میں قم میں قیام کیا لیکن آنحضرتؑ کی زیارت کا موقعہ نہ ملا۔

قم سے چل پڑا لیکن اس بے سعادتی اور کم توفیقی کی وجہ سے۔ بہت پریشان تھا ایسا موقعہ اس سے قبل ہاتھ سے نہیں کھویا تھا۔ تقریباً ایک ماہ کا سفر کرنے کے بعد سبزوار شہر کے نزدیک پہنچا جب دور سے سبزوار شہر نظر آیا دل میں سوچا۔ وعدہ خلافی کیوں ہوئی ہے؟۔

قم مقدسہ میں بھی آنحضرتؑ کی خدمت میں پہنچنے کا موقعہ نصیب نہیں ہوا اور اب بسزوار شہر میں بھی محروم ہی رہا ہوں آنحضرتؑ کی خدمت میں بھی نہیں پہنچ سکا۔

اسی فکر میں ہی تھا کہ گھوڑے کے سموں کی آواز کانوں تک پہنچی میں نے پلٹ کر دیکھا تو حضرت امام ولی عصر ارواحنا فداہ (عج) گھوڑے پر سوار تھے اور میری طرف آ رہے ہیں۔ جب میری نظر آنحضرتؑ پر پڑی تو وہیں کھڑے ہو گئے۔ مجھے سلام کیا میں نے جواب دیا اور عقیدت و خلوص کا اظہار کیا۔

میں نے عرض کیا:۔

مولا و آقا آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ قم میں ملاقات ہو گی لیکن میں آپ کی زیارت سے محروم ہی رہا۔

آنحضرتؑ نے فرمایا۔

محمد تقی میں فلاں رات فلاں وقت تیرے قریب آیا تھا تو میری پھوپھی حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے حرم مقدس سے باہر نکلا تھا تہران کی رہنے والی ایک عورت تجھ سے مسئلہ پوچھ رہی تھی تو نے اپنے سر کو نیچے جھکایا ہوا تھا اور اسے مسئلہ کا جواب دے رہا تھا میں تیرے پہلو میں کھڑا تھا تو نے توجہ نہ کی اور میں چلا گیا۔

حکایت ۲۹

مرحوم ایت اللہ آقائے حاج شیخ محمد تقی بافقی رحمتہ اللہ اس قدر حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے ساتھ ارتباط رکھتے تھے اور یہ رابطہ اتنا قوی تھا۔ کہ جس وقت کوئی حاجت پیش آتی تھی فوراً مسجد جمکران میں تشریف لے جاتے تھے اور اپنی مرادیں آنحضرتؑ سے پالیتے تھے اس اعتبار سے کامل الایمان تھے (گنجینہ دانشمندان) کے مولف نے حوزہ علیمہ قم کے علماء میں سے ایک عالم دین سے نقل کیا ہے کہ :۔

حضرت ایت اللہ حاج سید محمد رضا گلپائیگانی نے فرمایا حضرت ایت اللہ آقائے شیخ حاج عبدالکریم حائری موسس حوزہ علیمہ قم کے زمانہ میں چار سو طلبہ حوزہ علیمہ قم میں موجود تھے انہوں نے اکٹھے ہو کر مرحوم حاج شیخ محمد تقی بافقی سے سردیوں والی عبا کا تقاضا کیا۔ آقائے محمد تقی نے ایت اللہ عبدالکریم حائری کی خدمت میں گذارش کی۔

شیخ عبدالکریم حائری نے کہا چار سو عبا کہاں سے لے آئیں ؟

آقائے محمد تقی بافقی نے کہا حضرت امام ولی عصر سے لیں گے۔

حاج شیخ عبدالکریم حائری نے فرمایا میں ایسا وسیلہ ہی نہیں رکھتا کہ آنحضرت سے لے لوں۔

آقای بافقی نے کہا میں انشاء اللہ آنحضرتؑ سے لے لوں گا۔

آقائے شیخ حاج محمد تقی بافقی شب جمعہ مسجد جمکران تشریف لے گئے۔ آنحضرتؑ کی خدمت میں پہنچے آقای بافقی نے جمعہ کے دن آقائے شیخ عبدالکریم حائری کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام عج نے وعدہ کیا ہے کہ کل بروز ہفتہ چار سو عبا عنایت کریں گے۔

ہفتہ کے دن ایک تاجر چار سو عبائیں لے کر آیا جو تمام کی تمام طلبہ میں تقسیم کر دیں۔

❋

حکایت ۲۰

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے شیخ مہدی معزی نے فرمایا کہ مرحوم حاج شیخ مرتضیٰ زاہد نے بیان کیا (آقائے زاہد تہران کے پاکباز علماء میں سے تھے) کہ:

مرحوم عبدالکریم محمودی شب ہائے جمعہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

وہ کہتا تھا کہ شب جمعہ (شہر رے) میں حضرت عبدالعظیم کے حرم کے صحن مطہر میں حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے فرمایا:

سید کریم آؤ اکٹھے مل کر اپنے جد امجد حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے چلیں۔

اس نے کہا: میں نے آنحضرت کے ساتھ مل کر چند قدم رکھے ہی تھے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم کے صحن میں پہنچ گئے تھے میں نے آنحضرتؑ کے ساتھ مل کر زیارت کی اور اسی طرح پھر تہران لوٹ آئے۔

پھر حضرت ولی عصر علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ، شریف نے فرمایا آؤ اکٹھے مل کر حاج سید علی مفسر کی قبر کی زیارت کے لیے چلیں (یہ قبر حضرت امام زادہ عبداللہ کے حرم کے صحن میں ہے) آنحضرتؑ کے ساتھ مل کر جب میں

زیارت کے لیے وہاں گیا تو دیکھا کہ اس مرحوم کی روح قبر کے کنارے آنحضرت کی بارگاہ میں اظہار عقیدت کر رہی ہے۔

بعد میں سید علی نے مجھے کہا، سید کریم حاج شیخ مرتضیٰ زاہد کو میرا سلام پہنچا دینا اور اسے کہنا کہ حق دوستی کیوں نہیں ادا کرتے، میری زیارت کے لیے تو نہیں آتا، کیوں مجھے بھلا دیا ہے؟۔

حضرت ولی عصر علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ، الشریف نے سید علی کو فرمایا کہ حاج شیخ مرتضیٰ کچھ تکالیف میں مبتلا ہے اس لیے اسے سمجھ میں اس کی نیابت میں آیا کروں گا۔

حکایت ۲۱

شیعوں کے بزرگ مراجع عظام میں سے ایک مرحوم ایت اللہ العظمیٰ آقائے سید ابوالحسن اصفہانی ہیں۔

آقائے سید ابوالحسن اصفہانی زعیم اعظم، فقیہ مؤید، زمام دار تشیع، مراجع اعلائے دینی میں سے ایسی شخصیت گذرے ہیں جو بلاواسطہ حضرت صاحب الامر ارواحنا فداہ (عج) سے فیض حاصل کرتے تھے تائیدات غیبی سے ان کی دستگیری ہوتی تھی حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کی غیبت کبریٰ کے طویل زمانہ میں ان کی خدمات، کرامات و باہرات، سخاوت و احسان عجیبہ، کیاست مفرات، بہترین اخلاق، روز روشن کی طرح تھا۔

باقی کرامات کے علاوہ ایک کرامت، اس زعیم امت، نائب بزرگ وار کے لیئے توقیع شریف ہے کہ آنحضرتؑ نے آقائے اصفہانی کے لیے صادر فرمائی اس وسیلے سے اپنی عنایات خاصہ کے تحت قرار دیا

صاحب الامر علیہ السلام (عج) نے جو توقیع ارسال فرمائی تھی۔ وہ مرحوم ثقۃ الاسلام والمسلمین زین العلماء الصالحین حاج شیخ محمد کوفی شوشتری کے خط میں تھی۔ اس کا متن مبارک یہ ہے۔

قُلْ لَهُ اَرْخِصْ نَفْسَكَ   ترجمہ:۔ اسے کہو کہ اپنی ذات

وَاجْعَلْ مَجْلِسَكَ فِى الدِّهْلِيْزِ وَاقْضِ حَوَائِجَ النَّاسِ نَحْنُ نَنْصُرُكَ ۔

کو لوگوں کے لیے ارزاں کرو، اور تمام لوگوں کی دسترس میں ہونا چاہیے۔ اپنے بیٹھنے کیلئے گھر کی دہلیز کو انتخاب کرو تاکہ لوگ سریع تر، آسانی کے ساتھ رابطہ رکھ سکیں۔ لوگوں کی حاجتیں پوری کرو ہم آپ کے مددگار ہوں گے ۔

حکایت ۳۲

اس واقعہ کو کتاب پرواز روح میں درج کیا ہے۔ لیکن یہاں اس کی مناسب کی وجہ سے نقل کر رہا ہوں۔

سال ہجری ۱۳۲۲ ہ شمسی میں کوفہ گیا تھا وہاں ایک شخص تھا بنام آقائے شیخ حاجی محمد کوفی۔

اس کے بارے میں مشہور تھا کہ صاحب الامر علیہ السلام (عج) کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہو چکا ہے۔

جو واقعہ ہمارے لیے بیان کیا گیا وہ یہ تھا۔

کہتے تھے کہ اس زمانہ میں عراق سے حجاز جانے، آنے کے لیے بسیں وغیرہ نہیں تھیں۔

میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ حج وزیارت کے لیے گیا واپسی پر میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا اور راستہ گم کر بیٹھا آہستہ آہستہ میں ایسی جگہ پہنچا۔ جہاں کیچڑ و دلدل تھی میرے اونٹ کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ میں بھی نیچے نہیں اتر سکتا تھا اور قریب تھا کہ اونٹ بھی مر جائے۔ میں نے خلوص دل سے فریاد کی۔

یَا اَبَا صَالِحِ الْمَهْدِیُ اَدْرِکْنِیْ ۔ میں نے ان الفاظ کو

چند مرتبہ دہرایا۔
مجھے ایک گھوڑ سوار نظر آیا جو میری طرف آ رہا تھا۔ لیکن وہ کیچڑ میں بالکل نہیں پھنس رہا تھا اس نے آکر میرے اونٹ کے کان میں کچھ الفاظ کہے:۔

میں نے صرف آخری الفاظ سنے:۔
(حتی الباب)۔ (یعنی دروازے تک)
میرے اونٹ نے حرکت کی دلدل سے اپنے پاؤں باہر نکالے اور جلدی سے کوفہ کی طرف چل پڑا۔
میں نے اپنا چہرہ اس آقا کی طرف کرکے پوچھا۔
(مَنْ اَنْتَ) (تو کون ہے؟)
انہوں نے فرمایا۔
(اَنَا المَہْدِی) میں (حضرت امہدی (علیہ السلام ہوں)۔ میں نے پوچھا۔ پھر کون سی جگہ ملاقات ہوگی؟۔
آنحضرت نے فرمایا۔
(مَتیٰ تُرِیْدُ) جس جگہ، جس وقت تو چاہے۔
اس کے بعد میرا اونٹ وہاں سے دور ہوا، چلتا ہوا کوفہ کے دروازے تک پہنچا اور گر پڑا میں نے اس کے کان میں کہا۔ (حَتَّی الْبَاب) اس کلمہ کو چند مرتبہ دہرایا، اونٹ وہاں سے اٹھا اور میرے گھر کے دروازے تک آیا مجھے گھر تک پہنچایا اس دفعہ زمین پر گرا اور فوراً مر گیا۔
آقائے حاج شیخ محمد کوفی اس قدر با تقوی تھا کہ انسان اس کے متعلق

ایک لفظ بھی غلط ہے کہنے کا احتمال نہیں دے سکتا تھا پھر اس نے اضافہ کیا اور کہا ۔

اس واقعہ کے بعد میں نے آنحضرتؑ کی پچیس[۲۵] مرتبہ زیارت کی ہے انہیں سے بعض مواقع مرحوم حاج ملا آقا جان کے سامنے نقل کیے تھے۔

انہوں نے مجھے فرمایا ۔ بعض واقعات ظاہر بظاہر پیش آئے ہیں۔ یہ شخص (محمد کوفی) بہت پرہیز گار اور نیک طینت ہے اس کا گمان ہے کہ وہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بارگاہ میں ظاہری صورت میں حاضر ہوا ہے۔

حکایت ۳۲

مرحوم شیخ درام نے کتاب تنبیہ الخاطر و نزہتہ الناظرین درج کیا ہے:
علی ابن جعفر مدائنی علوی نے نقل کیا ہے کہ کوفہ میں ایک ضعیف آدمی کوتاہ قد، رہتا تھا پاک دامنی، عبادت و زہد میں مشہور تھا ایک دن میں اپنے والد بزرگوار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس ضعیف آدمی نے میرے والد بزرگوار کی خدمت میں واقعہ بیان ہے۔

وہ واقعہ یہ ہے۔
ایک رات کو میں مسجد جعفی میں تھا کوفہ کی پشت کی طرف یہ قدیمی مسجد واقع تھی۔

آدھی رات کے وقت میں تنہا عبادت میں مشغول تھا کہ تین آدمی مسجد میں داخل ہوئے جب مسجد کے درمیان میں پہنچے ان میں سے ایک شخص نے بیٹھ کر زمین پر ہاتھ مارا چانک وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ پھر اس نے وضو کیا اور ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ آپ بھی وضو کریں۔ انھوں نے بھی وضو کیا۔ اس آدمی نے نماز پڑھائی ان دو آدمیوں نے اس کی اقتدار کی میں نے بھی اقتدار کی اور ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکے۔ میں نے تعجب کیا کہ خشک زمین سے چشمہ جاری کر دیا تھا۔

جو شخص میری دائیں طرف بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ آقا کون ہے؟

اس نے مجھے جواب دیا۔

یہ آقا حضرت صاحب الامر امام زمان علیہ السلام جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔

ان کے ہاتھوں کا بوسہ دیا اور عرض کیا۔

اے رسول اکرم کے بیٹے، شریف عمر ابن حمزہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

وہ ایک سادات کا فرد ہے؟

کیا وہ حق پر ہے؟

آنحضرت نے فرمایا۔

وہ اس وقت حق پر نہیں ہے لیکن اسے ہدایت نصیب ہوگی وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اسے میری زیارت نصیب نہ ہو۔

علی ابن جعفر مدائنی بیان کرتا ہے کہ:۔ میں نے اس واقعہ کو پوشیدہ رکھا کافی مدت گذر چکی تھی اور شریف عمر ابن حمزہ فوت ہو چکا تھا۔ اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ اسے مرنے سے پہلے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تھی یا نہیں۔

ایک دن میں اس ضعیف آدمی کی خدمت میں پہنچا جس نے میرے والد بزرگوار کی خدمت میں واقعہ نقل کیا تھا۔

میں نے اس انداز میں مخاطب کیا جیسے کوئی منکر ہو، مگر آپ نے نہیں کہا تھا کہ شریف عمر ابن حمزہ اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) کی زیارت نہ کرے ؟

اس نے مجھے جواب دیا۔ تجھے کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا۔

اس کے بعد میں ایک دفعہ شریف عمر ابن حمزہ کے بیٹے کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اس نے بیان کیا وہ شریف ابو المناقب کے نام سے مشہور تھا اس نے کہا۔

جس وقت میرے والد بزرگوار مریض تھے، ایک رات میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ان کے اعضاء بالکل جواب دے چکے تھے یہاں تک کہ ان کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔

تمام دروازے میں نے بند کیے ہوئے تھے رات کے آخری حصہ میں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی گھر میں داخل ہوا (اس کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے مجھ میں جرأت نہ ہو سکی کہ میں سوال کروں آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ میرے باپ کے پاس بیٹھ گیا۔ اور بالکل آرام، آرام سے باتیں کرنے لگا۔ میرا باپ برابر آنسو بہا رہا تھا پھر وہ اٹھ کر چلا گیا۔ جب میری آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ میرے والد بزرگوار نے مجھے فرمایا:۔

مجھے بٹھاؤ، ہم نے انہیں بٹھایا انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور یہ کہا:۔ جو شخص میرے پاس بیٹھا تھا وہ کہاں گیا ؟

ہم نے کہا جہاں سے آیا تھا اسی راستے پر چلا گیا ہے۔

انہوں نے فرمایا:۔ اس کے پیچھے جاؤ اور اسے واپس لے آؤ ہم نے دیکھا کہ دروازے پہلے کی طرح بند ہیں اور اس آنے والے شخص کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ ہم واپس آئے اور والد بزرگوار کی خدمت میں ساری صورت حال بیان کی۔

میرے والد بزرگوار نے فرمایا:۔

یہ آقا حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) تھے، پھر بیماری سنگین ہو گئی اور بے ہوش اور چند دنوں کے بعد دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ آخرت کی طرف چلے گئے۔

حکایت ۳۴

واقعہ میں نے مشہد مقدس میں ایک مرد قابل وثوق بنام آقائے حیدری سے سنا تھا لیکن میں نے اس وقت اُسے یاد نہیں رکھا تھا اس کو حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے شیخ حاجی محمد رازی نے آفتاب آثار الحجۃ میں ص ۸۰ پر نقل کیا ہے۔

انہوں نے قابل اعتماد لوگوں سے سنا ہے میں اس واقعہ کو مختصر کم و زیادتی کے ساتھ اپنے حافظہ کی مدد کے ساتھ اس کتاب سے نقل کرتا ہوں آقا حاج میرزا علی حیدری نے بیان کیا کہ :۔

میں نے یہ واقعہ حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقا حاج شیخ اسحٰق رشتی ابن مرحوم ایت اللہ آقای حاج شیخ حبیب اللہ رشتی سے سنا تھا اور پھر جب میں شام میں جناب حضرت سیدہ زینب خاتون اسلام اللہ علیہا کی زیارت کے لیے گیا تھا تو مرحوم ایت اللہ حاج سید محسن جبلی عاملی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا خود انہوں نے بھی بیان کیا تھا۔

آقائے محسن نے فرمایا۔ جب حجاز کی سرزمین پر شریف علی کی حکومت تھی میں ان دنوں میں مکہ مکرمہ گیا اور پہلے سے ذہن میں تھا کہ اعمال حج بجالاتے وقت حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ تشریف لائیں گے اس سال آنحضرت کی

ملاقات کا بہت زیادہ دل میں خیال تھا لیکن آنحضرتؑ کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

ارادہ کیا کہ واپس وطن لوٹ جاؤں لیکن پھر سوچا کہ مکہ اور لبنان کا فاصلہ بہت زیادہ ہے مناسب یہی ہے کہ مکہ میں ہی قیام کروں شاید آئندہ سال آنحضرتؑ کی زیارت نصیب ہو جائے لہذا فیصلہ کیا کہ یہیں ٹھہر جاؤں لیکن بعد میں بھی کافی مدت تک پانچ یا سات سال تک حضرت صاحب علیہ السلام کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

(اس پانچ اور سات سال کی مدت کے دوران جناب آقائے حاجی حیدری کے بارے میں شک تھا)

اس مدت میں مکہ مکرمہ کے حاکم (شریف علی) کے ساتھ واقفیت ہو گئی اور کبھی کبھار اس کے پاس آتا تھا وہ مکہ کے سادات میں سے تھا اور اس کا مذہب زیدی تھا۔

یعنی فقط چار اماموں کی امامت کا قائل تھا اور یہ آخری سالوں میں میرے ساتھ بہت ہی قریب تھا۔

آخری سال جب اعمال حج انجام دیئے تو پھر بھی پہلے کی طرح خیال میں آیا کہ شاید اس سال بھی زیارت سے محروم ہی رہ جاؤں۔ اس بے قراری و ناراضی سے بچنے کے لیے مکہ کے اطراف میں ایک بلند پہاڑ پر چلا گیا جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو دیکھا کہ سرسبز ہے۔ اس جیسا سبزہ نہیں دیکھا تھا فنی میں سوچا کہ اتنی مدت یہاں قیام کے دوران میں سیر و سیاحت کے لیے یہاں کیوں نہیں آیا؟۔

میں جس وقت پہاڑ کی چوٹی سے اس چمن زار سبزہ کے درمیان پہنچا تو دیکھا کہ وسط میں ایک خیمہ نصب ہے اس کے نیچے کچھ لوگ بیٹھے ہیں ۔ ایک شخص جس کی شخصیت سے بزرگی کے آثار نمایاں تھے خیمہ کے درمیان میں بیٹھا تھا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو درس دے رہا ہے، اس بزرگ کی گفتگو سے جو کچھ میں نے سنا تھا وہ یہ تھا کہ ۔

(ہماری جدہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد و ذریت کو موت کے وقت ایمان و ولایت نصیب ہوتی ہے ان کی نسل سے کوئی شخص بھی دنیا سے مذہب حقہ کی قبولی اور ایمان کے کامل ہونے سے پہلے نہیں اٹھے گا ۔

اسی دوران مکہ مکرمہ کی طرف سے ایک شخص آیا اور اس بزرگوار کو عرض کیا ۔

(شریف کی موت قریب ہے آپ تشریف لائیں) ۔

میں یہ لفظ سنتے ہی مکہ کی طرف چل پڑا فوراً اس سید عالی بادشاہ کے محل میں داخل ہوا ۔

میں نے دیکھا کہ وہ احتضار کی حالت میں ہے اہل سنت کے علماء اور قاضی اس کے ارد گرد بیٹھے ہیں اسے مذہب اہل سنت کی تلقین کرتے ہیں لیکن وہ کسی طرح بھی ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لاتا اور اس کا بیٹا اس کے بستر پر پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہے ۔

اچانک میں نے دیکھا تو وہی آقا جو خیمہ میں درس دے رہے تھے دروازے سے داخل ہوئے ۔ اور شریف کے سرہانے بیٹھ گئے ۔

اور مجھے یہ معلوم تھا کہ انہیں صرف میں تنہا ہی دیکھ رہا ہوں اس لیے میں ان کی طرف دیکھتا تھا لیکن دوسرے لوگ ان سے غافل تھے مگر مجھ پر بھی ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ میں انہیں سلام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی میں اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا۔

انہوں نے اپنا رخ انور (شریف علی) کی طرف کیا اور فرمایا:۔

" قُلْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "

شریف نے کہا:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

انہوں نے کہا:۔ قُلْ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

شریف نے کہا:۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

انہوں نے کہا:۔ قُلْ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا حُجَّةُ اللّٰهِ۔

شریف نے کہا:۔ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا حُجَّةُ اللّٰهِ۔

وہ بزرگوار اسی طرح ایک ایک امام حق کا نام لیتے جاتے تھے اور شریف ہر ایک کا اقرار کرتا جاتا تھا۔ شریف علی ترتیب کے ساتھ جواب دیتا تھا۔

اور اقرار کرتا تھا یہاں تک کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے نام مقدس پر پہنچا۔

اس بزرگوار نے فرمایا۔

قُلْ اَشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ اللّٰهِ۔

(یعنی اے شریف تو کہہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی حجت ہیں)۔

شریف نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی حجت ہیں۔

اس موقعہ پر مجھے معلوم ہوا کہ دو مرتبہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) کی زیارت نصیب ہوئی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس طرح میری قدرت سلب ہوگئی تھی کہ آنحضرتؑ سے بات کرنے اور اظہار عقیدت کی طاقت نہ تھی۔

مرحوم ایت اللہ سید محسن جبل عاملی ۱۳۷۱ ہجری قمری شام میں دنیا سے گئے اور حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے دو نوحوں کے راستہ میں دفن ہوئے۔

حکایت ۳۵

عالم جلیل و فقیہ عالی مقام سید حسن ابن حمزہ شیعوں کے بزرگ علماء میں سے ہیں چھ پشتوں کے ساتھ حضرت امام حسین سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ جا ملتے ہیں، انہوں نے نقل کیا ہے۔

شیعوں میں سے ایک صالح مرد نے کہا کہ میں ایک مرتبہ حج کے لیے اپنے گھر سے نکلا اتفاق سے اس سال متعدی امراض اور گرمی بہت زیادہ تھی۔ میں راستہ میں سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گیا سخت پیاس کی وجہ سے گرم بیابان میں زمین پر گر پڑا موت کے قریب تھا کہ میرے کانوں میں گھوڑے کی آواز آئی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو گھوڑے پر ایک خوبصورت نوجوان دیکھا جو میرے سر پر پانی کا پیالہ لیے ہوئے ہے۔ گھوڑے سے نیچے اترا اور وہ پانی مجھے دیا وہ پانی اس قدر شیریں اور ٹھنڈا تھا کہ اس جیسا میں نے آج تک نہیں پیا تھا۔ میں نے اس آقا سے سوال کیا، کہ آپ کون ہیں کہ اس قدر مجھ پر لطف و کرم فرمایا ہے

اس نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بندوں پر قادر مطلق کی طرف سے حجت ہوں، میں زمین پر بقیۃ اللہ ہوں۔ میں وہ ہوں۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کر دوں گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ میں حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن الحسین ابن علی

ابن ابی طالب علیہم السلام ہوں ۔

جب میں نے پہچان لیا مجھے حکم دیا کہ اپنی آنکھوں کو بند کرو، میں نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی پھر چند لحظہ بعد فرمایا اپنی آنکھیں کھول لو۔

جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو قافلہ کے نزدیک پایا اور آنحضرتؑ آنکھوں سے غائب ہو گئے تھے ۔

حاجی نوری اپنی کتاب نجم الثاقب میں یہ واقعہ لکھنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ حسن ابن حمزہ علماء امامیہ کے اجل فقہا میں سے ہیں اور ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب غیبت ہے ۔

اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سید حسن ابن حمزہ ادیب، فاضل عارف، زاہد، فقیر اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ۔

حکایت ۳۶

باقی ابن عطوہ علوی حسنی سادات میں سے تھا اور علی ابن عیسیٰ اربلی کے نزدیک قابل اعتماد تھا اس نے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا:۔

میرا باپ زیدی مسلک سے تعلق رکھتا تھا وہ ایسی مرض میں مبتلا ہوا کہ حکیم کسی طرح بھی ان کا علاج کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے میں اور میرے باقی بھائی سب بارہ اماموں کو ماننے والے تھے اس لیے وہ اپنے بیٹوں سے خوش نہیں تھے۔ اور انہیں یہ پسند نہیں تھا کہ ہم ان کے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب پر چلیں۔ کبھی کبھی ہم مذہب شیعہ کی حقانیت کے سلسلے میں انہیں استدلال بھی پیش کرتے تھے اور حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے متعلق کہتے کہ وہ زندہ ہیں ہمارے والد بزرگوار کہتے تھے۔ اگر آپ اس بات میں سچے ہیں تو آنحضرتؑ کو کہو آئیں اور مجھے اس مرض سے شفا دیں اگر مجھے شفا دے دیں تو میں تمہارے مذہب کی حقانیت تسلیم کر لوں گا اور بار بار اسی طرح کہتے: میں تمہارے مسلک کی اس وقت تک تصدیق نہیں کروں گا۔ جب تک آپ کے امام زمان علیہ السلام (عج) آپ کے حضرت مہدی علیہ السلام نہ آئیں اور مجھے اس بیماری سے نجات نہ دیں!۔

یہاں تک کہ ایک رات کو نماز عشاء کے بعد ہم سب ایک جگہ اکٹھے تھے اور

ہمارے والد بزرگوار اپنے کمرے میں بستر بیماری پر تشریف فرما تھے۔ہم نے سنا کہ ہم کو آواز دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں آؤ جلدی سے آؤ کہ آپ کے مولا و آقا یہاں تشریف فرما ہیں!

میں جلدی کے ساتھ ان کے پاس پہنچا لیکن کسی کو نہ دیکھا البتہ وہ کمرے کی طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ مولا کی خدمت میں پہنچو اس لیے کہ ابھی ابھی وہ میرے پاس تشریف فرما تھے اب وہ کمرے سے باہر گئے ہیں۔ہم اُن کے حکم کے مطابق کمرے سے باہر آئے ادھر ادھر دوڑے مگر کسی کو نہ دیکھا ہم والد بزرگوار کے پاس واپس لوٹ آئے اُن سے سوال کیا کیا ہوا تھا وہ بہتے ہوئے آنسوؤں سے فرماتے تھے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا؛

یا عطوہ۔

میں نے پوچھا۔آپ کون ہیں؟

اس بزرگوار نے فرمایا میں تیرے بیٹوں کا امام زمان (علیہ السلام) ہوں میں آیا ہوں تاکہ تجھے شفا عطا کروں اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور مرض کی جگہ رکھا، کلی طور پر مجھے اس بیماری سے نجات دی اور میں نے کاملاً صحت و سلامتی حاصل کی۔

اس مرض کے آثار میرے بدن میں بالکل باقی نہ تھے اس لیے میں سمجھا کہ وہ حضرت امام زمان حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام (عج) ہی ہیں اسی لیے آپ کو آواز دی تھی کہ آنحضرتؑ کی زیارت کریں۔لیکن افسوس ہے کہ جس وقت آپ آئے ہیں۔اسی وقت آنحضرتؑ باہر چلے گئے۔

مرحوم حاجی نوری اپنی کتاب نجم الثاقب میں لکھتے ہیں کہ۔

علی ابن عیسیٰ اربلی بیان کرتا ہے کہ عطوہ کے واقعہ کے متعلق اس کے بیٹوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے کئی دفعہ پوچھا وہ لوگ بیان کرتے تھے کہ ہم نے اسے پہلے مرض میں مبتلا دیکھا تھا اور زیدی مذہب پر تھا اور شفا نصیب ہونے کے بعد بھی ہم نے اسے شیعہ اثنا عشری مذہب پر زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور ضمناً اس موقعہ پر علی ابن عیسیٰ کہتا ہے کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے راستے پر اکثر لوگوں نے حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ (عج) کی زیارت کی ہے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

حکایت ۳۷

اگرچہ حاج علی بغدادی کا واقعہ کتاب مفاتیح الجنان میں درج ہے اور تمام لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن تین دلیل کے اعتبار سے لازم سمجھا کہ اس واقعہ کو یہاں بیان کروں۔

اول:۔

یہ کہ عام طور پر مفاتیح الجنان کو دعا و زیارات کے قصد سے کھولتے ہیں۔ بہت ہی کم اتفاق ہو گا کہ کسی نے اس واقعہ کو پڑھا ہو جب کہ طولانی بھی ہے یا اس قدر وقت رکھتا ہو کہ اس میں غور و خوض کرے لیکن جو کوئی اس کتاب کو اٹھائے گا وہ اسی قصد سے کھولے گا کہ جو لوگ حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ ان کے احوال کا مطالعہ کریں اور عادتاً اس کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں کہ ان واقعات کا مطالعہ کریں۔

دوم:۔

یہ کہ مفاتیح الجنان میں یہ واقعہ قدیم رسم الخط کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ لہذا قارئین کرام کے لیے بعض مطالب مشکل بلکہ مفہوم بھی سمجھ میں نہیں آتا اس لیے میں نے لازم سمجھا کہ اس عبارت کو ذرا سا بدل کر موجودہ رسم الخط کے ساتھ لکھ کر عوام کی خدمت میں پیش کروں۔

سوم :۔

اس واقعہ کو سنداً اس قدر درست و صحیح اور محکم ہے کہ وہ خود انسان کے لیے ایک درس اور منقلب کرنے والی ہے میں اسے نہیں لکھ سکا اور امید کرتا ہوں کہ آپ قارئین کرام بھی اس کی حقیقت سے کاملاً استفادہ کریں گے۔

مرحوم حاج شیخ عباس قمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مناسب ہے کہ یہاں سعید، صالح، صفی، متقی حاج علی بغدادی کا واقعہ نقل کیا جائے۔

ہمارے شیخ صاحب نے اس واقعہ کو کتاب جنت الماوی اور نجم الثاقب میں درج کیا ہے اور کہتا ہے کہ کتاب نجم الثاقب میں اس واقعہ کے علاوہ جو کہ یقیناً صحیح اور اس میں بہت سے فوائد ہیں نزدیک ترین زمانہ میں واقع بھی نہیں ہوا تھا۔

حاج علی بغدادی نے نقل کیا کہ اسّی تومان سہم امام علیہ السلام میرے ذمہ تھے اس لیے میں نجف اشرف گیا اور ان میں سے بیس۲۰ تومان جناب (آیت اللہ العظمیٰ) شیخ مرتضی اعلی اللہ مقامہ کو دیے اور بیس۲۰ تومان جناب شیخ محمد حسن حجۃ کاظمینی کو دیئے اور بیس۲۰ تومان جناب شیخ محمد حسن شروقی کو دیے اور فقط بیس۲۰ تومان باقی میرے ذمہ تھے قصد یہ تھا کہ جس وقت بغداد واپس جاؤں گا، شیخ محمد حسن کاظمینی آل یسین کو ادا کروں گا اور ارادہ یہ تھا کہ جس وقت بھی بغداد پہنچوں گا انہیں جلدی ادا کروں گا۔

جمعرات کا دن تھا کہ میں حضرت موسیٰ ابن جعفر و حضرت امام محمد تقی سلام اللہ علیہما کی زیارت کے لیے کاظمین گیا اور جناب شیخ محمد حسن کاظمینی آل یسین

کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بیس تومان جو موجود تھے ان کی خدمت میں پیش کیے اور بقایا کا وعدہ کیا کہ جنس بیچنے کے بعد آہستہ آہستہ ادا کردوں گا۔

اور اسی دن جمعرات کے روز عصر کے وقت بغداد جانے کے لیے روانہ ہوا لیکن جناب شیخ صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ ان کے پاس قیام کروں مگر میں نے عذر پیش کیا اور عرض کی کہ مجھے اجازت دیں اس لیے کہ مزدوروں کی پورے ہفتہ کی مزدوری شب جمعہ کو ادا کرتا ہوں۔

لہذا بغداد کی طرف چل پڑا جس وقت تقریباً تیسرا حصہ سفر کا طے ہو چکا ایک سید جلیل کو میں نے دیکھا جو بغداد کی طرف سے آرہا تھا جس وقت میرے قریب پہنچا مجھے سلام کیا اور اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھایا تاکہ میرے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کرے اور اھلاً وسہلاً کہہ کر مجھے گلے لگایا۔ بہت پیار و محبت کے ساتھ ایک دوسرے کو گلے لگایا اور ایک دوسرے کو بوسہ دیا۔

اس سید بزرگوار کے سر پر سبز رنگ کا عمامہ تھا اور چہرہ مبارک پر ایک سیاہ تل بہت بڑا موجود تھا۔

وہ کھڑا ہوگیا اور پوچھا حاج علی خیریت تو ہے کہاں جارہے ہو؟

میں نے عرض کیا:

زیارت کے لیے کاظمین گیا تھا۔ وہاں زیارت کی ہے اور اب بغداد واپس جارہا ہوں۔

اس نے فرمایا:۔ آج شب جمعہ ہے آؤ کاظمین واپس چلیں۔

میں نے عرض کیا:۔ آقا میں واپس نہیں جاسکتا۔ ممکن نہیں کہ واپس جاؤں؟۔

اس نے فرمایا:۔

واپس چلو تاکہ میں اپنی جدِ امجد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں تیری گواہی دوں کہ تو ہمارے دوستوں اور موالیوں میں سے ہے

اور شیخ بھی شہادت دے گا ہم دو تو تیری گواہی دیں گے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ دو گواہ لے آؤ۔

یہ گفتگو اس مطلب کی طرف ایک اشارہ تھا جو میرے دل میں پنہاں تھا میں نے دل میں نیت کی تھی کہ جس وقت شیخ صاحب کی خدمت میں جاؤں گا اُن سے درخواست کروں گا کہ میرے لیے ایک وثیقہ لکھ دیں اور اس میں شہادت دیں کہ میں اہل بیت عصمت و طہارت کے موالیوں میں سے ہوں اور اسے اپنے کفن میں رکھوں گا۔

میں نے پوچھا:۔ آپ اس مطلب کو کیسے جانتے ہیں اور کیسے گواہی دو گے؟!

اس نے فرمایا:۔ جب آدمی کسی کا حق اس تک پہنچا دے، پس وہ حق ادا کرنے والے کو کیوں نہیں پہچانتا؟۔

میں نے پوچھا:۔ حق کونسا۔

اس نے فرمایا:۔ وہی حق جو میرے وکیلوں تک آپ نے پہنچایا ہے؟

میں نے پوچھا:۔ آپ کے وکلاء کون ہیں؟

اس نے فرمایا:۔ شیخ محسن۔

میں نے پوچھا:۔ وہ آپ کا وکیل ہے؟

اس نے فرمایا:۔ وہ میرا وکیل ہے۔

اتنی گفتگو کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سید بزرگوار کون ہے جس نے مجھے نام کے ساتھ پکارا حالانکہ مجھے پہچانتا نہیں تھا؟

پھر اپنے دل میں ہی کہا شاید وہ مجھے جانتا ہو اور میں اس کو فراموش کر بیٹھا ہوں۔

پھر اپنے ذہن میں خیال آیا:۔

کہ یہ سید حتماً مجھ سے مالِ سادات سے کچھ لینا چاہتا ہے اور بہتر ہے کہ سہم امام علیہ السلام سے کچھ مال اسے دے دوں۔

لہذا میں نے اسے کہا آپ کے حق سے میرے پاس مال موجود تھا وہ آقا شیخ محمد حسن کی خدمت میں پیش کیا ہے اس کی اجازت سے ہی دوسروں کو مال دینا چاہیے۔

اس نے میری اس کلام پر تبسم کیا اور فرمایا جی ہاں ہمارے حقوق میں سے کچھ مال میرے وکلاء کو نجف اشرف بھی تو نے پہنچایا ہے۔

میں نے پوچھا:۔

جو مال میں نے دیا ہے وہ قبول ہے؟

اس سید بزرگوار نے فرمایا۔

جی ہاں۔

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ سید بزرگوار کون ہے جو علماء کو اپنا وکیل سمجھتا ہے کچھ دیر تعجب کیا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا البتہ علماء سہم سادات وصول کرنے میں ان کے وکیل ہیں۔

پھر مجھے فرمایا:۔ واپس چلو اکٹھے چلیں میری جد امجد کی زیارت کر دیں

واپس چل پڑا وہ بائیں طرف تھا مجھے اپنی دائیں طرف قرار دیا اکٹھے کاظمین کی طرف چل دیئے۔

ہماری دائیں طرف ایک نہر تھی جس میں صاف، سفید پانی جاری تھا مختلف قسم کے درخت انار، مالٹا، انگور، لیموں وغیرہ تمام میوہ جات ایک وقت میں نظر آرہے تھے۔ ان کا موسم بھی نہیں تھا ان درختوں کا سایہ ہمارے سر پہ پڑ رہا تھا۔

میں نے پوچھا۔ یہ نہر اور یہ درخت کیسے ہیں؟

اس نے فرمایا۔

جو کوئی بھی ہمارے موالیوں اور دوستوں میں سے ہو اور میری جد امجد کی زیارت کرے یہ سب اس کے لیے ہیں۔

میں نے کہا۔ ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

اس نے فرمایا۔ پوچھو۔

میں نے پوچھا۔

مرحوم شیخ عبدالرزاق مدرس تھا ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُن سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی تمام زندگی دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت میں بسر کرے، چالیس حج اور چالیس عمرہ بجا لائے صفا اور مروہ کے درمیان مارا جائے اگر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے موالیوں اور دوستوں میں سے نہیں ہے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اس نے فرمایا:۔ جی ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم اس کے لیے کوئی فائدہ (اچھا) نہیں ہے۔

پھر میں نے اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے موالیوں اور دوستوں میں سے ہے یا نہیں ؟

اس نے فرمایا !۔

جی ہاں وہ اور جو کوئی بھی تیرے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ اُن کے موالیوں میں سے ہوگا۔

میں نے کہا : آقا ایک سوال کرنا چاہتا ہوں ۔؟

اس نے فرمایا : ۔ پوچھو۔

میں نے سوال کیا :۔

مجالس حضرت امام حسین علیہ السلام پڑھنے والے کہتے ہیں کہ سلیمان اعمش نے ایک شخص سے پوچھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے متعلق کیا خیال ہے۔ اس نے کہا کہ بدعت ہے، سلیمان اعمش نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک محل زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اس نے پوچھا اس محمل میں کون ہے ؟ ۔ جواب دیا گیا کہ حضرت فاطمہ الزہرا و خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں ۔

اس نے پوچھا۔ کہاں تشریف لے جا رہی ہیں ؟

جواب ملا !۔

چونکہ آج کی رات، شب جمعہ ہے اس لیے حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت کے لیے جا رہی ہیں اور اس نے دیکھا کہ محمل سے کچھ لکھے ہوئے ورق نیچے پھینک رہی ہیں۔

اور ان پر لکھا ہوا ہے۔

أَمَانٌ مِنَ النَّارِ لِزُوَّارِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ أَمَانٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(شب جمعہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے زوار کے لیے امان ہے آتش سے قیامت کے دن) کیا یہ حدیث ہے؟۔

اس نے فرمایا۔

جی ہاں صحیح ہے اور مطلب تمام ہے۔

میں نے پوچھا، آقا یہ درست ہے کہ کہتے ہیں جو کوئی شخص جمعہ کی رات کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لیے امان ہے؟

اس نے فرمایا۔

جی ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور گریہ کیا۔

میں نے کہا آقا جان ایک سوال ہے۔

اس نے فرمایا۔ پوچھو۔

میں نے کہا، ۔ بحساب ۱۲۶۹ ہجری میں میں حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے گیا، دیہات درود (نیشاپور) میں ایک عربی ملا جو شرقیہ عربوں میں سے تھا نجف اشرف کی مشرقی جانب صحرانشین ہیں میں نے اسے مہمان ٹھہرایا اور اس سے پوچھا حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی ولایت کیسی ہے؟۔

اس نے کہا۔ بہشت ہے، پندرہ روز ہو چکے ہیں کہ اپنے مولا امام رضا علیہ السلام

کے مال سے کھا رہا ہوں نکیرین کیا حق رکھتے ہیں کہ قبر میں میرے پاس آئیں گے جب کہ میرا گوشت اور خون آنحضرتؐ کے کھانے سے پیدا ہوا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے کیا علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام قبر میں آئیں گے اور اسے منکر و نکیر سے نجات دلائیں گے؟۔

اس نے فرمایا:۔ جی ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم میری جد امجد ضامن ہے۔

میں نے عرض کیا:۔ آقا میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے؟

اس نے فرمایا۔ پوچھو۔

میں نے پوچھا:۔ جو میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی ہے کیا وہ قبول ہے؟

اس نے فرمایا:۔

انشاء اللہ قبول ہے۔

میں نے کہا:۔ آقا میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

اس نے فرمایا۔ پوچھو۔

میں نے پوچھا:۔ حاج احمد بزاز باشی کی زیارت قبول ہے یا نہیں۔ (وہ مشہد مقدس کے راہ میں میرا ہم سفر تھا اور جو رقم خرچ کی تھی اس میں شریک تھا)؟

اس نے فرمایا:۔ عبد صالح کی زیارت قبول ہے۔

میں نے عرض کیا:۔

ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

اس نے فرمایا:۔ پوچھو۔

میں نے پوچھا:۔ فلاں شخص بغداد کا رہنے والا ہمارا سفر کا ساتھی تھا کیا اس کی زیارت قبول ہے؟

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

میں نے پوچھا میرے آقا میرے یہ الفاظ آپ نے سنے ہیں یا نہیں کیا اس کی زیارت قبول ہے؟۔

پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔

یہ شخص اہل بغداد کے دوسرے چند افراد سمیت مال دار لوگوں میں سے تھا اور ہمیشہ راستے میں لہو و لعب میں مشغول رہتا تھا اور اپنی ماں کا قاتل بھی تھا)۔

اس موقعہ پر ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے کہ راستہ کشادہ تھا۔ اس کے دو نو طرف باغات تھے، شہر کاظمین ہمارے سامنے تھا اس راستے کا کچھ حصہ ایسا تھا جو بعض یتیم سادات کی جگہ تھی حکومت نے جبراً اُن سے لے کر راستے کے ساتھ ملائی تھی جو اہل تقویٰ، پرہیزگار لوگ اس بات سے باخبر تھے اس جگہ سے نہیں گذرتے تھے۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ آقا سید بزرگوار اس زمین والی جگہ سے گذر رہا ہے۔

میں نے کہا:۔

اے میرے آقا یہ زمین بعض یتیم سادات کا مال ہے اس میں تصرف جائز نہیں ہے۔

اس نے فرمایا:۔ یہ جگہ ہماری جد امجد حضرت علی علیہ السلام اور ان کی ذریت کی ہے۔ اور وہ ہماری اولاد ہیں ہمارے موالیوں کے لیے اس میں تصرف حلال ہے۔

اسی جگہ کے قریب حاج میرزا ہادی کا ایک باغ تھا وہ ایران کے مالدار لوگوں میں سے تھا جو اس وقت بغداد میں رہتا تھا۔

میں نے پوچھا:۔

آقا جان لوگ کہتے ہیں کہ حاجی میرزا ہادی کے باغ کی زمین حضرت موسٰی ابن جعفر علیہ السلام کی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

اس نے کہا تمہیں ایسی باتوں سے کیا کام ہے!۔

اس جگہ ہم پہنچے کہ دریائے دجلہ سے مزارعوں کے لیے ایک نہر اس سے نکالی گئی تھی جو راستے کے درمیان سے گذرتی تھی اس کے بعد دو راستے ہو جاتے تھے دو نو راستے کاظمین جاتے تھے ان میں سے ایک راستے کا نام، سلطانی راہ تھا دوسرے راستے کا نام، راہ سادات کے نام سے مشہور تھا۔ میں نے کہا آقا جان آؤ اس راستے سے جائیں (یعنی راہ سلطانی)۔

اس نے فرمایا:۔ نہ ہم اپنے راستے پر جائیں گے۔

یہاں سے صرف چند قدم اٹھا کر رکھے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو کاظمین کے مقدس صحن میں جوتیاں رکھنے کی جگہ کے قریب دیکھا کوئی محلہ یا بازار نہیں دیکھا تھا کہ حرم کے سامنے برآمدہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ حرم کی شرقی سمت کی طرف سے جو پاؤں مقدس کے نیچے کی طرف ہے باب المراد کی طرف سے داخل ہوئے اور آقائے دروازے پر کھڑے ہو کر اذن دخول نہیں پڑھا سیدھے حرم میں داخل ہو گئے۔ وہ ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور مجھے فرمایا زیارت کرو۔

میں نے کہا:۔ میں پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں۔

اس نے فرمایا:۔ میں تیرے لیے زیارت پڑھوں۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

اس نے پڑھا۔

أَأَدْخُلُ يَا اَللهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ایک ایک امام کا نام لے کر سلام پڑھا یہاں تک کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نام پر پہنچا۔

اس نے پڑھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدِ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيْ۔

اس کے بعد مجھے فرمایا:۔

تو امام زمانہ کو جانتا ہے؟

میں نے کہا: میں کیسے نہیں پہچانتا۔

اس نے فرمایا:۔ اس پر سلام کرو۔

میں نے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا ابْنَ الْحَسَنِ

آقا مسکرا دیے اور فرمایا۔

عَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ ۔ پھر حرم میں داخل ہوئے اپنے آپ کو ضریح مقدس کے ساتھ مس کیا اور اسے بوسے دیئے، مجھے فرمایا۔ زیارت پڑھو۔

میں نے کہا۔ میں ان پڑھ ہوں۔

اس نے فرمایا:۔ میں تیری طرف سے زیارت پڑھوں؟۔

میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔

اس نے کہا کونسی زیارت پڑھوں۔

میں نے کہا جو زیارت افضل ہے۔

اس نے فرمایا۔
زیارت امین اللہ افضل ہے۔ پھر زیارت امین اللہ پڑھنے میں مشغول ہوا اور اس زیارت کو اس طرح پڑھا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا اَمِیْنَیِ اللهِ فِیْ اَرْضِہٖ وَحُجَّتَیْہِ عَلٰی عِبَادِہٖ اَشْهَدُ اَنَّکُمَا جَاهَدْتُّمَا فِی اللهِ حَقَّ جِهَادِہٖ وَعَمِلْتُمَا بِکِتَابِہٖ وَاتَّبَعْتُمَا سُنَنَ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حَتّٰی دَعَاکُمَا اللهُ اِلٰی جِوَارِہٖ فَقَبَضَکُمَا اِلَیْہِ بِاخْتِیَارِہٖ وَاَلْزَمَ اَعْدَاۤئَکُمَا الْحُجَّةَ مَعَ مَا لَکُمَا مِنَ الْحُجَجِ الْبَالِغَةِ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِہٖ ــــــــ
زیارت کے آخر تک۔

اس وقت حرم کے تمام چراغ روشن ہوئے یعنی فانوس بھی روشن ہوئے لیکن میں نے دیکھا کہ حرم میں ایک خاص قسم کی دوسری روشنی موجود ہے نورِ آفتاب کی طرح اس کا نور ہے جس کی وجہ سے حرم چمک رہا تھا حرم کی تمام بتیاں اس کے سامنے ایسے ہی تھیں جیسے آفتاب کے سامنے چراغ کی روشنی ہوتی ہے اور میں اس قدر غفلت میں تھا کہ ان تمام علامات اور نشانیوں کے باوجود کسی طریقہ سے بھی متوجہ نہ ہوا۔

جس وقت ہماری زیارت اختتام پہ پہنچی تو پائے مبارک کے نیچے کی طرف سے سر کے پیچھے کی طرف یعنی حرم کی شرقی جانب ہم آئے آقا نے مجھے فرمایا۔

میری جدامجد حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا، جی ہاں شب جمعہ ہے زیارت کرنی چاہیے۔

آقا نے میرے لیے زیارت وارث پڑھی اس وقت موذن مغرب کی اذان سے فارغ ہوا۔ آقا نے فرمایا جاؤ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو ہم اکٹھے اس مسجد میں گئے جو سر مقدس کے پیچھے کی طرف ہے وہاں نماز جماعت کھڑی ہو چکی تھی خود آقا نے تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ دائیں طرف پیش نماز کے مقابل کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں پہلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ نماز پڑھی، جس وقت نماز سے فارغ ہوا نگاہ دوڑائی لیکن وہ نظر نہ آئے جلدی سے مسجد سے باہر آیا حرم میں پھر تا رہا لیکن دکھائی نہ دیئے مگر میرا ارادہ یہ تھا کہ اسے تلاش کروں رات کو اسے اپنے پاس مہمان ٹھہراؤں اس کی خدمت، خاطر تواضع کروں اور چند قرآن مجید اس کی خدمت میں پیش کروں۔

اچانک خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ سید بزرگوار کون تھا؟ یہ تمام معجزات و کرامات اس کی موجودگی میں ظہور پذیر ہوئے میں اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے راستے سے واپس لوٹا حالانکہ کسی قیمت پر بھی میں لوٹنے کو تیار نہ تھا میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا مگر وہ میرے نام کو بھی جانتا تھا اس کا گواہی دینا میری نیت سے آگاہ ہوتا۔ دل کے رازوں سے باخبر ہونا۔ نہر کا جاری ہوتا، بغیر موسم کے مختلف قسم کے درختوں کا پھل دار ہونا اور جس وقت میں نے امام زمان علیہ السلام (عج) پر سلام پڑھا تھا اس وقت سلام کا جواب دینا وغیرہ!۔

آخر کار جہاں جوتے رکھے تھے وہاں آیا ان سے پوچھا جو آقا میرے ساتھ زیارت کے لیے آیا تھا وہ کہاں گیا؟ انہوں نے جواب دیا باہر چلا گیا ہے۔ ضمناً

اس جوتیاں رکھنے والے نے پوچھا یہ سید تمہارا ساتھی تھا؟ میں نے کہا جی ہاں قصہ مختصر میں اس کو تلاش کرتا رہا لیکن وہ مجھے نہ مل سکا اور میں اپنے میزبان کے گھر چلا گیا رات وہاں گذاری صبح سویرے سویرے آقائے شیخ محمد حسن کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ اس کی خدمت میں بیان کیا اس نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا گویا مجھے اس طرح سمجھایا کہ اس واقعہ کا کسی کے سامنے اظہار نہ کرو اور فرمایا اللہ تعالیٰ تیری توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

میں نے بھی یہ واقعہ کسی کو بیان نہ کیا تقریباً ایک ماہ اس واقعہ کو گذر چکا تھا ایک دن کاظمین کے حرم مطہر میں ایک سید بزرگوار کو دیکھا وہ میرے قریب آیا اور مجھ سے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا ہے؟

میں نے کہا کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اس نے دوبارہ سوال کیا میں نے دوبارہ پہلے کی طرح جواب دیا۔ اور بہت سختی کے ساتھ انکار کیا؟ اچانک وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا پھر اس کے بعد اسے نہیں دیکھا، ظاہراً یہ ملاقات اور سید بزرگوار کو پوچھنا اس بات کی علامت تھی کہ حاج علی بغدادی اس واقعہ کو لوگوں کے سامنے بیان کرے۔

حکایت ۳۸

جن لوگوں نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا۔ اور مشکل سوالات کے جواب حاصل کیے ان میں سے ایک، عالم بزرگوار مقدس اردبیلی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۹۹۳ ہجری) ہیں وہ بندگی اور پرہیزگاری میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ متقی عابد و زاہد اتنے تھے کہ اگر وہ کسی کو تقوےٰ و پرہیزگاری میں مثال دینا چاہتے تو علامہ مقدس اردبیلی کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔

مشہور یہ ہے کہ کبھی کبھی مشکل مسائل، علامہ مقدس اردبیلی کو پیش آتے تھے جب ان کے حل کرنے میں عاجز ہو جاتے تھے تو حضرت علی علیہ السلام کی ضریح مقدس پر تشریف لے جاتے تھے آنحضرتؑ کی خدمت میں مسائل پیش کرتے تھے اور آنحضرت ان مسائل کا جواب دیتے تھے۔

امامت اور دین کے متعلق اس قسم کا یقین اور زہد و تقویٰ میں اتنا بلند مرتبہ قابل تعجب ہے۔

علامہ اردبیلی مرحوم کے شاگردوں میں سے ایک خاص شاگرد جوان کے زمانہ میں پڑھتا تھا اور استاد بزرگوار کی زندگی کے اسرار سے بھی واقف تھا۔ بیان کرتا ہے! ۔ ایک رات کو تقریباً آدھی رات سے زیادہ وقت گذر چکا تھا اور مطالعہ

کر کے تھک چکا تھا میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم مطہر میں موجود تھا۔ اس نورانی فضا میں اچانک ایک آدمی نظر آیا جو حرم کی طرف آرہا ہے حالانکہ حرم مطہر کے تمام دروازے مقفل تھے، جستجو کے خیال سے میں نے اس کا پیچھا کیا میں نے دیکھا جب وہ حرم کے دروازہ کے نزدیک پہنچا تو اس کا تالہ خود بخود کھل گیا اور حرم کا گیٹ کھل گیا۔ وہ جس دروازے پر ہاتھ رکھتا تھا وہ کھل جاتا تھا یہاں تک کہ نہایت وقار کے ساتھ آیا اور حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام کے حرم مطہر کے ساتھ آکر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ اسے سلام کا جواب ملا میں نے وہ جواب بھی سنا اور پھر گفتگو شروع کر دی ابھی گفتگو مکمل نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص چلا گیا شہر سے باہر نکلا اور مسجد کوفہ کی طرف روانہ ہوا میں بھی اس راز کو معلوم کرنے کے لیے اس کے پیچھے چلا وہ مسجد کے محراب میں داخل ہوا اور کسی کے ساتھ گفتگو کرنے لگا جب اس کی گفتگو ختم ہوئی۔ مسجد سے نکلا اور واپس شہر کی طرف لوٹا جب نجف اشرف کے دروازہ کے قریب پہنچا صبح صادق نمودار ہوئی لوگ آہستہ آہستہ نیند سے بے دار ہو رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے تھے اچانک مجھے راستے میں چھینک آئی میں نے بہت کوشش کی کہ اس کو روک لوں مگر کنٹرول نہ کر سکا۔ وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور واپس پلٹا جب میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا تو میرے استاد محترم آیت اللہ (مرحوم) مقدس اردبیلی تھے۔

آداب و سلام کے مراحل انجام دینے کے بعد میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ:۔

جس وقت آپ حرم مطہر میں داخل ہوئے ہیں میں اس وقت سے ...

اب تک ہر لحظہ آپ کے ساتھ تھا۔ آپ مہربانی کر کے بتائیں کہ حرم مطہر میں اور مسجد کوفہ کے محراب میں کس کے ساتھ گفتگو کرتے رہے ۔

(مرحوم) مقدس اردبیلی نے سب سے پہلے مجھ سے یہ اقرار لیا کہ جب تک میں زندہ ہوں وہ کسی سے یہ راز بیان نہیں کرے گا۔ پھر اس کے بعد فرمایا۔

میرے بیٹے کبھی کبھی مسائل کا حل کرنا میرے لیے مشکل ہو جاتا ہے چونکہ ان کے حل کرنے میں عاجز ہو جاتا ہوں۔ اس لیے حلال مشکلات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان مسائل کے جواب حاصل کرتا ہوں۔

اس گذشتہ رات کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف راہنمائی فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

(میرا بیٹا مہدی علیہ السلام۔ (عج) مسجد کوفہ میں تشریف فرما ہے۔ وہ تمہارا امام ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور اپنے مسائل کے جوابات حاصل کرو) ۔

میں ان کے فرمان کے مطابق مسجد کوفہ میں داخل ہوا اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام محراب میں کھڑے تھے یعنی اپنے مولا حضرت مہدی ارواح العالمین لہ الفدا عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں اپنی مشکلات پیش کیں اور ان کے بارے میں جوابات دریافت کیے ۔

*

حکایت نمبر۳۹

مرحوم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب ملحقات انیس العابدین سے اور علامہ نوری علیہ الرحمہ نے کتاب نجم الثاقب میں بیان کیا ہے:۔

سید ابن طاؤس قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب الامر ارواحنا فداہ (عج) کے سرداب مطہر سے نزد صبح صادق ان مناجات کو میں نے سنا، وہ فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ شِيْعَتَنَا	ترجمہ:۔ اے اللہ ہمارے
خُلِقَتْ مِنْ شُعَاعِ	شیعوں کو ہمارے نور کی شعاع
اَنْوَارِنَا وَ بَقِيَّةِ	اور ہماری بچی ہوئی طینت
طِيْنَتِنَا وَقَدْ	سے تو نے پیدا کیا۔ اور انہوں
فَعَلُوْا ذُنُوْبًا	نے اکثر گناہ ہماری محبت و
كَثِيْرَةً اِتِّكَالًا عَلٰى	ولایت کے بھروسے پر کیے
حُبِّنَا وَ وِلَايَتِنَا فَاِنْ	ہیں اگر ان کے گناہ ایسے
كَانَتْ ذُنُوْبُهُمْ	ہیں کہ تیرے اور ان کے
بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ	درمیان ہی رابطہ ہے تو تو ان
فَاصْفَحْ عَنْهُمْ فَقَدْ	سے درگزر کر پس ہم

رَضِيْنَا وَ مَا كَانَ	راضی کیا اور اگر ان کے گناہ
مِنْهَا فِيْمَا بَيْنَهُمْ	خود ان سے متعلق ہیں تو
فَاَصْلِحْ بِهَا عَنْ	تو خود ان میں اصلاح فرما اور
خُمُسِنَا وَ اَدْخِلْهُمُ	خمس میں سے جو ہمارا حق ہے
الْجَنَّةَ وَ زَحْزِحْهُمْ	ان میں سے انہیں عطا فرماتا کہ
عَنِ النَّارِ وَ لَا تَجْمَعْ	وہ راضی ہو جائیں اور ان
بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ	شیعوں کو ہمارے دشمنوں کے
اَعْدَائِنَا فِيْ	ساتھ اپنی ناراضگی میں اکٹھا
سَخَطِكَ۔	نہ کر۔

❁

حکایت نمبر۴

مرحوم علامہ سید بحرالعلوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ان افراد میں سے ہیں جو کئی بار حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ (عج) کی خدمت میں حاضر ہوئے، کرامات کو علماء نے بزرگی و ستائش کے ساتھ نقل کیا ہے۔ محدث قمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رجال کی کتاب میں آٹھ واقعات اس بزرگوار کی کرامات کے اور کئی بار آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کے رابطہ کے متعلق درج کیے ہیں۔

ان میں سے ایک واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت صاحب الامر (عج) نے علامہ کو اپنی بغل میں لیا پیار و محبت اتنا تھا کہ اسے اپنے سینہ سے لگایا۔۔ امام زمان علیہ السلام (عج) کی زیارت کے مشتاق ملکوتی صفات اپنے اندر کیسے پیدا کرتے ہیں۔ اور اس قسم کے مدارج عالیہ کیسے طے کرتے ہیں؟

اور کس انداز میں اپنے نفس کی تربیت کرتے ہیں اس قدر پاکیزگی اور تزکیہ نفس کرتے ہیں کہ حضرت حجت خدا کے سینہ اقدس جگہ نصیب ہوتی ہے۔

ایک دن علامہ بحرالعلوم کو خلاف عادت حضرت امیرالمومنین سلام اللہ علیہ کے حرم مطہر کے سامنے کھڑے تھے اور ذکر و زیارت کے بجائے آنکھوں میں آنسو دل میں شورش، دل نشین آواز کے ساتھ اس شعر کو آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے

(چہ خوش است صوت قران ز تو دلبر با شنیدن)

جب اس بزرگوار سے اس فعل کا سبب پوچھتے ہیں تو علامہ فرماتے ہیں میں چاہتا تھا کہ حرم میں حاضری دوں، لیکن میری نظر نورانی وجود حضرت حجت صلوات اللہ علیہ پر پڑی کہ سر کے اوپر والی جگہ پر بیٹھے ہوئے روح پرور آواز کے ساتھ کلام اللہ کی تلاوت کر رہے تھے میں نے جس وقت اس جان فزا آواز کو سنا تو وہ شعر کے کلمات میری زبان پر جاری ہوئے میں جس وقت حرم میں داخل ہوا آنحضرت تلاوت قرآن کریم کو اختتام پر پہنچا تو حرم مقدس سے باہر چلے گئے ہیں۔

(تجلیات ولی عصر)

✿

حکایت نمبر ۱۴۱

جس وقت علامہ بحرالعلوم مکہ مکرمہ میں قیام فرماتے تھے حالانکہ اپنے عقیدت مندوں اور وابستگان سے دور رہتے تھے مگر پھر بھی محتاجوں، کمک طلب کرنے والوں اور طلبہ کے لیے عطا و بخشش میں کوتاہی و سستی نہ کرتے تھے۔

ایک دن علامہ صاحب کا مقسم انہیں خبر دیتا ہے کہ اب ذخیرہ میں دینار ختم ہو چکے ہیں۔ اس لیے ان کے بارے میں سوچیں اس کے بعد جو ماجرا پیش آیا وہ اس کی زبان سے سنتے ہیں۔

سید بحرالعلوم نے مقسم کو کوئی جواب نہ دیا بلکہ میں علامہ صاحب کی یہ عادت تھی کہ ہر روز صبح سویرے خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے وہاں سے واپس لوٹ کر اپنے مخصوص کمرے میں تھوڑی دیر کے لیے آرام فرماتے تھے اسی وقت میں ان کے لیے حقہ تیار کر دیتا تھا جسے وہ عادتاً پیتے تھے پھر وہ دوسرے کمرہ میں چلے جاتے تھے تاکہ درس شروع کریں۔ دوسرے دن طواف کعبہ سے واپس آگئے اور میں نے حقہ پیش کیا، اچانک دروازے پر دستک آئی سید شدت کے ساتھ پریشان ہوا اور مجھے فرمایا۔

(یہاں سے حقہ اٹھالو)۔

اور خود جلدی کے ساتھ دروازے کی طرف دوڑے اور اسے کھلا

ایک مرد جلیل القدر عربی معلوم ہوتا تھا۔ جب اندر داخل ہوا اور سید کے مخصوص کمرہ میں بیٹھا سید بھی نہایت ادب کے ساتھ دروازے کے ساتھ بیٹھ گیا۔

دو گھنٹے تک انہوں نے آپس میں تنہائی میں گفتگو کی اور ایک دوسرے کے ساتھ کلام کرتے رہے۔

جس وقت وہ جلیل القدر آدمی اٹھا سید بھی فوراً اٹھا جلدی سے دروازہ کھولا اور اس کا ہاتھ چوما پھر اسے اونٹ پر سوار کیا جو وہاں بیٹھا ہوا تھا۔

مہمان چلا گیا اور سید واپس لوٹ آیا۔ مگر چہرے کا رنگ متغیر تھا اسی وقت حوالہ جو سید کے ہاتھ میں تھا مجھے دیا اور فرمایا۔ اس حوالہ کو فلاں آدمی زرگر کے پاس لے جاؤ کوہ صفا میں اس کی دوکان ہے جو کچھ تمہیں دے وہ قبول کر لو اور لے آؤ۔

میں حوالہ لے کر اس شخص کے پاس گیا جس وقت اس نے اسے دیکھا بوسہ دیا اور کہا۔

چند آدمی مال اٹھانے والے لے آؤ۔ میں چار آدمی لے کر گیا۔ زرگر نے ہر ایک کو بوری میں اتنے ریال ڈال دیئے جتنے وہ اٹھا سکتا تھا۔

بوریوں کو ریالوں سے بھرا اور وہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر مکان کی طرف چلے۔

ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ اس زرگر کے پاس جاؤں تاکہ اس کے حالات معلوم کروں اور اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔

جس نے حوالہ دیا تھا۔

لیکن جس وقت میں کوہ صفا پہنچا وہاں کوئی دوکان نہ تھی اس زرگر کے متعلق جستجو کی۔ جواب ملا۔

جس قسم کا تو زرگر پوچھتا ہے یہاں آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا گیا۔
میں سمجھ گیا کہ یہ بھی ایک راز الٰہی ہے اور حضرت ولی عصر علیہ السلام۔ (عج) کی عنایات والطاف میں سے ایک عنایت تھی۔

*

حکایت نمبر ۴۲

جہان اسلام میں شیعہ فقہاء میں سے ایک علمی و عملی شخصیت جس کی شہرت مسلمانوں کے تمام ممالک میں تھی اور بعض علماء کی طرف سے اسے خاتم الفقہاء المجتہدین کے لقب سے نوازا گیا۔ شیخ مرتضیٰ انصاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۱۴ تا ۱۲۸۱ ہجری قمری) میں گذرے ہیں جناب حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گراں قدر صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ علامہ محدث نوری رحمتہ اللہ علیہ نے مستدرک کے آخر میں اُن کے بارے میں لکھا ہے:۔

(خداوند کریم نے جابر پر اپنا فضل کیا کہ اس کی اولاد سے ایسا آدمی پیدا کیا جس نے علم و تحقیق زہد و عبادت، کیاست و فراست کے ساتھ دین و ملت کی خدمت کی ہے)۔

شیخ مرتضیٰ انصاری قیادت و رہبری کے وقت اپنے زمانہ مرجعیت میں نائب امام، خدمت گذار مہدی علیہ السلام، سرور مولا صاحب الزمان علیہ السلام تھے آنحضرت کی ہر وقت ان پر توجہ اور نظر خاص ہوتی تھی۔

ان کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ آدھی رات کا وقت تھا میں کربلا معلی میں اپنے گھر سے باہر آیا گلی، کوچوں میں کیچڑ اور اندھیرا

تھا اس لیے میں نے اپنے ہمراہ ایک چراغ اٹھایا ہوا تھا۔

دور سے ایک آدمی آتا ہوا مجھے دیکھائی دیا جب میں اس کے قریب ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ استاد محترم شیخ (انصاری) (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ میں نے انہیں دور سے پہچان لیا کہ تشریف لا رہے ہیں۔

انہیں دیکھتے ہی میں سوچنے لگا اپنے دل میں ہی خیال کیا کہ یہ بزرگوار اس وقت رات کو جب کہ گلی، کوچوں میں کیچڑ ہے آنکھیں ضعیف ہیں۔ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔؟

میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا صرف اس لیے کہ کوئی مخالف کہیں کمین گاہ میں نہ بیٹھا ہو۔

شیخ چلتے چلتے ایک گھر کے دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے وہاں کھڑے ہو کر ایک خاص توجہ کے ساتھ (زیارت جامعہ) پڑھی پھر اس گھر میں داخل ہو گئے اس کے بعد مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ البتہ شیخ صاحب کی آواز سنائی دیتی تھی کہ کسی کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔

ایک گھنٹے کے بعد میں حرم مطہر کی طرف لوٹ آیا تو شیخ صاحب کو بھی وہاں دیکھا۔

اس کے بعد انجناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس رات کی داستان کے بارے میں جستجو کرنے لگا بہت زیادہ اصرار کرنے کے بعد مجھے، فرمایا:۔

کبھی کبھی حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اجازت طلب کرتا ہوں اس وقت اس مکان کے قریب (جسے تو تلاش نہیں کر سکتا) جاتا ہوں اور (زیارت جامعہ) کو پڑھتا ہوں تا کہ ان کی

دوبارہ اجازت ملے اور آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ حاضر ہو کر ان کی خدمت میں ضروری مطالب پیش کرتا ہوں اس میں آنحضرتؑ سے مدد طلب کرتا ہوں اور پھر واپس لوٹ جاتا ہوں!۔

پھر شیخ مرتضیٰ انصاری (رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے عہد و پیمان لیا کہ جب تک میں زندہ رہوں تو اس واقعہ کو کسی کے سامنے بیان نہیں کرے گا۔

✿

حکایت نمبر ۴۲

شہر حلہ میں کئی قابل وثوق اشخاص اور شیعوں نے بیان کیا ہے کہ:۔
حلہ کے اطراف میں ایک دیہات بنام ہرقل تھا ایک آدمی وہاں کا رہنے والا نام اسماعیل ابن حسن ہرقلی تھا۔
اس نے بیان کیا کہ۔
میری جوانی کے عالم میں میرے بائیں ران پر ایک غدود نکل آئی تھی جو ہر سال موسم بہار میں رسنے لگ جاتی تھی پیپ اور خون بہت زیادہ نکلتا تھا۔ اس مرض نے مجھے ہر قسم کا کام کرنے سے روک رکھا تھا۔
ایک سال تکلیف بہت زیادہ ہوگئی تھی میں حلہ میں جناب سید ابن طاؤس کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی تکلیف اور مرض کی شکایت کی اس سید بزرگوار نے حلہ کے تمام ڈاکٹروں، حکیموں کو اکٹھا کیا، اطبار کا ایک بورڈ تشکیل دیا ان سب نے مل کر اتفاق سے جواب دیا کہ یہ غدود ایسی جگہ پر ہے کہ اگر اپریشن کیا جائے تو قوی احتمال یہ ہے کہ اسماعیل اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اس لیے اس کے اپریشن کی ہم میں جرات نہیں ہے۔
جناب سید ابن طاؤس نے مجھے فرمایا کہ۔
میں عنقریب بغداد جا رہا ہوں۔ آپ میرے ساتھ بغداد تشریف لائیں۔

وہاں آپ کو دیکھائیں گے شاید وہاں کے ڈاکٹر علاج کرنے پر آمادہ ہو جائیں
میں نے ان کے حکم کی اطاعت کی ان کے ساتھ بغداد گیا۔

جناب ابن طاؤس نے بغداد کے ڈاکٹروں، حکیموں کو اکٹھا کیا۔ وہاں ان کا اثر بھی بہت زیادہ تھا اطباء کا ایک بورڈ تشکیل دیا انہیں میری بیماری کے بارے میں بتایا انہوں نے نہایت غور کے ساتھ معائنہ کیا آخر کار انہوں نے بھی حلہ کے اطباء کی تائید کی اور میرا علاج کرنے سے معذوری ظاہر کر دی۔

میں بہت بے چین ہو گیا دل میں سوچا کہ میں ساری زندگی اس درد اور مرض کے ساتھ بسر کروں گا میری زندگی سیاہ ہو چکی ہے۔ اسی تکلیف میں جل رہا ہوں۔

حضرت سید ابن طاؤس نے خیال کیا کہ میں شاید عبادت اور نماز وغیرہ کی وجہ سے زیادہ بے قرار ہوں۔

انہوں نے مجھے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں اس نجاست کے ساتھ بھی آپ کی نماز قبول کرے گا۔ اور اگر تو اس مصیبت پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے اجر دے گا۔

آپ آئمہ اطہار کی بارگاہ میں اپنی شکایت کریں۔ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام ؑ سے استغاثہ کریں تاکہ آپ کو شفاء عنایت فرمائیں۔

میں نے عرض کیا۔ اگر اس طرح ہے تو پھر میں سامرا جاؤں اور آئمہ معصومین علیہم السلام سے التجا کروں تاکہ مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ (ع ج) کا وسیلہ تلاش کروں۔

لہٰذا سفر کے وسائل آمادہ کیے اور سامرا کی طرف روانہ ہوا وہاں پہنچ کر

پہلے حضرت امام ہادی اور حضرت امام عسکری علیہما السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ پھر سرداب مطہر حضرت ولی عصر علیہ السلام ارواحنا فداہ (عج) کی طرف گیا، رات وہاں گذاری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت گریہ وزاری کی اور صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں استغاثہ کیا۔

صبح دریائے دجلہ کی طرف گیا وہاں نہایا، دھویا، زیارت کے لیے غسل کیا ایک برتن پانی سے پر کر کے اپنے ساتھ لیا اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے حرم مطہر کی طرف چل پڑا۔

لیکن ابھی میں شہر سے باہر ہی تھا کہ چار گھوڑ سوار مجھے نظر آئے جو میری طرف ہی آرہے تھے سامراء کے ارد گرد زیادہ تر سادات کے افراد ہی آباد تھے اس لیے میں نے گمان کیا کہ یہ چار اشخاص انہی میں سے ہیں۔ میں ایک طرف ہو گیا تاکہ وہ گذر جائیں لیکن جس وقت میرے قریب پہنچے میں نے دیکھا دو نوجوان تلواریں ان کی کمر کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور ابھی ابھی ان کی ریش مبارک اُگی ہوئی ہے ایک ضعیف آدمی نہایت صاف وپاک ہاتھ میں نیزہ ہے چوتھے آدمی نے تلوار لٹکائی ہوئی، اور تحت الحنک ڈالی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں بھی نیزہ تھا۔ دونوں نوجوان اس شخص کی بائیں طرف کھڑے ہوئے تھے اور ضعیف آدمی دائیں طرف کھڑا ہوا تھا اور وہ شخص ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے راستہ کے درمیان اس حالت میں کہ نیزہ کو زمین میں گاڑ کر کھڑا ہوا تھا اور مجھے سلام کا جواب دیا اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کل آپ یہاں سے چلے جائیں گے؟۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

اس نے فرمایا۔
میرے قریب آؤ تاکہ تمہارا زخم دیکھوں۔
میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ دیہاتی لوگ ہیں نجاست سے پرہیز نہیں کرتے میں نے بھی تازہ غسل کیا ہے لباس بھی ابھی تر ہے اگر میرے لباس کو ہاتھ نہ لگاتے تو بہتر تھا۔
بہر حال میں ابھی اسی فکر میں تھا وہ شخص جھکا اور مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنا ہاتھ زخم پر رکھ کر اتنا دبایا کہ مجھے درد محسوس ہوا۔
پھر اس نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور زین کے اوپر پہلے کی طرح سیدھا بیٹھ گیا۔
اس ضعیف آدمی نے مجھے فرمایا۔ اَفْلَحْتَ یَا اِسْمَاعِیْلَ اے اسمٰعیل تو کامیاب ہو گیا؟
میں نے کہا:۔ آپ کامیاب ہوئے اور تعجب بھی کیا کہ یہ میرے نام سے کیسے واقف ہے۔
پھر اسی پیر مرد نے کہا تو کامیاب ہوا اور تکلیف سے نجات پا لی ہے کہ۔

یہ امام زمان (علیہ السلام) عج ہے!۔
میں یہ لفظ سنتے ہی دوڑا آنحضرتؑ کی ران اور رکاب کو بوسہ دیا۔
میں نے عرض کیا آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔
پھر مجھے فرمایا تو واپس لوٹ جا مصلحت اسی میں ہے۔
میں نے کہا: میں آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔

اس پیر مرد نے کہا:۔ اے اسماعیل تجھے شرم نہیں آتی امام زمانہ (عج) نے دو مرتبہ تمہیں کہا کہ تو واپس لوٹ جا مگر تو اطاعت نہیں کرتا!۔

میں کھڑا ہوگیا وہ تھوڑا سا دور چلے گئے تو حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ میری طرف رخ انور کرکے کھڑے ہوگئے اور مجھے فرمایا۔

جس وقت تو بغداد پہنچے گا (مستنصر خلیفہ عباسی) تجھے بلائے گا اور کچھ ہدیہ پیش کرے گا۔

اس سے کوئی چیز قبول نہ کرنا اور میرے بیٹے رضی کو کہنا کہ علی ابن عوض کے نام تیرے بارے میں خط لکھے اور میں اسے سفارش کروں گا جو کچھ تمہیں دے اسے قبول کرلینا۔

میں اسی جگہ کھڑا آنحضرتؑ کے کلمات سن رہا تھا آنحضرتؑ اپنی گفتگو ختم کرنے کے بعد وہاں سے چلے اور میری آنکھوں سے غائب ہوگئے۔

مگر میں اُن کے فراق میں کثرت غم کی وجہ سے سامراء جانے کی طاقت کھو بیٹھا تھا اسی جگہ روتا ہوا بیٹھ گیا اور آنحضرت کی جدائی کی وجہ سے آنسو بہاتا تھا۔

آخر کار ایک گھنٹہ کے بعد وہاں سے سامراء چل دیا۔ اہل شہر نے جب مجھے دیکھا تو کہا:۔

تیرا حال متغیر کیوں ہے؟
کس کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے۔
میں نے کہا نہیں،۔
مگر آپ بتائیں یہ گھوڑ سوار کون تھے؟۔

انہوں نے کہا۔
ممکن ہے اس علاقہ کے بزرگان، سادات میں سے ہوں۔
میں نے کہا۔ نہ وہ اس علاقہ کے بزرگوں میں سے تھے بلکہ ایک ان میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) تھے!۔
انہوں نے پوچھا۔ ان میں سے کون تھا میں نے آنحضرتؑ کی معرفی کرائی
انہوں نے کہا۔ آنحضرت کو تو نے اپنے زخم کے بارے میں عرض کیا ہے۔
میں نے کہا۔ جی ہاں! آنحضرت نے خود اسے دبایا ہے۔ مجھے درد بھی محسوس ہوا تھا۔
انہوں نے میری ران دیکھی زخم کا نام و نشان نہ تھا میں نے خود بھی تعجب کیا اور شک میں پڑ گیا کہ شاید دوسری ران تھی اس لیے دوسری ران دیکھی اس پر بھی زخم کا نام و نشان نہ تھا!۔
لوگ جس وقت میری طرف متوجہ ہوئے کہ میں نے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلامؑ کی برکت سے شفا پائی ہے۔ تو میرے اردگرد جمع ہو گئے میرا قمیص پھاڑ دیا۔ اگرچند افراد مجھے ان سے چھٹکارا نہ دلاتے تو میں ان کے پاؤں تلے روندا جاتا۔
یہ واقعہ دونوں نہروں کے درمیان جو ناظر تھا اس نے سنا تو وہ آیا پورا واقعہ تمام خصوصیات کے ساتھ پوچھا اور چلا گیا اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ بغداد لکھے گا۔
میں اس رات بھی وہیں ٹھہرا۔ صبح میرے چند دوست میرے ساتھ روانہ ہوئے اور میں بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔
دوسرے دن میں بغداد پہنچا پل بغداد پر بہت سے لوگ جمع تھے جو کوئی

اس راستے سے وہاں پہنچا تھا اس سے نام پوچھتے اور اس کی تمام خصوصیات کے بارے میں سوال کرتے گویا کسی کی انتظار میں تھے جس وقت انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا نام پوچھا۔

اور مجھے انہوں نے پہچان لیا سب میرے گرد جمع ہو گئے نیا لباس میں نے پہنا ہوا تھا اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے گئے قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاؤں اتنے تک سید رضی الدین چند افراد کے ہمراہ پہنچ گئے۔ لوگوں کو دور ہٹایا اور مجھے ان سے نجات دلائی۔

بعد میں معلوم ہوا تھا کہ ناظر بین النہرین نے سارا واقعہ بغداد لکھ کر لوگوں کو آگاہ کیا تھا۔

سید رضی الدین نے مجھے کہا جس شخص کے بارے میں افواہ ہے کہ اسے شفا ملی ہے کیا وہ تو ہی ہے؟۔

میں نے کہا: جی ہاں۔

وہ گھوڑے سے نیچے اترا اور میرے زخم کو دیکھا بہت غور کے ساتھ دیکھا چونکہ اس سے قبل اس نے زخم دیکھا ہوا تھا۔ لیکن اب اس کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے بہت گریہ کیا اور غش کھا کے گر پڑا!۔

جس وقت ہوش میں آیا:۔ مجھے کہا تیرے پہنچنے سے پہلے وزیر نے مجھے بلایا تھا اور کہا تھا کہ سامراء سے کوئی آدمی آرہا ہے کہ خدا نے اسے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) کے وسیلہ سے شفا دی ہے وہ تیرا واقف ہے اس کے متعلق جلدی مجھے خبر لا کر دیں۔

آخر کار وہ مجھے وزیر کے پاس لے گیا، وزیر قم کا رہنے والا تھا اسے

تعارف کرایا کہ یہ شخص میرے بھائی کے دوستوں میں سے ہے۔

وزیر نے میری طرف منہ کیا اور کہا اپنا واقعہ بیان کرو میں نے اوّل سے آخر تک پورا واقعہ بیان کیا۔

جن اطباء نے پہلے مجھے دیکھا تھا وزیر نے انہیں اکٹھا کیا ہوا تھا، انہیں مخاطب کرکے پوچھا تم نے اس مرد کو پہلے دیکھا ہے اور اسے پہچانتے ہو؟

تمام نے کہا:۔ جی ہاں اسے ایک ران پر زخم ہے اس کی تکلیف میں مبتلا ہے

وزیر نے پوچھا:۔ اس کا علاج کیا ہے؟

تمام نے کہا اس کا علاج اس کے کاٹنے میں ہے اور اگر کاٹیں تو اسماعیل کا زندہ رہنا مشکل ہے۔

وزیر نے پوچھا فرض کریں کہ اگر اپریشن کریں اور وہ زندہ رہے تو اس کے ٹھیک ہونے کے لیے کتنی مدت درکار ہے؟

انہوں نے کہا:۔ کم از کم دو مہینے ضروری ہیں لیکن وہ جگہ سفید ہی رہے گی اور اس پر بال نہیں اگیں گے۔

وزیر نے پوچھا آپ کو کتنے دن ہوئے ہیں کہ اس کا زخم دیکھا تھا؟

انہوں نے کہا:۔ آج سے دس دن قبل دیکھا تھا۔

وزیر نے کہا:۔ قریب آؤ اور اسماعیل کی ران برہنہ کی انہیں دکھائی تو سب نے تعجب کیا ان میں سے ایک عیسائی تھا اس نے کہا:۔ خدا کی قسم یہ حضرت مسیح کا معجزہ ہے۔

آخر کار یہ خبر خلیفہ تک پہنچی۔

اس نے وزیر کو بلایا اور حکم دیا کہ اسماعیل کو میرے پاس لاؤ وزیر مجھے

(مستنصر) خلیفہ کے پاس لے گیا اس نے مجھے کہا کہ اپنا پورا واقعہ بیان کرو۔

میں نے پورا قصہ اس کے سامنے بیان کیا اس نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ ایک تھیلی دینار کی اسے عطا کرو، اس تھیلی میں ہزار دینار تھے۔

میں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔

خلیفہ نے پوچھا! کس سے ڈرتا ہے؟

میں نے کہا! اس سے جس نے مجھے شفا دی ہے چونکہ آنحضرتؑ نے مجھے خود فرمایا ہے کہ (مستنصر) سے کوئی چیز قبول نہ کرنا خلیفہ بہت پریشان ہوا اور گریہ کرنے لگا۔

اسماعیل ہرقلی کا یہ واقعہ تھا جو کئی کتابوں میں درج ہے۔

حاجی نوری نے نجم الثاقب میں اور علامہ اربلی نے کشف الغمہ میں لکھا ہے وہ کہتا ہیں کہ یہ واقعہ حلہ میں بہت مشہور ہے۔

حکایت نمبر ۴۴

بحرین کی حکومت کافی عرصہ یورپی استعمار کے زیر تسلط رہی تھی وہ چاہتے تھے کہ مسلمان رعایا کو راضی رکھیں اس لیے ایک سنی آدمی جو کہ ناصبی تھا بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا۔

اس حاکم کا ایک وزیر تھا جو شیعان حضرت علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھنے میں بہت آگے تھا بحرین کے اکثر لوگ اہل بیت رسول اللہ سے محبت کرنے والے اور شیعہ تھے۔ اس لیے فطرتی طور پر جو اس کے دل میں عداوت تھی اسے ظاہر کرتا رہتا تھا اور ہمیشہ شیعوں کو اذیت کرتا رہتا تھا انہیں ختم کرنے کے لیے مکرو حیلہ کرتا رہتا تھا۔

ایک دن وزیر، حاکم کے پاس گیا اور اسے ایک انار پیش کیا جس پر موٹا سا لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابوبکر و عمر و عثمان و علی خلفاء رسول اللہ۔

حاکم بحرین نے اس انار کو خوب غور کے ساتھ دیکھا اور یقین پیدا کر لیا کہ اس انار پر یہ الفاظ قدرتی طور پر لکھے ہوئے ہیں۔ اس نے وزیر کو مخاطب ہو کر کہا:۔

یہ انار، مذہب شیعہ کے باطل ہونے پر محکم دلیل ہے تم کہتے ہیں کہ

رسول خدا کے حضرت علی خلیفہ بلافصل ہیں اب تیرے خیال کے مطابق شیعوں کے ساتھ ہمیں کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

وزیر نے کہا: شیعہ لوگ بہت متعصب ہیں اس حد تک کہ محکم دلائل کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ آپ ان لوگوں کے بزرگ افراد کو بلا کر یہ انار دیکھائیں اور انہیں کہیں ان تین کاموں میں سے جو تمہارا جی چاہے اختیار کر و کہ:

اپنے بے بنیاد مذہب کو چھوڑ دیں۔ یا ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کریں، یا تمام مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں کو قید کر دیا جائے یا اس انار کا جواب تلاش کر کے لائیں جو ان کے لیے قطعاً ممکن نہیں ہے!

حاکم نے اس خبیث وزیر کی رائے کو پسند کیا اور اس نے اعلان کر دیا کہ فلاں دن شیعہ علماء اور بزرگان دربار میں جمع ہوں میں ان کے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

جس وقت تمام شیعہ حضرات دربار میں اکٹھے حاضر ہوئے تو حاکم نے وہ انار دیکھایا اور جو وزیر نے رائے پیش کی تھی، وہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس انار کا جواب بہت جلدی تلاش کر کے لائیں ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا عورتوں کو قید کر لیا جائے گا۔

اموال کو لوٹ لیا جائے گا۔ آخر میں کہا جو آپ سے رعایت ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو چاہیے کہ جزیہ ادا کریں اور جیسے اسلامی حکومت میں غیر مسلم رہتے ہیں اسی طرح آپ بھی زندگی بسر کریں۔

جس وقت شیعوں نے اس انار کو دیکھا اور حاکم کی گفتگو سنی تو ان کے

بدن لرز اٹھے ۔رنگ تبدیل ہو گئے کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا کیا کریں اور کیا جواب دیں ۔

اسی دوران چند علماء شیعہ نے فرمایا ۔اے حاکم اگر ممکن ہو تو ہمیں تین راتوں کی مہلت دے دو تاکہ اس بات کا جواب لاسکیں اگر ہم اس کا جواب نہ دے سکے تو جو کچھ آپ کا جی چاہے ہمارے ساتھ برتاؤ کرنا ۔

حاکم نے تین راتوں کی مہلت دے دی شیعہ بزرگان خوف وہراس کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کیا آخر کار فیصلہ ہوا کہ اہل تقوے اور پرہیزگار علماء میں سے دس افراد کو چنا جائے پھر ان میں سے تین افراد کو منتخب کیا جائے ان سے گذارش کی جائے کہ ان میں سے ہر ایک عالم ہر رات کو بیابان میں چلا جائے اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے بارگاہ کا قرب حاصل کرے تاکہ یہ مشکل حل ہو سکے ۔

اس کام کو ان علماء نے انجام دیا ۔

پہلی رات انہوں نے ایک عالم سے درخواست کی کہ آپ آج کی رات بیابان میں جاکر عبادت کریں، تضرع وزاری کرتے ہوئے خدا کی بارگاہ میں دعا کریں پھر حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کا استغاثہ کرتے ہوئے سوال کریں شاید اس طرح، اس مشکل کا حل امام زمان علیہ السلام سے دریافت ہو سکے ۔

وہ متقی و پرہیزگار عالم خلوص کے ساتھ، ایمان و امید سے بھرے ہوئے دل، بہتے ہوئے آنسو کے ساتھ صحرا کی طرف چلا گیا صبح تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات اور حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کو پکارنے میں مشغول رہا لیکن نہایت

افسوس کے ساتھ واپس لوٹا کوئی چیز نظر نہ آئی اور نہ ہی کوئی جواب ملا۔

دوسری رات ایک متقی پرہیزگار، عارف و عالم شخص صحرا میں گیا اور وہ بھی پہلے شخص کی طرح صبح تک نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ مصروف عبادت رہا اور اس انار کے مسئلہ کے جواب کی جستجو میں استغاثہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کرتا رہا جس قدر آہ و فریاد کی کوئی جواب نہ ملا۔

وہ بھی مایوس ہو کر لوگوں کی طرف پلٹ آیا اور ناامیدی کے ساتھ بغیر جواب کے واپس آنے سے آگاہ کیا۔

شیعان (حضرت علیؑ) بہت ہی سخت پریشان ہو گئے صرف ایک رات کی مہلت باقی رہ گئی تھی اگر اس رات کو بھی اس مسئلہ کا حل تلاش نہ کر سکیں اور مایوس لوٹیں تو نہ جانے کیا مصیبت ان پر آئے گی۔

تمام لوگ دعا کرنے لگے اور جناب محمد بن عیسیٰ کو جو علم و تقویٰ میں بہترین انسان تھا صحرا میں روانہ کیا۔

وہ سر اور پاؤں سے برہنہ صحرا کی طرف روانہ ہو گیا اتفاقاً وہ رات بہت تاریک تھی صحرا کے ایک گوشے میں بیٹھ کر دعا و گریہ وزاری میں مشغول ہوا۔ خداوند کریم سے دعا کی اے اللہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے وسیلہ سے شیعوں کے سروں سے یہ مصیبت دور فرما۔

اس رات کو جناب محمد ابن عیسیٰ نے بہت گریہ کیا۔

اس نے کوشش کی کہ اپنے اندر خلوص ایجاد کرے۔

وہ عاشقوں کی طرح سختی کے بعد خوشحالی کا منتظر تھا۔

وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ملاقات کا انتظار کر رہا تھا کہ

اچانک رات کے آخری حصہ میں ایک آواز سنائی دی خوب غور کے ساتھ جب سنا تو اسے معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اس کا نام لے کر پکارا ہے۔ اور اُسے کہا ہے کہ:۔

اے محمد ابن عیسٰی میں صاحب الامر ہوں تجھے کیا غرض ہے۔

اس نے عرض کیا اگر آپ صاحب الامر ہیں تو پھر آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے آپ خود جانتے ہوں گے کہ میری کیا حاجت ہے مجھے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

آنحضرتؑ نے فرمایا:۔ تو نے سچ کہا ہے تو صحرا میں اس لیے آیا ہے کہ انار کی وجہ سے مصیبت شیعوں کے سر پہ آئی ہے اور حاکم وقت نے دھمکی بھی دی ہے۔

محمد بن عیسٰی بیان کرتا ہے۔

جس وقت میں نے یہ کلام امام سنا تو متوجہ ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں عرض کی جی ہاں آپ جانتے ہیں کہ کیسے مصیبت ہمارے سروں پر آئی ہے اور آپ ہمارے امام ہیں آپ قدرت رکھتے ہیں کہ اس مصیبت کو ہم سے دور کریں۔

ہمارے مولا و آقا نے فرمایا:۔ اے محمد ابن عیسٰی اس وزیر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اس کے گھر میں ایک انار کا درخت ہے جس وقت اس پر انار کا پھل لگتا ہے۔

وہ اس پر سانچے چڑھا دیتا ہے۔ اس نے انار کی شکل میں سانچے بنائے ہوئے ہیں۔ ان میں وہ عبارت لکھی ہوئی ہے اور انہیں انار کے اوپر چڑھا دیتا ہے۔ انار اس سانچے میں بڑا ہوتا ہے اور وہ الفاظ اس پر نقش ہو جاتے ہیں

اب صبح جس وقت تم حاکم کے پاس جاؤ گے اسے کہنا کہ اس مسئلہ کا جواب میں نے تلاش کر لیا ہے مگر اس وقت تک کسی کو نہیں بتاؤں گا جب تک میں خود اس وزیر کے گھر نہ جاؤں۔

جس وقت تو اس وزیر کے گھر میں داخل ہوگا۔ دائیں طرف ایک کمرہ ہے حاکم سے کہنا میں اس مسئلہ کا جواب اس کمرہ میں جا کر بتاؤں گا۔

اس موقعہ پر وزیر کی کوشش یہی ہوگی کہ تو کمرہ میں نہ جائے لیکن تم یہ اصرار کرو کہ کمرے کے اندر جا کر بتاؤں گا اور اس بات کا خیال رکھیں کہ وزیر تم سے پہلے کمرے میں نہ جائے جہاں تک ممکن ہو یہی کوشش کرنا تا کہ تم سب سے پہلے کمرے میں جاؤ۔

اس کمرے میں تم دیکھو گے کہ ایک سفید تھیلی ہے اور اس میں دو سانچے ہیں اسے اٹھا کر حاکم کے پاس لے جاؤ اور انار کو اٹھا کر اس سانچے میں رکھو تا کہ ساری حقیقت حاکم پر واضح ہو جائے۔

اور دوسری دلیل آپ یہ پیش کریں کہ حاکم کو کہیں ہمارے امام کا معجزہ یہ ہے کہ اگر آپ انار کو توڑیں تو اس میں (ان کے ناموں کی جگہ) سوائے خاک کے کوئی چیز نہ ہوگی۔

اس وزیر کو کہنا لوگوں کے سامنے اس انار کو توڑے اور اس کے اندر مٹی کو ملاحظہ کریں۔

وزیر انار کو توڑے گا تو جس وقت اس انار سے خاک نکلے گی وہ اس وزیر کی داڑھی اور منہ پر پڑ جائے گی۔

جناب محمد بن عیسیٰ جس وقت اپنے مولا و آقا حضرت بقیۃ اللہ

روحی وارواح العالمین لہ الفداء سے یہ تمام کلمات سن چکے تو بہت ہی خوشحال ہوئے اور آدب سے آنحضرتؑ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور خوشی کے ساتھ لوگوں کی طرف لوٹ کر آئے، اور تمام شیعوں کے ہمراہ حاکم کے پاس گئے اور جو کچھ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ نے فرمایا تھا اسے انجام دیا۔

حاکم نے جناب محمد بن عیسٰی سے کہا: یہ راز تمہیں کیسے معلوم ہوا جناب محمد بن عیسٰی نے کہا امام زمان، حجت خدا حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام نے مجھے آگاہ فرمایا ہے۔

حاکم نے پوچھا آپ کا امام کون ہے جناب محمد بن عیسٰی نے ہر ایک امام کا نام ایک ایک کرکے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام تک بیان کیا:۔ حاکم نے کہا۔ اپنا ہاتھ دراز کرو تاکہ میں تمہاری بیعت کروں اور مذہب شیعہ اختیار کروں آخر کار اس معجزہ کا اس پر اثر ہوا اور اس نے مذہب شیعہ قبول کر لیا اور حکم دیا کہ اس خائن۔ ناصبی وزیر کو قتل کر دیا جائے حاکم نے شیعوں سے معذرت کی اور سچا مسلمان ہو گیا۔

یہ واقعہ بحرین میں مشہور ہے اور کتاب نجم الثاقب میں درج ہے وہاں کے تمام لوگوں نے اس واقعہ کو سنا ہے اور جناب محمد ابن عیسٰی کی قبر بحرین میں ہے جو کہ تمام لوگوں کے لیے قابلِ احترام ہے۔

حکایت نمبر ۴۵

تہران میں ایک آدمی بنام سید عبدالکریم گانٹھنے کا کام کرتا تھا میں نے اس سے بہت تھوڑی ملاقاتیں کی تھیں اس سے محبت و عقیدت تو تھی مگر کم سنی کی وجہ سے اپنے آپ میں صلاحیت نہیں دیکھتا تھا ۔ اکثر علماء معتقد تھے کہ کبھی کبھی حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام اس کی دوکان پر تشریف لاتے ہیں اس کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں ۔

اس بنا پر بعض علماء حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ملاقات و زیارت کے لیے اس کی دوکان پر انتظار میں بیٹھے رہتے تھے ان میں سے کچھ افراد آنحضرت کی زیارت کا شرف حاصل کر لیتے تھے ۔

سید عبدالکریم (مرحوم) مال دار لوگوں میں سے نہ تھا یہاں تک کہ اپنا رہنے کے لیے مکان بھی نہیں تھا ۔ پیٹ پالنے کا ذریعہ گھانٹھی اور پیوند لگانا تھا ۔

تہران کا ایک تاجر جو بزرگ علماء اور مراجع تقلید کا قابل اعتماد آدمی تھا وہ مجھے بیان کرتا تھا ۔

کہ سید عبدالکریم تہران میں ایک کرایے کے مکان میں رہتا تھا مکان کا مالک اس کے ساتھ بہت نرمی کرتا تھا اس کے باوجود مکان کے کرایہ کی مدت جب ختم ہوئی تو دوبارہ مکان کرایہ پر دینے کے لیے آمادہ نہ ہوا اور اسے دس

حکایت نمبر ۴۶

کتاب ریاض العلماء میں شیخ ابن جو نعانی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ ان افراد میں سے ہے جنھوں نے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی زیارت کی ہے اس کا واقعہ یوں ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا اے میرے آقا و مولا آپ کا ایک مقام نعانیہ میں اور ایک حلہ میں ہے آپ کس وقت نعانیہ میں اور کس وقت حلہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

آنحضرت نے فرمایا۔

منگل کی رات اور دن نعانیہ میں اور جمعہ کا دن اور رات حلہ میں بسر کرتا ہوں لیکن حلہ کے لوگ میرے مقام کے مطابق آداب و تسلیمات میں رعایت نہیں کرتے

اگر کوئی میرے مقام کے مطابق آداب بجالائے تو وہ جو کچھ طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا اور وہ یوں عمل انجام دے یعنی مجھ پر بارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور آئمہ معصومین پر بارہ مرتبہ سلام و صلوات پڑھے، دو رکعت نماز پڑھے، نماز میں خداوند کریم کی بارگاہ میں مناجات کرے۔

میں نے پوچھا: اے میرے مولا و آقا نماز میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے

دن کی مہلت دی کہ دوسرا مکان تلاش کر لو۔

دسویں دن تک اس کو مکان کی تلاش کرتے کے باوجود نہ ملا مگر مکان کے مالک سے جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق مکان کو خالی کر دیا اور اپنا سامان گلی کے کنارے رکھ دیا اب اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے

اسی دوران حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ اس کے قریب جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:۔

آپ پریشان نہ ہوں ہمارے آباء و اجداد نے بہت مصیبتیں برداشت کی ہیں ۔

سید عبدالکریم نے کہا:۔ آپ نے درست فرمایا ہے۔ لیکن ان میں سے ایک بھی اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا تھا کہ کرائے کے مکان میں زندگی بسر کی ہو۔

حضرت ولی عصر علیہ السلام مسکرائے اور یوں فرمایا ۔ (مضمون کی تھوڑی سی کمی یا زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے) درست ہے۔ ہم نے امور کو ترتیب دیا ہے۔ میں جا رہا ہوں کچھ تھوڑی دیر کے بعد آپ کا کام بن جائے گا۔ وہ تہران کا تاجر جو یہ واقعہ بیان کر رہا تھا یہاں تک بیان کرنے کے بعد اضافہ کرتے ہوتے کہتا ہے:۔ کہ میں نے ایک رات قبل خواب میں امام حضرت ولی عصر علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا تھا:۔ کہ صبح فلاں مکان بنام سید عبدالکریم خرید کر دو اور فلاں وقت فلاں گلی میں وہ بیٹھا ہو گا جا کر اسے اس مکان کی چابی دے دو۔

میں خواب سے بیدار ہوا صبح اٹھ کے اس مکان کی خریداری کے لیے چلا گیا

اس مکان کے مالک نے کہا: میں مقروض تھا کل رات کو حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں متوسل ہوا تو اس مکان کو بیچ کر قرض ادا کرنے کا حکم ہوا۔

میں نے مکان خریدا اس کی چابی لی اور سید عبدالکریم کی خدمت میں پہنچا جس وقت میں پہنچا تھا اسی وقت کچھ دیر پہلے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ وہاں سے تشریف لے گئے تھے۔

وہ تاجر دار فانی کو چھوڑ چکا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اور سید عبدالکریم (مرحوم) پر اپنی رحمت کرے۔

مناجات کروں آنحضرت نے فرمایا اس طرح کہو۔

اَللّٰهُمَّ قَدْ اَخَذَ التَّادِيْبُ مِنِّيْ حَتّٰى مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَاِنْ كَانَ مَا اقْتَرَفْتُهُ مِنَ الذُّنُوْبِ اَسْتَحِقُّ بِهٖ اَضْعَافَ مَا اَدَّبْتَنِيْ بِهٖ وَاَنْتَ حَلِيْمٌ ذُوْ اَنَاةٍ تَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ حَتّٰى يَسْبِقَ عَفْوُكَ وَ رَحْمَتُكَ عَذَابَكَ۔

تین مرتبہ آنحضرت نے اس دعا کو میرے لیے پڑھا اور میں نے اسے زبانی یاد کر لیا۔

مرحوم حاجی نوری تحریر فرماتے ہیں کہ عراق میں بغداد اور واسط کے درمیان نعمانیہ ایک شہر ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ کتب غیبت کے مؤلف عالم کامل شیخ نعمانی اس شہر کے رہنے والے ہیں۔

حکایت نمبر ۷۴

مرحوم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب بحار الانوار میں اور مرحوم حاجی نوری علیہ الرحمہ نے کتاب نجم الثاقب میں نقل کیا ہے کہ:۔

ابو راجح حمامی کا قصہ حلہ میں مشہور ہے بعض قابلِ وثوق افراد نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

واقعہ اصل میں یوں ہے۔

شیخ عابد و زاہد و محقق شمس الدین محمد ابن قارون بیان کرتا ہے کہ حلہ میں ایک حاکم تھا اسے مرجان صغیر کہتے تھے وہ شخص ناصبی تھا اور شیعوں کا مخالف تھا۔

ایک دن بعض خود غرض لوگوں نے اس کو شکایت کی کہ ابو راجح (جو کہ شیعہ ہے) ہمیشہ بعض صحابہ پر لعنت کرتا ہے۔

مرجان نے حکم دیا اسے پکڑ کرلے آؤ جس وقت وہ حاضر ہوا اس نے حکم دیا کہ اسے مارو۔

مامورین نے اس قدر مارا کہ وہ قریب المرگ ہو گیا اس کا تمام بدن زخمی ہو گیا۔ اتنے تازیانے مارے کہ اس کا چہرہ زخمی ہو گیا دانت مبارک گر گئے زبان کو منہ سے کھینچ لیا اور سخت رسی کے ساتھ اسے باندھ دیا اس کی ناک میں

سوراخ کر دیا بالوں کی رسی کے ساتھ ناک میں نتھ ڈال کر مامورین کے ہاتھوں میں دی تاکہ حلہ کی گلی، کوچوں میں پھرائیں مختصر یہ کہ اسے اس قدر اذیت کی کہ وہ زمین پر گر پڑا مرنے کے قریب ہوگیا، اس کی صورت حال سے حاکم کو آگاہ کیا گیا اس ظالم نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دو۔

لوگوں نے کہا وہ ضعیف آدمی ہے اور اس قدر زخموں سے چور ہے کہ اس رات کو خود ہی مر جائے گا لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ اُسے قتل نہ کیا جائے۔

اس کے بیٹے، مجروح باپ کو بے ہوشی کے عالم میں گھر لے گئے اور انہیں اس میں شک ہی نہیں تھا کہ ہمارا باپ آج کی رات فوت نہیں ہوگا لیکن صبح جس وقت لوگ اس کے پاس گئے وہ کھڑا نماز میں مشغول تھا بدن صحیح وسالم تھا دانت جو گر چکے تھے دوبارہ نکل آئے تھے دانت بالکل ٹھیک ٹھاک نظر آرہے تھے اور بدن پر زخم کا کوئی نشان موجود نہیں تھا۔

لوگوں نے تعجب کیا اس سے پوچھا کہ کل جو اس قدر زخم تیرے جسم پر لگائے گئے تھے وہ کیسے ٹھیک ہوئے ہیں۔

اس نے کہا میں آدھی رات کے وقت گرا ہوا پڑا تھا موت کی انتظار میں لحہ بہ لحہ سوچ رہا تھا۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا اپنے مولا وآقا حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ سے مدد طلب کی کمرہ تاریک تھا اچانک میں نے دیکھا کمرے میں روشنی ہی روشنی دیکھائی دی امام ولی عصر علیہ السلام کو دیکھا کہ کمرے میں تشریف لائے ہیں اور میرے جسم پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا۔ اپنے گھر سے باہر چلو اور اہل وعیال کے لیے نان ونفقہ کا انتظام کرو۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے شفا عنایت فرمائی ہے۔
اب اس وقت آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ میں بالکل تندرست صحیح و سالم ہوں۔
شیخ شمس الدین محمد ابن قارون اس قصہ کا راوی کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں ہمیشہ ابوراجح کے ساتھ حمام میں جاتا تھا وہ ایک ضعیف آدمی تھا اس کا رنگ زرد، بدصورت اور کوسہ تھا یعنی کافی عمر ہونے کے باوجود داڑھی کے بال نہیں ہوتے۔
اس دن صبح کے وقت جب لوگوں کے ساتھ میں اس کے گھر گیا تو اسے اس قدر خوشحال، خوب صورت، ریش کے بال اور رنگ سرخ دیکھا کہ بہت ہی تعجب ہوا۔
یہاں تک کہ پہلے اس کو میں پہچان ہی نہیں سکا یوں معلوم ہوتا تھا کہ بیس سالہ نوجوان ہے جو میرے سامنے بیٹھا ہے۔
اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ۔
باقی ماندہ زندگی اسی طرح گذاری یعنی بیس سالہ نوجوان ہی معلوم ہوتا تھا۔ خوش حال، آخر عمر تک اس کی شکل و صورت، صحت و سلامتی میں بھی تبدیلی نہیں آئی۔
جس وقت یہ واقعہ لوگوں میں مشہور ہوگیا۔ تو حاکم (مرجان) نے اسے بلایا جب دیکھا کہ گذشتہ روز اسے زخموں سے چور چور دیکھا تھا اور آج زخم کے آثار تو درکنار ایک چاق و چوبند نوجوان نظر آرہا تھا یہاں تک کہ اس کے نئے دانت اگ آئے تھے۔

حاکم (مرجان) بہت ہی ڈرا اس حد تک خوف زدہ ہوا کہ جب اپنے محل میں بیٹھتا تھا تو حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے مقام کی طرف جو حلہ میں تھا پشت تک نہ کرتا تھا۔ آنحضرت کے شیعوں اور اہالیان حلہ سے پیار و محبت کرتا تھا۔ تھوڑی مدت زندہ رہنے کے بعد غضبِ خدا میں گرفتار ہو کر واصل جہنم ہوا۔

حکایت نمبر ۴۸

مرحوم حاجی نوری نے کتاب نجم الثاقب میں محی الدین سے نقل کیا ہے وہ کہتا تھا:۔

ایک دن میں اپنے والد محترم کی خدمت میں بیٹھا تھا میرے علاوہ ایک اور شخص بھی بیٹھا تھا اسے اونگھ آئی اور اس کے سر سے عمامہ گر پڑا اس کے سر پر تلوار کے زخم کے نشان موجود تھے۔

میرے والد بزرگوار نے اس سے پوچھا کہ آپ کے سر پر زخم کے نشان کیسے ہیں؟۔

اس نے کہا۔ یہ وہ زخم ہیں جو جنگ صفین میں میرے سر پر لگے ہیں۔

میرے والد بزرگوار نے کہا:۔

جنگ صفین حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی ان کے اور ہمارے زمانہ میں بہت فاصلہ ہے اور تو ان کے وقت موجود بھی نہیں تھا۔

اس نے کہا:۔ چند سال قبل میں مصر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں قبیلہ وغیرہ کا ایک آدمی ہم سفر ہو گیا۔ ہم دونوں اکٹھے سفر کر رہے تھے اور ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف تھے۔

یہاں تک کہ جنگ صفین کی تاریخ کا ذکر ہوا۔

اس نے کہا:۔ اگر میں جنگ صفین میں موجود تھا تو اپنی تلوار حضرت علی علیہ السلام اور ان کے صحابہ کرام کے خون سے سیراب کرتا!۔

میں نے کہا:۔

اگر میں بھی اس دن موجود ہوتا تو اپنی تلوار معاویہ اور اس کے مددگاروں کے خون کے ساتھ سیراب کرتا اور اس وقت میں اور تم حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب اور معاویہ کے مددگاروں میں سے ہیں آؤ آپس میں جنگ کریں۔

خلاصہ یہ کہ:۔

تلواروں کو نیام سے نکالا اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیا ایک دوسرے کو کافی زخم آئے۔

یہاں تک کہ میں زخموں کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نیزے کی انی کے ساتھ مجھے بیدار کر رہا ہے۔

میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہے گھوڑے سے اتر کر اپنا دست مبارک میرے زخموں پر پھیرا تو میرے زخم فوراً درست ہو گئے اور اس نے فرمایا یہاں ہی ٹھہرو اور اس کے بعد غائب ہو گیا۔

تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ میں نے دیکھا اس کے ایک ہاتھ میں میرے رفیق سفر یعنی معاویہ کے طرف دار کا سر ہے اور دوسرے ہاتھ میں اس کے گھوڑے کی لگام ہے اور میری طرف آ رہا ہے۔

قریب آکر مجھے فرمایا یہ تیرے دشمن کا سر ہے۔

تو نے ہماری مدد کی ہے ہم بھی تمہاری مدد کو آئے ہیں جو کوئی اللہ تعالیٰ کی مدد کرے۔

اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

میں نے پوچھا، آپ کون ہیں؟

اس نے فرمایا میں حجت ابن الحسن صاحب الزمان (۴) ہوں اور مجھے فرمایا جو کوئی تجھ سے پوچھے کہ تیرے سر میں زخم کیسے ہیں انہیں کہنا یہ جنگ صفین کے زخم ہیں۔

حکایت نمبر ۴۹

یہ واقعہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور حاجی نوری علیہ الرحمہ کے فرمان مطابق اور نجف اشرف میں مشہور ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحارالانوار میں اور حاجی نوری علیہ الرحمہ نے نجم الثاقب میں درج کیا ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہے جو میرے لیے قابلِ اعتماد ہے۔

ایک پرانا مکان جس میں میں رہتا ہوں وہ ایک نیک آدمی کا ہے اور اس کا نام حسین مدلل ہے۔

وہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے حرم کے نزدیک رہتا ہے اس جگہ کو ساباط حسین مدلل کہتے تھے (ساباط یعنی ایسی جگہ جو چھتی ہوئی ہو اور یہ آمدورفت اس جگہ ہوتی رہے) اس کی بہت سی اولاد تھی وہ فالج کی مرض میں مبتلا تھا کافی مدت گذر چکی تھی کہ حرکت نہیں کرسکتا تھا اور نہ ہی اپنے بستر سے اٹھنے کی طاقت رکھتا تھا۔

یہاں تک کہ لیٹرین جانے کے لیے اہل وعیال اس کی مدد کرتے تھے۔

چونکہ بہت عرصہ سے وہ مریض تھا اس لیے اہل خانہ فقر و تنگ دستی

میں بھی مبتلا تھے۔

سال ہجری ۲ میں آدھی رات کے وقت اس کے گھر والے بے دار ہوئے تو گھر میں اور چھت کے اوپر عجیب قسم کا نور دیکھا۔

اس قسم کی روشنی تھی جو پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی۔

انہوں نے حسین مدلل سے پوچھا۔

یہ روشنی کیسی ہے اور کیا بات ہے؟

اس نے بیان کیا کہ۔

ابھی ابھی حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ میرے پاس تشریف فرما تھے اور مجھے فرمایا۔

اے حسین اپنی جگہ سے اٹھو۔

میں نے عرض کیا میرے مولا آقا آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں فالج کی مرض میں مبتلا ہوں میں اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آنحضرتؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا میں فوراً ٹھیک ہو گیا بالکل تندرست صحیح و سالم ہو گیا۔

اور مجھے فرمایا یہ ساباط یعنی یہ مسقف راستہ میری گذرگاہ ہے۔

یہاں سے گذر کر میں اپنے جد بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے حرم میں زیارت کے لیے جاتا ہوں اس کا دروازہ ہر رات بند کر دیں۔

میں نے عرض کیا میں نے آپ کا فرمان سنا ہے میں اطاعت کروں گا انشاءاللہ

پھر حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ، الشریف اٹھ کر اسی راستے سے حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کے لیے حرم مبارک میں تشریف لے گئے ہیں۔ اور یہ نور ان کے قدم مبارک کا اثر ہے۔

مرحوم حاجی نوری کہتے ہیں کہ وہ راستہ اس وقت تک (سایاط حسین بدلل) کے نام سے مشہور ہے اور لوگ اس راستہ کے لیے منتیں مانتے ہیں اور حضرت حجت ابن الحسن علیہ السلام کی برکت سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔

حکایت نمبر ۵

یہ واقعہ مفاتیح الجنان میں موجود ہے۔ مگر جن اسباب کی وجہ سے حاجی علی بغدادی کا واقعہ یہاں درج کیا ہے ان وجوہ کی بنا پر اس واقعہ کو یہاں درج کر رہا ہوں۔

حاجی نوری نے تحریر فرمایا ہے۔

جناب مستطاب تقی صالح سید احمد ابن ہاشم ابن سید حسن موسوی رشتی رشت کا رہنے والا تاجر ہے اللہ تعالیٰ اس کی کمک فرمائے اس نے بہت سے مطالب بیان کرنے کے بعد "جنہیں یہاں درج کرنے کا فائدہ نہیں" بیان فرمایا سید رشتی نے میرے لیے نقل کیا اور کہا۔

ایک ہزار دو سو اسی ہجری ۱۲۸۰ھ میں میں حج کے ارادہ سے رشت سے تبریز آیا حاجی صفر علی جو تبریز کا مشہور و معروف تاجر تھا اس کے گھر میں میں نے قیام کیا چونکہ مکہ جانے کے لیے کوئی قافلہ تیار نہیں تھا اس لیے میں پریشان تھا کہ کیا کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ حاجی جبار جلودار سدھی اصفہانی طرابزون جانے کے ارادہ سے آمادہ ہوا میں نے بھی اس سے کرایہ طے کر لیا اور اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ حاجی صفر علی کے گھر تین آدمی اور بھی بنام حاج ملا باقر تبریزی تاجر حاج سید حسین تبریزی اور حاج علی موجود تھے وہ بھی میرے ساتھ مل گئے

تمام مل کر روانہ ہوئے روم کی زمین پر پہنچے اور وہاں سے طرابوزن کی طرف چل دیئے۔

راستے میں چلتے چلتے ایک جگہ پر حاجی جبار میرے قریب آیا اور کہا یہ مقام جہاں سے اب گذرنا ہے بہت خطرناک ہے اس لیے مہربانی کر کے ذرا تیزی کے ساتھ گذر جائیں تاکہ ہم قافلہ کے ساتھ مل جائیں۔ (البتہ غالباً ہم سارے راستہ میں قافلہ سے کچھ فاصلے پر ہی تھے)۔ ہم نے تیزی کے ساتھ چلنا شروع کیا۔

صبح تقریباً اڑھائی یا تین بجے قافلہ کے ساتھ سفر شروع کیا تقریباً آدھہ فرسخ سفر طے کیا تھا کہ تیزی کے ساتھ برف باری شروع ہو گئی اندھیرا چھا گیا میرے ساتھیوں نے اپنے سروں کو ڈھانپا ہوا تھا اور تیزی کے ساتھ چلتے جاتے تھے۔

میں نے بہت کوشش کی کہ ان کے ساتھ ہی رہوں لیکن ممکن نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ دور نکل گئے اور میں تنہا رہ گیا۔ میں گھوڑے سے اتر کر راستے کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا۔ بہت زیادہ ہی مضطرب اور پریشان تھا تقریباً چھ سو تومان سفر خرچہ میرے پاس تھا آخرکار یہ فیصلہ کیا کہ صبح تک رات یہاں ہی بسر کردوں۔

چونکہ ابھی شہر سے زیادہ دور نہیں تھا میرے لیے امکان تھا کہ واپس لشکر والے سے چند محافظ اپنے ہمراہ لے کر خود کو قافلہ تک پہنچا دوں، اسی فکر میں ہی تھا کہ اچانک راستے کی دوسری جانب ایک باغ میں باغبان کو دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ بیلچہ اس کے ہاتھ میں ہے جس کے ساتھ درختوں سے برف جھاڑ

رہا ہے اس باغبان نے میرے قریب اگر ذرا فاصلے پر کھڑے ہو کر فارسی میں پوچھا۔

آپ کون ہیں؟

میں نے کہا میرے ساتھی چلے گئے ہیں میں راستے سے ناواقف ہوں

اس نے کہا۔ نافلہ پڑھو تاکہ آپ کو راستہ معلوم ہو جائے میں نافلہ میں مشغول ہوا تہجد ادا کرنے کے بعد دوبارہ میرے پاس آیا اور پوچھا آپ ابھی تک نہیں گئے۔

میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں راستہ نہیں جانتا

اس نے کہا۔ زیارت جامعہ پڑھو زیارت جامعہ مجھے زبانی یاد نہ تھی اور اس وقت بھی یاد نہیں ہے میں وہاں زیارت جامعہ پڑھنے میں مشغول ہوا پوری زیارت کسی غلطی کے بغیر زبانی پڑھی۔

باغبان پھر میرے پاس آیا اور پوچھا ابھی تک آپ نہیں گئے یہاں ہی بیٹھے ہو۔

میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے میں نے کہا۔ جی ہاں ابھی یہاں ہی بیٹھا ہوں راستہ نہیں جانتا کہ جاؤں۔

اس نے کہا زیارت عاشورا پڑھو میں اٹھ کھڑا ہوا زیارت عاشورا مجھے زبانی یاد نہ تھی اور اس وقت بھی زبانی یاد نہیں ہے۔

مگر از اول تا آخر سو سلام اور سو لعنت سمیت زبانی پڑھی۔ اور دعائے علقمہ بھی پڑھی۔

جب میں پڑھ چکا تو باغبان پھر میرے پاس آیا اور پوچھا ابھی تک تم

نہیں گئے یہاں ہی ہو؟۔

میں نے کہا صبح تک یہاں ہی ہوں۔

اس نے کہا میں ابھی تمہیں قافلہ تک پہنچاتا ہوں وہ گدھے پر سوار ہوا بیلچہ اپنے کندھے پر رکھا اور فرمایا میرے پیچھے گدھے پر بیٹھ جاؤ میں بھی اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی مگر اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔

اس نے کہا لگام مجھے پکڑا دو میں نے لگام اس کے ہاتھ میں دے دی اس نے بیلچہ بائیں شانے پر رکھا اور لگام کو پکڑ کر چلنے لگا گھوڑا بھی چلنے لگا سفر میں چلتے چلتے اپنا ہاتھ میرے زانو پر رکھا اور فرمایا تم نماز شب کیوں نہیں پڑھتے! نافلہ نافلہ نافلہ (اس لفظ کو تین مرتبہ تکرار کیا تا کہ اہمیت معلوم ہو)۔

پھر فرمایا آپ زیارت عاشورا کیوں نہیں پڑھتے عاشورا، عاشورا، عاشورا، اس کے بعد فرمایا آپ زیارت جامعہ کیوں نہیں پڑھتے جامعہ، جامعہ، جامعہ، اس طرح تکرار کے ساتھ تین چیزوں کے بارے میں تاکید فرمائی وہ راستہ گول دائرے کی طرح کر رہا تھا اچانک پلٹا اور فرمایا وہ آپ کے رفقاء ہیں میں نے دیکھا کہ ایک نہر کے کنارے اتر کر وضو کر رہے ہیں صبح کی نماز کے لیے وضو میں مشغول ہیں میں بھی گدھے سے نیچے اترا تا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان تک پہنچ جاؤں میں گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا وہ باغبان گدھے سے نیچے اترا اور مجھے گھوڑے پر سوار کیا اور اس کا منہ اس طرف کر دیا جدھر میرے ہم سفر ساتھی موجود تھے میں اسی وقت سوچنے لگا کہ یہ شخص کون تھا پہلی بات تو یہ کہ وہ فارسی میں باتیں کرتا

تھا حالانکہ اس علاقہ میں فارسی زبان بولی ہی نہیں جاتی تمام لوگ ترک ہیں اور عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے علاوہ کوئی آدمی اس جگہ آباد ہی نہیں ہے۔

اس شخص نے مجھے کہا، نماز نافلہ، زیارت عاشورا، زیارت جامعہ پڑھو اور مجھے اس قدر وہاں ٹھہرنا پڑا اس کے باوجود اتنی جلدی سے ساتھ مجھے میرے ساتھیوں تک پہنچایا؟۔

آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ (عج) ہیں لیکن جب میں نے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا تو کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا اور کسی قسم کا اثر بھی نہیں تھا۔

حکایت نمبر ۱۵

حاجی نوری رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ محمد طاہر نجفی ایک صالح اور متقی آدمی تھا، مسجد کوفہ کا خادم تھا کئی سالوں سے وہاں زندگی بسر کر رہا تھا اور میں خود اسے کافی عرصہ سے جانتا ہوں کہ تقوے و دیانت اس میں بھی موجود ہے۔

وہ بیان کرتا تھا۔

ایک عالم دین، متقی و پرہیزگار کافی مدت سے مسجد کوفہ میں اعتکاف کے لیے جاتا تھا۔ وہ شیخ محمد طاہر کی بہت تعریف کرتا تھا دیانت و تقوٰی کا اکثر ذکر کرتا تھا وہ کہتا تھا۔

کہ گذشتہ سال میں کوفہ میں گیا اس کے حالات دریافت کیے اس نے میرے لیے ایک واقعہ نقل کیا اور وہ یہ تھا کہ چند سال دو قبیلوں کے درمیان نجف اشرف میں جھگڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے اہل علم اور زائرین مسجد کوفہ میں تشریف نہیں لاتے تھے اس لیے معاش کا معاملہ میرے اوپر سخت ہو گیا تھا اس لیے کہ میری روزی صرف اسی وجہ سے تھی اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں تھا۔ اہل و عیال کی تعداد زیادہ تھی یہاں تک کہ کوفہ کے بعض یتیم بچوں کی پرورش بھی میں ہی کرتا تھا۔

ایک روز شب جمعہ کو غذا بالکل نہیں تھی رقم سے بھی ہاتھ خالی تھا بچے بھوک کی وجہ سے گریہ کر رہے تھے اس منظر کو دیکھ کر بہت ہی دکھ ہوا میں محل سفینہ "جو تنور کے نام سے مشہور ہے" اور مسند قضاوت کے درمیان قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حالت کی شکایت کرنے لگا۔

اسی دوران التجا کی اے خدا میں اسی حال میں راضی ہوں لیکن کیا کروں۔ اپنے مولا و آقا حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے جمال مقدس سے بھی محروم ہوں۔

اگر تیری ذات کی طرف سے یہ مہربانی ہو جائے مجھے آنحضرتؑ کی زیارت ہو جائے تو میں تیری ذات سے اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور اس فقر و تنگدستی پر صبر کروں گا۔

اچانک بے اختیار پاؤں پہ کھڑا ہوا میں نے دیکھا میرے ہاتھ میں سفید رنگ کا جائے نماز ہے اور میرا دوسرا ہاتھ ایک جلیل القدر جوان کے ہاتھ میں ہے اس کی عظمت و ہیبت کے آثار اس سے ظاہر ہیں۔

نفیس لباس، سیاہی زیب تن کیا ہوا ہے۔ میں نے گمان کیا کہ کوئی بھی بادشاہ ہے۔

لیکن بعد میں دیکھا کہ سبز رنگ کا عمامہ پہنا ہوا ہے اور اس کے پہلو میں ایک شخص کھڑا تھا جس نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا ہے۔

بالآخر تینوں اشخاص مسند قضاوت کی طرف محراب کے قریب گئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہ شخص کہ جس کے ہاتھ میں ہاتھ تھا۔ مجھے فرمایا۔

یَا طَاہِرُ اِفْرِشِ السَّجَادہ

اے طاہر جائے نماز کو بچھاؤ میں نے اسے بچھایا بہت خوبصورت اور سفید تھا لیکن مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے

میں نے جائے نماز کو قبلہ رخ ڈال دیا وہ آقا اس پر کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ تکبیر کہی اور نماز شروع کر دی اس کی عظمت میری نظر میں زیادہ ہی ہو رہی تھی آہستہ آہستہ نور میں اتنا اضافہ ہوا کہ اس کی طرف دیکھنا ممکن نہ تھا۔

اور وہ دوسرا شخص جو اس کے ساتھ تھا تقریباً چار بالشت اس کے پیچھے کھڑا ہو کر نماز میں مشغول تھا۔

میں ان کے سامنے کھڑا تھا دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ آقا کون ہے؟

جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس شخص کو نہ دیکھا جو پہلے شخص کے پیچھے نماز میں مشغول تھا۔ لیکن اس آقا کو دیکھا کہ اچانک ایک کرسی تھی جو تقریباً چار ہاتھ بلند تھی اس کے اوپر چھت بھی تھا وہ آقا جان اس کرسی پر تشریف فرما تھے وہ کرسی اور آقا جان کا وجود مقدس اتنا نورانی تھا کہ آنکھیں روشنی کی وجہ سے چندھیا جاتی تھیں۔

پھر مجھے فرمایا اے طاہر مجھے تو نے کون سے بادشاہوں میں سے گمان کیا ہے؟۔

میں نے عرض کیا اے میرے مولا آپ بادشاہوں کے بادشاہ اور عالم سید ہیں۔ آپ ان بادشاہوں میں سے نہیں ہیں۔

انہوں نے فرمایا:۔ اے طاہر تو اپنے مقصد کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام

کی زیارت ا کو پا چکا ہے اب آپ فرمائیں کیا چاہتے ہو کیا ہم ہر روز آپ کی حمایت و رعایت نہیں کرتے ؟ آپ کے احوال و اعمال ہر روز ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

بالآخر آنحضرتؑ نے مجھے وعدہ دیا کہ میری مالی حالت اچھی ہو جائے گی اور اس تنگدستی سے نجات مل جائے گی۔

اسی دوران ایک آدمی معصیت کار جسے میں پہچانتا تھا اور اس کے نام سے بھی واقف تھا حضرت مسلم کے صحن کی طرف سے مسجد کوفہ میں داخل ہوا۔

اچانک میں نے دیکھا تو آنحضرتؑ کے وجود مقدس میں غضب کے آثار نمایاں ہوئے اور اس شخص کی طرف رخ انور کرکے فرمایا۔

اے .... کہاں تک فرار اختیار کرے گا مگر زمین ہماری ملکیت نہیں ہے ، اگر آسمان ہماری حکومت میں نہیں ہے ، زمین و آسمان میں ہمارے احکام جاری ہونے چاہیں اور تیرے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ ہمارے زیر تسلط رہے

پھر میری طرف رخ انور پھیر کر مسکرا کر فرمایا اے طاہر تم نے اپنی حاجت پالی ہے اس کے علاوہ اور کیا چاہتے ہو ۔؟

لیکن میں ان کی عظمت و جلال کے آثار کی وجہ سے بات کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تھا۔

پھر دوبارہ اسی طرح ارشاد فرمایا۔

مگر مجھ میں پھر بھی کچھ عرض کرنے کی جرات نہ تھی میں اس قدر خوش حال

تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اس وقت میں نے پلک جھپکنے سے پہلے اپنے آپ کو مسجد میں تنہا دیکھا آنحضرتؐ تشریف لے جا چکے تھے جب مشرق کی طرف نظر کی تو دیکھا۔ صبح نمودار ہو چکی تھی۔

شیخ طاہر بیان کرتا تھا کہ اس دن سے لے کر آج تک۔ بحمد اللہ اس قدر رزق میں وسعت پیدا ہوئی ہے۔ کہ اس کے بعد کسی وقت بھی یہ تنگدستی نہیں دیکھی۔

❋

حکایت نمبر ۵۲

کتاب وسائل الشیعہ اور چند دوسری علمی کتابوں کے مصنف مرحوم شیخ حر عاملی، کتاب اثبات الھداۃ میں لکھتے ہیں کہ۔

میں تقریباً دس سال کا تھا کہ بیمار ہوا ایسی مرض میں مبتلا ہوا کہ حکیم و ڈاکٹر علاج کرنے سے عاجز آ گئے میرے عزیز و رشتہ دار میری چارپائی کے اردگرد جمع تھے اور میری موت کے انتظار میں تھے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ مرجائے گا، وہ رونے میں لگے ہوئے تھے۔

اس رات کو میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بارہ اماموں کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ اردگرد کھڑے ہیں۔

میں نے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا ہر ایک کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور میرے درمیان ایک مذاکرہ ہوا جو اس وقت یاد نہیں ہے لیکن مجھے اتنا یاد ہے کہ آنحضرتؑ نے میرے حق میں دعا فرمائی اور جس وقت میں نے حضرت امام ولی عصر ارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ساتھ مصافحہ کیا تو میں نے روتے ہوئے عرض کی اے مولا و آقا میں ڈرتا ہوں کہ اس مرض کی وجہ سے فوت ہو جاؤں گا اور علم حاصل کرنے کا ارادہ پورا نہیں کر سکوں گا۔

آنحضرت نے فرمایا۔ نہ ڈرو اس مرض سے تمہیں موت نہیں آئے گی اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطا فرمائے گا تمہاری بہت طویل زندگی ہو گی آنحضرت کے ہاتھ مبارک میں ایک پانی کا برتن تھا وہ انہوں نے مجھے دیا میں نے اس سے پانی پیا تو فوراً مجھے شفاء مل گئی وہ بیماری کلی طور پر ختم ہو گئی میرے عزیز و رشتہ دار جو بیٹھے تھے انہوں نے تعجب کیا سب کے سب حیران ہو گئے۔
یہاں تک کہ میں نے انہیں چند روز کے بعد اس واقعہ سے آگاہ کیا۔

حکایت نمبر ۵۲

حاجی نوری علیہ الرحمہ نے کتاب نجم الثاقب میں درج کیا ہے عالم جلیل صبر نبیل، مجمع فضائل و فواضل شیخ علی رشتی، زاہد، متقی اور بہت بڑے عالم تھے مرحوم شیخ مرتضیٰ انصاری کے شاگرد تھے۔ میں سفر و حضر میں اس کے ساتھ رہا ہوں، فضل و تقوے اور اخلاق میں اس کی مثل بہت کم ہی کسی کو دیکھا اس نے نقل کیا ہے کہ: ۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے نجف اشرف واپس آتے ہوئے اپنی راستہ دریائے فرات کو اختیار کیا ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہوا وہ کشتی طویرج اور کربلا کے درمیان مسافرین کو لے کر جاتی تھی اس کشتی میں جتنے مسافرین سوار تھے حلہ کے رہنے والے تھے ایک مسافر کے سوا تمام لہو ولعب، ہنسی مذاق میں مشغول تھے ایک شخص جو باوقار خاموش ایک طرف بیٹھا تھا، کبھی کبھی اس کے ساتھ باقی اہل خانہ مذاق و اذیت کرتے تھے اس کے مذہب کے بارے میں طعن کرتے تھے ۔

حالانکہ غذا اور طعام اور سفر خرچ میں ایک دوسرے کے ساتھی تھے میں بہت حیران ہوا لیکن کشتی میں اس سے اس بارے کوئی سوال نہ کرسکا آخرکار ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں پانی بہت تھوڑا تھا کشتی بھاری تھی خطرہ تھا کہیں

مٹی پر بیٹھ نہ جائے اس لیے ہمیں کشتی سے اتار دیا دریائے فرات کے کنارے پیدل چل رہے تھے کہ میں نے اس باوقار مرد سے پوچھا آپ ان لوگوں کے ساتھ گذر کر رہے ہو۔ وہ آپ کو کیوں اس طرح اذیت کرتے ہیں؟

اس نے کہا:۔

یہ میری قوم کے افراد ہیں تمام سنی ہیں میرے والد محترم بھی سنی تھے البتہ میری والدہ محترمہ شیعہ تھی میں خود بھی سنی تھا حضرت امام ولی عصر ارواحنا فداہ کی برکت سے میں شیعہ ہو گیا ہوں۔

میں نے پوچھا:۔

آپ کس طرح شیعہ ہوئے ہیں؟

اس نے کہا:۔

میرا نام یاقوت ہے میرا کاروبار حلہ کی پل کے نزدیک روغن فروشی تھا چند سال قبل گھی خریدنے کے لیے چند ساتھیوں کے ساتھ حلہ کی اطراف میں گئے تھے دیہاتوں، چادر نشیوں سے گھی خرید کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس پلٹا ایک مقام پر استراحت کرنے لگے میں سو گیا جب نیند سے آنکھ کھلی تو رفقار جا چکے تھے میں تنہا صحرا میں رہ گیا اور حلہ تک جو راستہ تھا اس میں آب و گیاہ کا نام و نشان نہ تھا اس کے علاوہ درندے بھی اس راستہ میں تھے نزدیک کوئی آبادی نہ تھی بہر حال میں اٹھا جو سامان تھا سواری پر رکھا اور اپنے رفقار کے پیچھے چل دیا لیکن راستہ گم کر بیٹھا تھا۔ بیابان میں حیران و پریشان رہ گیا۔ پیاس کے علاوہ یہ خطرہ بھی تھا کہ درندے بھی میری طرف آئیں گے۔ بہت ہی خوف طاری نقصان دنوں میں جن کو اولیائے

خدا سمجھتا ہوں ان سے مدد طلب کرتا رہا۔
مثلاً ابوبکر، عمر، عثمان، وغیرہ استغاثہ کیا لیکن کوئی مشکل حل نہ ہوئی اسی وقت مجھے یاد آیا کہ میری والدہ محترمہ فرمایا کرتی تھیں کہ ہمارا امام زمانہ زندہ ہے۔
جس وقت ہم پر کوئی مشکل بن جائے یا راستہ بھول جائیں وہ ہماری مدد کرتا ہے اس کی کنیت ابا صالح ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر اس گمراہی سے نجات دے تو میں اپنی والدہ محترمہ کا دین و مذہب قبول کروں گا۔
بالآخر میں نے آنحضرتؑ سے استغاثہ کیا فریاد کی۔ یا ابا صالح ادرکنی۔
اچانک میں نے دیکھا ایک شخص میرے ساتھ چل رہا ہے۔ اس کے سر پر سبز رنگ کا عمامہ ہے (جو دریا کے کنارے گھاس اگا ہوا تھا اس کی طرف اشارہ کیا کہ عمامہ اس رنگ کا تھا)
مجھے راستہ بتلا رہا ہے اور کہتا ہے اپنی والدہ کا دین و مذہب اختیار کرو اور ابھی ابھی تم اس دیہات میں جاؤ گے جہاں سب لوگ شیعہ ہیں۔
میں نے عرض کیا:۔
اے میرے آقا آپ میرے ساتھ اس دیہات تک نہیں آئیں گے تاکہ مجھے وہاں تک پہنچاؤ فرمایا۔
نہ، اس لیے کہ دنیا میں ہزاروں افراد استغاثہ کرتے ہیں سب مجھے پکارتے ہیں۔

اور مجھے چاہیے کہ میں ان کی فریاد کو پہنچوں اور ان کو نجات دوں پس فوراً میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

چند قدم چلا ہی تھا کہ میں اس دیہات میں پہنچ گیا۔

سفر اس قدر زیادہ تھا کہ میرے رفقاء ایک دن بعد اس جگہ پہنچے تھے جب حلہ میں پہنچے تو میں ایک سید فقیہہ کے پاس گیا جو حلہ کا رہنے والا تھا۔

عالم دین سید مہدی قزوینی کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ ان کی خدمت میں بیان کیا اور مذہب شیعہ اختیار کیا معارفِ تشیع اس عالم سے یاد کیے پھر میں نے سوال کیا کہ میں چاہتا ہوں ایک مرتبہ دوبارہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کی زیارت سے فیض حاصل کروں۔ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

عالم دین سید مہدی قزوینی نے فرمایا چالیس شب جمعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی کربلا معلی میں زیارت کرو میں نے اس کام کو شروع کر دیا۔ ہر شب جمعہ حلہ سے کربلا معلی جاتا تھا جب آخری شب جمعہ تھی اتفاقاً مامورین کربلا شہر میں داخل ہونے کے لیے اجازت نامہ (شناختی کارڈ) دیکھ رہے تھے اس دفعہ بہت سختی کر رہے تھے میرے پاس نہ شناختی کارڈ تھا اور نہ ہی ٹکٹ تھا، پیسے بھی نہ تھے کہ ان چیزوں کو حاصل کرتا، بہت حیران تھا لوگ قطار میں کھڑے تھے۔

اور شور و غوغا تھا میں نے بہت کوشش کی کہ مخفی طریقہ سے شہر میں داخل ہو جاؤں لیکن ممکن نہ ہوا۔ اس مقام پر دور سے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام عج

کو دیکھا ایرانی لوگوں کے اہل علم کے لباس میں تھے سفید عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا کر بلا شہر میں دیکھا۔ میں دروازہ کے پیچھے تھا۔

میں نے فریاد کی آنحضرت دروازہ سے نکل کر میرے پاس تشریف لائے میرا ہاتھ پکڑا اور دروازے کے اندر پہنچا دیا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے مجھے دیکھا ہی نہیں جب میں داخل ہوا تو ارادہ کیا کہ آنحضرت کے ساتھ بات کروں لیکن وہ اچانک غائب ہو گئے پھر انہیں نہیں دیکھا۔

حکایت نمبر ۵۴

کتاب نجم الثاقب میں مرحوم عالم جلیل، سید بحر العلوم کے شاگرد آقای آخوند ملا زین العابدین سلماسی سے نقل کیا گیا ہے۔

اس نے کہا۔

ایک دن نجف اشرف میں عالم مسدد فخر الشیعہ آیت اللہ علامہ طباطبائی بحر العلوم قدس سرہ کے درس کے وقت میں بیٹھا تھا تقریباً ہم ایک سو نفر تھے۔

میں نے دیکھا کہ عالم محقق مرحوم میرزای قمی صاحب قوانین سید بحر العلوم کی زیارت کے لیے تشریف لائے وہ ایران سے عتبات عالیات کی زیارت کے لیے عراق آئے ہوئے تھے یہاں سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے جب طلبہ نے دیکھا کہ ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں تو تین افراد کے علاوہ باقی تمام چلے گئے اور وہ تین افراد متقی اور مجتہد تھے میں بھی وہیں بیٹھا رہا جب مجلس خالی ہوئی تو میرزای قمی مرحوم نے سید بحر العلوم کی خدمت میں عرض کیا۔

آپ ولادت جسمانی و روحانی اعتبار سے از اہل بیت علیہم السلام ہیں آپ اس مقام پر فائز ہیں کہ قرب مکانی، ظاہری و باطنی آپ کو حاصل ہے۔

میں بہت دور سے آیا ہوں جو نعمتیں بے شمار آپ کو نصیب ہیں ان میں سے کچھ صدقہ عنایت فرمائیں تا کہ میں بھی ان نعمتوں میں سے فائدہ حاصل کروں۔

سید بحر العلوم نے بغیر کسی وقفہ کے فرمایا گذشتہ رات میں نماز تہجد کے لیے مسجد کوفہ میں گیا اور پختہ عزم کیا کہ صبح اول وقت میں نجف کے لیے واپس آؤں تاکہ درس و مباحثہ کو چھٹی نہ کروں جب صبح میں مسجد سے باہر آیا تو دیکھا تمھوں سے بہت زیادہ مسجد سہلہ میں جانے کا جذبہ موجود ہے لیکن اپنے آپ کو ادھر جانے سے باز رکھا صرف اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ درس کے وقت پر نہ پہنچ سکوں لیکن میرا شوق لحظہ بہ لحظہ زیادہ ہی ہوتا جارہا تھا ابھی مردد ہی تھا کہ اچانک آندھی آئی اور مجھے مسجد سہلہ کی طرف حرکت دی ابھی تھوڑا ہی وقت گذرا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مسجد سہلہ کے سامنے پایا میں مسجد میں داخل ہوا وہاں کوئی زوار موجود نہیں تھا صرف ایک شخص با عظمت (کہ تمام کی جان اس پر قربان ہو)۔ قاضی الحاجات کی بارگاہ میں مناجات میں مشغول تھا وہ اس طرح راز و نیاز کی باتیں کر رہا تھا کہ دل کو منقلب اور آنکھوں میں آنسو جاری کر دیئے فرماتے تھے کہ میرا حال متغیر ہوا دل قابو میں اپنی جگہ پر نہ رہا زانو لرزنے لگے ایسے کلمات جو آج تک نہیں سنے تھے سنتے ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے دعاؤں کی کتابوں میں وہ کلمات میں نے آج تک نہیں دیکھے تھے میں سمجھ گیا کہ یہ دعا کرنے والا (کہ تمام جہان کی جان اس پر قربان ہو) ان الفاظ کو خود بیان کر رہا ہے دل سے نکل رہے ہیں نئے الفاظ ایجاد کر رہا ہے نہ کہ منقولہ دعاؤں سے پڑھ رہا ہے میں وہیں کھڑا ہو کر وہ ادعیہ سننے لگا اس قدر لذت محسوس ہوئی کہ جب تک وہ مناجات ختم نہ ہوئی تھیں۔

میں سنتا رہا جب اس کی مناجات ختم ہوئیں تو میری طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں فرمایا مہدی آدھر آؤ میں چند قدم آگے گیا اور کھڑا ہو گیا اس نے پھر فرمایا اور آگے آؤ میں پھر چند قدم آگے چلا گیا اور کھڑا ہو گیا اس نے پھر تیسری مرتبہ فرمایا اور میرے قریب آؤ۔ ادب اطاعت کرنے میں ہے میں اس قدر قریب ہو گیا کہ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر اور اس کا ہاتھ میرے ہاتھ پر جا پہنچا اور کچھ مجھے فرمایا (اس واقعہ پر اس موضوع سے رخ پھیر لیا (اور جو میرزای قمی پہلے سوالات کر رہے تھے ان کے جوابات میں مشغول ہو گئے مطالب کو بیان کیا مرحوم میرزای قمی نے سوال کیا جو کچھ حضرت نے کلمات فرمائے تھے وہ کیا تھے۔

فرمایا۔ وہ اسرار مکتومہ میں سے ہے۔

حکایت نمبر ۵۵

مرحوم حاجی نوری نے کتاب نجم الثاقب میں عالم جلیل آخوند ملا زین العابدین سلماسی سید بحر العلوم کے شاگرد سے نقل کیا ہے کہ فرمایا۔

سامرا میں عسکریین کے حرم مطہر میں سید بحر العلوم کی خدمت میں چند آدمی حاضر ہوئے ہم ان کے ساتھ نماز میں مشغول تھے دوسری رکعت میں تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لیے اٹھنا چاہتے تھے کہ ان پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ انہوں نے توقف کیا کچھ دیر کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے نماز کے بعد ہم سب تعجب کرنے لگے۔

ہمیں معلوم نہیں تھا کہ اس بزرگ عالم نے دوران نماز کیوں توقف کیا مگر کسی کو پوچھنے کی جرأت بھی نہ تھی کہ ان سے سوال کریں جب مکان پر واپس آئے دسترخوان پر بیٹھے تو ایک سید نے مجھے اشارہ کیا کہ نماز میں ٹھہرنے کا سبب پوچھوں۔

میں نے کہا۔

آپ مجھ سے زیادہ ان کے قریب ہیں۔

سید بحر العلوم رضوان اللہ تعالیٰ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا!

ایک دوسرے کو کیا کہہ رہے ہو؟۔

میں سب سے قریب بیٹھا تھا میں نے عرض کیا :۔
یہ سید پوچھنا چاہتا ہے کہ آپ نماز کے دوران جو ٹھہرے تھے اس کا سبب کیا تھا ؟
فرمایا :۔ میں جس وقت نماز میں مشغول تھا حضرت بقیۃ اللہ اروا حنا فداہ اپنے والد بزرگوار کی زیارت کے لیے حرم مطہر میں داخل ہوئے تھے میں ان کا حسن وجمال دیکھ کر مبہوت ہو گیا اور وہ حالت مجھ پر طاری ہو گئی یہاں تک کہ آنحضرتؑ حرم مطہر سے باہر تشریف لے گئے ۔

حکایت نمبر ۵٦

علامہ نوری علیہ الرحمہ نے کتاب نجم الثاقب میں درج کیا ہے کہ سید جعفر ابن سید بزرگوار سید باقر قزوینی نے فرمایا۔
(جو کہ صاحب کرامات تھے۔)
میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ مسجد سہلہ میں جاتا تھا جب مسجد کے قریب پہنچے میں نے والد محترم کی خدمت میں عرض کیا۔ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص بدھ کی چالیس راتیں مسجد سہلہ میں بسر کرے حضرت امام ولی عصر علیہ السلام کی زیارت کرے گا۔
معلوم نہیں درست ہے یا نہیں۔
میرے والد بزرگوار غضبناک ہوئے اور فرمایا صحیح کیوں نہیں ہے اگر ایک چیز تو نہ دیکھے تو وہ درست ہی نہیں ہے مجھے بہت ہی ڈانٹا۔ یہاں تک کہ میں نے جو کچھ کہا تھا اس پر بہت پشیمان ہوا جس وقت ہم مسجد سہلہ میں داخل ہوئے کوئی آدمی بھی موجود نہیں تھا لیکن جب والد محترم مسجد کے درمیان کھڑے ہوئے اور نماز استغاثہ پڑھی تو ایک شخص حضرت حجت علیہ السلام کے مقام کی طرف سے اس کے پاس آیا میرے باپ نے اسے سلام کیا اور مصافحہ بھی کیا۔

میرے والد بزرگوار نے مجھے فرمایا یہ کون ہے ؟

میں نے کہا :۔

کیا یہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) ہیں !۔

فرمایا :۔ پس یہ کون ہے ؟۔

میں اپنی جگہ سے اٹھا اس کے پیچھے اِدھر اُدھر دوڑا لیکن کسی کو بھی مسجد کے اندر یا باہر نہ دیکھا ۔

حکایت نمبر ۵۷

مرحوم آیت اللہ آقائے سید ابوالحسن اصفہانیؒ ہمارے زمانے کے مشہور مراجع عظام میں سے گذرے ہیں۔

وہ کئی مرتبہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ (عج) کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ان کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے۔

کتاب (گنجینہ دانش مندان) میں علامہ متتبع آقای حاج سید محمد حسن میر جہانی سے نقل کیا گیا ہے۔

کہ انہوں نے فرمایا:۔

زیدی مذہب کے علماء میں سے ایک عالم بنام بحرالعلوم یمن میں زندگی بسر کرتا تھا اور حضرت امام ولی عصرؑ ارواحنا فداہ (عج) کے وجود مقدس کا منکر تھا۔ اس وقت کے علماء و مراجع عظام کو خطوط لکھے اور آنحضرت کے وجود مقدس پر دلیل طلب کی۔

علماء کرام نے اسے دلائل پیش کیے مگر وہ مطمئن نہ ہوتا تھا۔

یہاں تک کہ اس نے مرحوم آیت اللہ آقای سید ابوالحسن اصفہانی کو خط لکھا اور ان سے جواب طلب کیا۔ مرحوم آیت اللہ اصفہانی نے جواب لکھا کہ اگر آپ نجف اشرف تشریف لائیں تو آپ کے سوال کا جواب زبانی

دوں گا۔

لہذا بحر العلوم بمبئی اپنے فرزند سید ابراہیم اور کچھ عقیدت مندوں کے ہمراہ نجف اشرف آیا بحر العلوم مرحوم ایت اللہ اصفہانی کی خدمت میں پہنچا اور کہا۔

میں آپ کی دعوت کے مطابق اس قدر سفر طے کر کے آیا ہوں جواب کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا اس لیے ارشاد فرمائیں تاکہ استفادہ کروں۔

مرحوم ایت اللہ اصفہانی نے فرمایا کل کی رات میرے گھر تشریف لائیں تاکہ آپ کے سوال کا جواب پیش کروں۔

بحر العلوم اور اس کا بیٹا مرحوم سید ابوالحسن اصفہانی کے گھر تشریف لے گئے کھانا کھانے وجود مقدس آنحضرتؑ کے بارہ میں مطالب بیان کرنے، باقی مہمانوں کے چلے جانے اور آدھی رات گذرنے کے بعد۔

مرحوم ایت اللہ اصفہانی نے اپنے خادم مشہدی حسین کو فرمایا چراغ اٹھالو۔ بحر العلوم اور اس کے بیٹے کو فرمایا چلیں تاکہ خود آنحضرت کو دیکھیں۔

آقای میر جہانی فرماتے ہیں ہم بھی وہاں موجود تھے خواہش ظاہر کی کہ ان کے ساتھ جائیں مگر ایت اللہ اصفہانی نے فرمایا آپ نہ آئیں صرف بحر العلوم اور اس کا بیٹا آئیں۔

وہ روانہ ہو گئے ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں تشریف لے گئے ہیں لیکن دوسرے دن صبح میں نے بحر العلوم بمبئی اور اس کے بیٹے سے ملاقات کی اور رات کے واقعہ کے متعلق پوچھا۔

انہوں نے فرمایا بحمد اللہ ہم نے آپ کا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اور

حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) اسکے وجود مقدس کے معتقد ہو گئے ہیں۔

میں نے پوچھا وہ کیسے؟۔

فرمایا۔ آقائے ایت اللہ اصفہانی نے، ہمیں حضرت امام ولی عصر علیہ السلام عج کی زیارت کرائی ہے۔

میں نے پوچھا:۔ انہوں نے آپ کو حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی زیارت کیسے کرائی ہے۔

اس نے بیان فرمایا:۔

جب ہم گھر سے نکلے تھے ہمیں کوئی علم نہیں تھا کہ کہاں جارہے ہیں۔ یہاں تک کہ ایت اللہ اصفہانی وادی سلام میں داخل ہوئے وادی السلام کے وسط میں ایک جگہ تھی جسے حضرت امام ولی عصر السلام کا مقام کہتے تھے۔

ایت اللہ اصفہانی جب اس مقام پر پہنچے تو مشھدی حسین سے چراغ لے لیا اور فقط مجھے اپنے ساتھ لے کر اس مقام میں داخل ہو گئے اور وہاں دوبارہ وضو کیا گیا۔

میرا بیٹا ان کے یہ افعال دیکھ رہا تھا اس جگہ اصفہانی نے چار رکعت نماز پڑھی اور کچھ ایسے کلمات پڑھے جنہیں میں نہیں سمجھ سکا اچانک وہ جگہ روشن ہو گئی۔

اس موقعہ پر بحر العلوم کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ میں اس مقام سے باہر کھڑا تھا میرے والد بزرگوار اور ایت اللہ اصفہانی اس مقام کے اندر تھے چند منٹ کے بعد اپنے والد محترم کی آواز سنی ایک چیخ ماری اور غش کر گئے۔

میں نے قریب جا کر دیکھا ایت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی میرے باپ کا

شانہ مل رہے ہیں تاکہ ہوش میں آئے جب وہاں سے واپس لوٹے تو میرے والد محترم نے فرمایا میں نے حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کی زیارت کی ہے انہیں دیکھا ہے۔

آنحضرتؑ نے مجھے فرمایا ہے کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ اختیار کرو۔ اس کے علاوہ مزید ملاقات کی خصوصیات نہ بتائیں اور چند دن قیام کرنے کے بعد واپس یمن چلے گئے اور اپنے چار ہزار عقیدت مندوں کو شیعہ اثنا عشری بنایا۔

حکایت نمبر ۵۸

حاجی نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نجم الثاقب میں تحریر کیا ہے۔
عالم جلیل، فاضل نبیل حاجی ملا محسن اصفہانی کربلا کا مجاور تھا عدل میں اس کی مثال کم ہی نظر آتی تھی۔ امانت و دیانت اور انسانیت میں مشہور تھا اس شہر کے پیش نمازوں میں سب سے زیادہ قابل اعتماد تھا۔
اس نے بیان کیا:۔
سید عالم عامل سید محمد قطیفی نقل کرتا تھا کہ:۔
شب ہائے جمعہ میں سے ایک رات کو ایک طالب علم کے ساتھ میں مسجد کوفہ میں گیا۔ لیکن اس زمانے میں اس مسجد میں آمد و رفت کرنا بہت خطرناک تھی اس لیے کہ اس کے اطراف میں چور بہت زیادہ رہتے تھے اور زائرین کی آمد و رفت بھی بہت کم تھی۔
جب ہم مسجد میں داخل ہوئے سوائے ایک طالب علم کے اور کوئی آدمی نہیں تھا وہ محض دعا میں مشغول تھا۔
ہم مسجد کے اعمال میں مشغول ہوئے مسجد کا دروازہ بند کر دیا اس کے آگے اس قدر پتھر، اینٹیں، مٹی وغیرہ رکھ دی کہ ہم مطمئن ہو گئے۔
اب دوسرا کوئی شخص دروازہ کھول کر مسجد میں داخل نہیں ہوگا۔ میں

اور میرا دوست قبلہ رخ ہو کر مسند قضاوت کی جگہ کے قریب بیٹھے عبادت و دعا میں مشغول ہوئے وہ طالب علم ایک نیک آدمی تھا باب الفیل کے قریب بیٹھ کر روتی ہوئی آواز کے ساتھ دعائے کمیل پڑھنے میں مشغول تھا ہوا بہت صاف تھی، چاند کامل تھا چاند کی روشنی سے مسجد منور تھی اور مجھے معمول سے زیادہ اپنی طرف جذب کیا ہوا تھا۔

اچانک میں متوجہ ہوا کہ عجیب قسم کی عطر کی خوشبو آرہی ہے مسجد کو پُر کر رکھا ہے۔ کستوری و عنبر سے بھی بہترین خوشبو تھی۔

اس کے بعد دیکھا کہ نور کی اتنی روشنی ہے کہ چاند کی روشنی بھی اس کے سامنے معمولی معلوم ہو رہی تھی۔ سورج کی طرح مسجد کی فضا کو روشن کر دیا۔

جو طالب علم بلند آواز سے دعائے کمیل پڑھنے میں مشغول تھا۔ وہ خاموش ہو گیا۔

اس خوشبو اور نور کی طرف متوجہ ہوا اسی دوران ایک شخص باعظمت اسی دروازے سے داخل ہوا جسے ہم نے محکم بند کیا تھا اہل حجاز کے لباس میں تھا شانے پر جائے نماز رکھا ہوا تھا مسجد میں داخل ہوا۔

نہایت وقار کے ساتھ حضرت مسلم علیہ السلام کے مقبرہ کی طرف رخ کر کے جا رہا تھا۔

ہم بے اختیار اس کے حسن و جمال کی وجہ سے مبہوت ہو کر رہ گئے۔ ہمارے دل قابو میں نہ رہے جب ہمارے قریب پہنچا اس نے سلام کیا۔ میرا رفیق اس قدر مبہوت ہو گیا تھا کہ سلام کا جواب دینے کی بھی طاقت نہ تھی۔

لیکن میں نے زحمت کر کے کوشش کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دے دیا۔

جب مسجد سے نکل کر حضرت مسلم علیہ السلام کے صحن میں داخل ہوا ہم اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے اپنے مقام پر سوچنے لگے کہ یہ شخص کون تھا۔

کہاں سے مسجد میں داخل ہوا۔ اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت مسلم کے صحن کی طرف روانہ ہوئے۔

ہم نے دیکھا جو طالب علم وہاں موجود تھا اس نے اپنا قمیض پھاڑ دیا اور ایسے گریہ کر رہا تھا جیسے کسی عورت کا بچہ مر جائے۔ ہم نے اس سے پوچھا۔

کیا ہوا ہے کہ اس طرح گریہ کر رہے ہو؟

اس نے کہا۔

چالیس راتیں جمعہ کی ہو چکی ہیں کہ اس مسجد میں آیا ہوں۔

حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا لتراب مقدمہ الفداء (عج) کی زیارت کا شوق تھا آج تک میری آرزو پوری نہیں ہوئی تھی آج کی رات آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ۔

آنحضرت تشریف لائے اور میرے سر کی طرف کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم کیا کر رہے ہو میں آنحضرتؑ کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے زبان کو حرکت نہ دے سکا۔

زبان کھولنے کی جرات ہی نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ یہاں سے گذر سے

اور چلے گئے۔

جب ہم واپس آئے تو مسجد کا دروازہ ملاحظہ کیا۔ ہم نے دیکھا کہ یہ دروازے کے آگے ڈھیلے، پتھر، اینٹیں اسی طرح پڑی ہیں۔ جس طرح ہم نے رکھی تھیں انہیں کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور دروازہ بھی بند کیا۔

حکایت نمبر۵۹

مرحوم حاجی نوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نجم الثاقب میں تحریر کرتے ہیں۔

کہ عالم فاضل شیخ باقر کاظمی آل طالب کے نام سے مشہور ہے فاضل شیخ نے بیان کیا۔

ایک شخص مومن بنام شیخ حسین رحیم (جو آل رحیم کے نام سے مشہور تھا بیان کرتا ہے۔

اسی طرح اس واقعہ کو عالم کامل فاضل، عابد، مصباح الاتقیاء شیخ طٰہٰ نے بھی نقل کیا ہے جو فعلاً ہندی مسجد میں پیش نماز ہے۔ خاص وعام کے لیے قابل اعتماد ہے۔

ان نے بیان فرمایا کہ شیخ حسین رحیم پاک طینت آدمی تھا متدین افراد اور مقدسین میں سے تھا۔

وہ ریوی مرض میں مبتلا تھا۔ کھانسی کے ساتھ خون باہر آتا تھا اس کے ساتھ ساتھ عجیب قسم کی تنگ دستی میں مبتلا تھا اتنا غریب تھا کہ روزانہ کی قوت بھی نہیں رکھتا تھا غالباً نجف اشرف کے ارد گرد بادیہ نشینوں کے پاس جاتا تھا ان سے غذا تیار کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ چیز مانگ کر لے

آتا تھا۔

اس مجبوری اور بیماری کی وجہ سے کنوارہ ہی تھا شادی شدہ نہ تھا ابھی جوان تھا اور ہمسایہ کی ایک لڑکی کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی تھی۔

چونکہ وہ مریض اور فقیر تھا اس لیے اسے لڑکی کا رشتہ نہیں دیتے تھے اس وجہ سے بہت ہی زیادہ مغموم و پریشان تھا۔

یہ مصائب و آلام (یعنی فقر و مرض اور لڑکی کا عشق) اس پر اس قدر گراں تھا کہ ارادہ کیا نجف اشرف جا کر قضاء حوائج کے لیے عمل انجام دے اور وہ یہ عمل ہے کہ۔

بدھ کی چالیس راتیں مسجد کوفہ میں گذارے اس ذریعہ سے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حاجات اور مرادیں پالے گا۔

بالآخر چالیس راتیں بدھ کی اسی طرح بسر کیں۔

مرحوم شیخ باقر کاظمی نے بیان کیا تھا کہ شیخ حسین خود کہتا تھا کہ میں بدھ کی چالیس راتیں مسجد کوفہ میں گیا نہایت کوشش کے ساتھ جاتا تھا تاکہ کسی رات کو ناغہ نہ ہو جائے آخری چالیسویں رات سردیوں کے موسم کی رات تھی بادل اور اندھیرا تھا تیز ہوا اور آہستہ آہستہ بارش ہو رہی تھی کہ میں مسجد کوفہ کی طرف گیا۔

چونکہ سینہ سے خون آتا تھا اور اسے روکنے کے لیے کوئی وسیلہ نہ تھا اس لیے مسجد کے باہر ہی مسجد کے دروازے کے ساتھ ایک دوکان تھی جہاں

ہی بیٹھ گیا اور اتفاق سے کوئی ایسا کپڑا بھی نہ تھا جو اپنے بدن پر لپیٹ کر سردی سے بچ سکتا۔

صرف تھوڑا سا قہوہ ہمراہ تھا اور آگ روشن کی ہوئی تھی تاکہ چند پیالی قہوہ پی سکوں۔

اردگرد کوئی آدمی نہ تھا معمول سے زیادہ دل تنگ تھا، غصہ بہت زیادہ ہو چکا تھا میری آنکھوں میں دنیا تاریک تھی۔

(دل میں کہتا تھا) خدایا چالیس راتیں یہاں آیا ہوں۔ میں نے ابھی تک کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی چیز ظاہر ہوئی ہے میری حاجات بھی پوری نہیں ہوئیں اس قدر رنج والم اور مشقت بھی اٹھائی ہے۔ کتنی ایسی راتیں تھیں کہ خوف وخطر کے باوجود میں نے اپنے آپ کو اس مسجد تک پہنچایا مگر کوئی خبر نہیں ہے۔

اسی قسم کے فکر میں تھا، ارادہ کیا کہ ایک پیالی قہوے کی بھر کر پیئوں میں نے دیکھا ایک شخص عربی لباس میں مسجد کے پہلے دروازے سے نکل کر میری طرف متوجہ ہوا ہے اور میری طرف آرہا ہے۔

جب دور سے آتے ہوئے اسے دیکھا تو میں بہت پریشان ہوا۔

دل میں خیال کیا کہ عربی شخص مسجد کے اطراف میں رہنے والے بادیہ نشینوں میں سے ہے میرے پاس آرہا ہے تاکہ قہوہ پیئے، اس تاریک شب میں مجھے بغیر قہوے کے چھوڑ دے تاکہ میری پریشانی میں اضافہ کرے میں اپنے ساتھ بہت تھوڑا قہوہ لایا تھا۔

بہر حال اس نے میرے قریب پہنچ کر سلام کیا اور میرا نام بھی لیا میرے

سامنے بیٹھ گیا۔

میرے نام سے واقف تھا اس لیے میں نے تعجب کیا چونکہ میں نے اسے بالکل نہیں دیکھا تھا دل میں خیال کیا کہ شاید نجف اشرف کے اطراف میں رہنے والوں میں سے ہو گا میں وہاں جاتا رہتا تھا، ان کے پاس مہمان بن کر رہتا تھا!

یہی خیال کرتے ہوئے اس سے پوچھا آپ عرب کے کون سے قبیلہ سے ہیں۔

اس نے کہا

میں ان میں سے بعض قبیلوں سے ہوں۔

اس کے بعد میں نے ایک ایک کر کے ہر ایک قبیلہ کا نام لیا نجف اشرف کے اردگرد جتنے بھی قبائل آباد تھے سوال کیا میں نے پوچھا۔ آپ فلاں قبیلہ سے ہیں؟

اس نے کہا نہ، میں ان میں سے نہیں ہوں۔

میں نے غصہ میں آکر اس سے مذاق کیا اور پوچھا۔

تو طریطری ہے۔

اور یہ لفظ ایسا تھا جس کا کوئی معنی نہ تھا اور میں نے یہ لفظ ناراضی کی وجہ سے اسے کہا تھا۔

لیکن وہ ناراض نہ ہوا مسکرا کر فرمایا تجھ پر کوئی رنجش نہیں ہے میں جس قبیلہ سے بھی تعلق رکھتا ہوں آپ فرمائیں یہاں کس لیے تشریف لائے ہو۔

میں نے کہا: تیرے لیے کوئی فائدہ نہیں ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔

اس نے کہا:

اگر تو مجھے بتا دے کہ کس کام کے لیے آیا ہے تو تیرا اس میں کیا نقصان ہے؟

میں اس کے حسن خلق اور خوب گفتگو کرنے سے تعجب کرنے لگا اور اس کے اس انداز سے خوش ہوا جس قدر وہ زیادہ گفتگو کرتا تھا میری محبت اس کے ساتھ آہستہ آہستہ زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

یہاں تک کہ میں نے تمبا کو اٹھایا اور چلم تیار کر کے اسے پیش کی۔

اس نے کہا:

تم خود پیئو میں نہیں پیئوں گا۔

اس کے بعد ایک قہوے کی پیالی اسے پیش کی۔

اس نے مجھ سے لے کر صرف لب لگا کر مجھے دے دی اور کہا تم اسے پی لو۔

میں نے اسے پکڑا اور پی لیا لیکن آناً فاناً اس کی محبت میرے دل میں زیادہ ہو رہی تھی۔

میں نے اسے کہا اے بھائی اللہ تعالیٰ نے تجھے آج کی رات میرے پاس پہنچایا ہے تاکہ میرا مونس بنے کیا تو میرے ساتھ آئے گا کہ مل کر چلیں حضرت مسلم کی قبر کے پاس بیٹھیں۔

اس نے کہا: جی ہاں میں آؤں گا لیکن بات یہ ہے کہ تو اپنے دل کی

بات مجھے بتائیے۔

میں نے کہا: اے بھائی جو کچھ میرے ساتھ گذرا ہے وہ آپ کو سناؤں گا۔

میں ایک غریب اور نادار آدمی ہوں جس دن سے میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے اس وقت سے آج تک تنگدست ہی ہوں۔

اس کے علاوہ چند سال سے بیمار ہوں سینہ سے خون آتا ہے اس کے علاج کا علم نہیں ہے۔

بیوی بھی کوئی نہیں ہے۔

اپنے محلہ میں ایک لڑکی سے محبت پیدا ہوئی ہے مگر وہ مجھے نہیں دیتے۔

ان حالات میں ایک عالم نے مجھے کہا ہے کہ اگر تو اپنی حاجات اور مرادیں حاصل کرنا چاہتا ہے تو مسجد کوفہ میں بدھ کی چالیس راتیں شب بیداری کرو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) سے استغاثہ کرو ان راتوں میں تو آنحضرتؑ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا ان سے اپنی حاجات بیان کرنا آج چالیسویں اور آخری رات ہے۔

کوئی چیز نہیں دیکھی اس قدر زحمت بھی اٹھائی ہے کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوا یہی میری حاجات ہیں۔

اس نے کہا سینہ تیرا ٹھیک ہو جائے گا اور وہ لڑکی بھی بہت جلدی تجھے مل جائے گی مگر تنگ دستی اسی طرح رہے گی یہاں تک کہ دنیا سے جائے۔

اس نے اس قدر اس انداز میں گفتگو کی مگر میں متوجہ نہ ہوا۔

میں نے اسے کہا: حضرت مسلم کی قبر کے پاس نہیں جائیں گے۔

اس نے کہا: اٹھو چلیں وہ میرے آگے چلا میں بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا جب مسجد میں داخل ہوئے اس نے مجھے کہا دو رکعت نماز ہدیہ مسجد نہیں پڑھیں گے۔

میں نے کہا: کیوں نہیں۔ وہ میرے آگے کھڑا ہوا اور میں بھی اس کے پیچھے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا ہو کر نماز میں مشغول ہوا جس وقت میں سورۃ حمد پڑھ رہا تھا میں اس کی طرف متوجہ ہوا ایسی قرأت میں مشغول تھا کہ تا حال ایسی قرات نہیں سنی تھی میں نے دل میں کہا کہ شاید وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) ہی ہوں۔ نماز کی حالت میں تھا لیکن ایک عظیم نور اس کے اردگرد احاطہ کیے ہوئے تھا جس کی وجہ سے میں دیکھ نہیں سکتا تھا میں اس کی قرات سن رہا تھا میرا بدن لرز رہا تھا چاہتا تھا کہ نماز کو توڑ دوں۔ مگر آنحضرتؑ کے ڈر کی وجہ سے نہ توڑی جس طرح بھی ہو سکا نماز کو تمام کیا۔

لیکن نماز کے بعد دیکھا کہ وہ نور اوپر کی طرف چلا گیا۔ اور میں گریہ کرنے لگا۔

اور مسجد سے باہر جو آنحضرتؑ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی تھی اس کی معذرت کرنے لگا۔

اور میں نے کہا اے میرے آقا آپ نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ حضرت مسلم کی قبر کے پاس چلیں جب یہی لفظ کہہ رہا تھا میں نے دیکھا کہ وہ نور حضرت مسلم علیہ السلام کی قبر کی طرف چل پڑا میں بھی اس کے پیچھے چلا۔ حضرت مسلم

کی قبر کے گنبد کے نیچے وہ نور فضا میں کھڑا ہو گیا وہ اس جگہ پر تھا اور میں گریہ وزاری میں مشغول تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ نور آسمان کی طرف چلا گیا۔

اس کے بعد میرا سینہ بالکل ٹھیک ہو گیا کچھ دنوں کے بعد وہ لڑکی بھی مجھے مل گئی لیکن فقرا ابھی تک اپنی جگہ پر موجود ہے۔

حکایت نمبر ۶۰

دزفول میں باعظمت و بافضیلت بہت لوگ تھے ان میں سے ایک محمد علی جولاہا دزفولی تھا۔

اس کے بارے میں ایک قصہ مشہور ہے جو چوبیس سال قبل دزفول میں اس شہر کے دانشمندوں میں سے قابل اعتماد افراد سے سنا ہے اور بعد میں کتاب الشمس الطالعہ اور کتاب شیخ انصاری کی زندگی کی شرح میں ہے۔ اس میں دیکھا ہے۔

انہوں نے نقل کیا ہے۔

آقائے حاج محمد حسین تبریزی ایک قابل احترام تاجر تبریز کار ہنے والا تھا اس کی اولاد نرینہ نہ تھی جتنے مادی وسائل تھے ان سے استفادہ کیا جس حد تک علاج ممکن تھا وہ بھی کیا لیکن پھر بھی مراد پوری نہ ہوئی۔

وہ کہتا ہے۔

میں نجف اشرف زیارت کے لیے گیا اور حاجت روائی کے لیے مسجد سہلہ میں گیا استغاثہ امام زمان علیہ السلام کیا رات کو ظاہراً آنحضرت کو دیکھا۔ آقای و مولا نے فرمایا۔

محمد علی جولاہے کے پاس دزفول میں جا کر اپنی حاجت بیان کرو تاکہ

تو اپنی مراد پائے میں دزفول پہنچا اور اس شخص کا پتہ کیا لوگوں نے ایڈریس بتایا جب میں نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوا اس لیے کہ وہ غریب مگر روشن ضمیر انسان تھا۔ ایک چھوٹی سی دوکان تھی اس میں کپڑا بننے میں مشغول تھا۔

میں نے اسے سلام کیا اس نے علیک السلام کہا آقائے حاج محمد حسین تیری حاجت پوری ہوگئی میں نے اس بات پر بہت تعجب کیا کہ وہ میرا نام بھی جانتا ہے اور میری حاجت سے بھی آگاہ ہے۔

میں نے اس سے خواہش ظاہر کی کہ آج کی رات آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا کوئی مانع نہیں آپ رات کو تشریف رکھیں۔

میں اس کی چھوٹی سی دکان میں داخل ہوا مغرب کے وقت اذان کہی اور اکٹھے مل کر مغرب وعشاء کی نماز پڑھی، رات کا تھوڑا سا وقت گذرا تھا کہ اس نے دستر خوان بچھایا تھوڑی سی مقدار میں جَو کی روٹی اور کچھ دہی اکٹھے بیٹھ کر شام کا کھانا کھایا۔

میں اور وہ ہم دونوں اسی جگہ اکٹھے سوئے صبح اٹھ کر نماز پڑھی اور مختصر سے تعقیبات پڑھنے کے بعد وہ دوبارہ کپڑا بننے میں مشغول ہوا۔

میں نے کہا:۔

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا ایک مقصد پورا ہو گیا اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمائیں کہ آپ نے کون سا عمل انجام دیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ مقام نصیب ہوا ہے؟

کہ امام زمان علیہ السلام نے آپ کا حوالہ دیا ہے!

اس نے کہا۔

اے آقا آپ یہ کیا سوال کر رہے ہیں آپ کی حاجت پوری ہوگئی ہے آپ اپنا راستہ لے اور جائیں۔

میں نے کہا:

میں آپ کا مہمان ہوں، مہمان کا احترام کرنا چاہیے، میری خواہش یہ ہے کہ آپ اپنی روائیداد سے آگاہ فرمائیں اور آپ یقین کریں جب تک نہیں بتائیں گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

اس نے کہا میں اسی جگہ اپنے کام میں مصروف تھا اس دکان کے سامنے حکومت کے ایک آدمی کا گھر تھا وہ بہت ظالم آدمی تھا۔

ایک سپاہی اس کی اور اس کے گھر کی حفاظت کرتا تھا ایک دن وہ سپاہی میرے پاس آیا اور کہا آپ اپنی یہ غذا کہاں سے تیار کرتے ہو۔؟

میں نے اسے کہا سال میں تین سو کلو گندم وجو خرید لیتا ہوں اس سے آٹا تیار کرتا ہوں اسی کی روٹی پکاتا ہوں اور کھاتا ہوں عورت اور بچے میرے نہیں، تنہا ہی ہوں۔

اس نے کہا میں یہاں حفاظت کے لیے مامور کیا گیا ہوں اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ اس ظالم کے گھر کی غذا کھاؤں جو کہ حرام ہے۔ اگر آپ کے لیے کوئی مجبوری نہ ہو تو آپ میرے لیے بھی تین سو کلو جو خرید کریں اور ہر روز دو عدد روٹی تیار کر دیں میں آپ کا بہت ہی شکر گذار ہوں گا۔

میں نے اس کی یہ بات قبول کر لی وہ ہر روز آتا تھا اور مجھ سے دو عدد روٹیاں لے جاتا تھا۔

ایک دن میں نے روٹیاں تیار کیں اور اس کی انتظار کرتا رہا لیکن وقت گذر گیا اور وہ نہ آیا۔

میں گیا اور اس کے بارے میں پوچھا۔

لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے اس کی عیادت کے لیے میں گیا میں نے اس سے کہا۔ آپ اجازت عنایت فرمائیں تاکہ میں کوئی حکیم یا ڈاکٹر لے آؤں۔

اس نے کہا۔

ضروری نہیں ہے میں آج کی رات مر جاؤں گا آدھی رات کے وقت اگر کوئی آدمی تیرے پاس آکر میری موت کی خبر دے تو آپ یہاں تشریف لائیں اور جو کچھ آپ کو کہا جائے آپ اس پر عمل کریں۔ اور باقی بچا ہوا آٹا تیری ملکیت ہے میں چاہتا تھا کہ رات اس کے پاس ہی رہوں لیکن مجھے اجازت نہ ملی۔ اور میں اپنی دکان میں چلا آیا۔

آدھی رات کے وقت مجھے معلوم ہوا کہ کوئی آدمی دکان کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔

اور کہتا ہے۔

محمد علی تشریف لاؤ، میں باہر نکلا، ایک آدمی کو دروازے پر دیکھا جسے میں نہیں پہچانتا تھا اکٹھے مسجد میں آئے میں نے دیکھا وہ سپاہی فوت ہو گیا ہے۔ وہاں اس کا جنازہ پڑا ہوا ہے اور دو آدمی اس کے

پاس کھڑے ہیں۔

انہوں نے مجھے کہا۔

آؤ ہمارے ساتھ تعاون کرو تاکہ اس کا جنازہ نہر پر لے جا کر غسل دیں۔

بالآخر نہر کے کنارے اس کا میت لے گئے غسل و کفن دیا۔ نماز جنازہ پڑھی اور مسجد میں لا کر ایک طرف دفن کر دیا۔

پھر میں واپس دوکان میں لوٹ آیا۔

کچھ راتیں گذرنے کے بعد پھر کسی نے دروازے پر دستک دی میں دوکان سے باہر نکلا، ایک آدمی دروازے پر موجود تھا۔

اس نے کہا آقا جان آپ کو بلاتے ہیں میرے ساتھ چلو تاکہ آقا کی خدمت میں پہنچیں۔

میں نے اس کے حکم کی اطاعت کی اور اس کے ساتھ چل پڑا ہم ایک بیابان میں پہنچے جو فوق العادۃ روشن تھا چاند کی آخری تاریخیں تھیں۔ مگر صحرا چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا۔ اس طرح یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔

کچھ دیر کے بعد اس صحرائی نور (کہ وہ ذوالکفل کے شمال میں واقع ہوا تھا)۔ کے پاس پہنچے دور سے چند اشخاص دیکھائی دیئے ایک آدمی کھڑا ہوا ہے باقی دائرے کی صورت میں ایک آدمی کے اردگرد بیٹھے ہیں جو آدمی ان کے درمیان بیٹھا تھا وہ بہت زیادہ باعظمت تھا۔

میں سمجھ گیا کہ وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) تشریف

فرما ہیں خوف و ہراس کی وجہ سے میرا بدن لرزتا تھا۔ اور عجیب کیفیت طاری تھی۔

جو شخص مجھے بلانے آیا تھا اس نے کہا ذرا آگے چلو میں چند قدم آگے چل کر کھڑا ہو گیا۔

جو شخص آقا جان کی خدمت میں کھڑا تھا اس نے کہا ڈرو نہیں ذرا اور آگے آؤ۔

میں اور ذرا آگے چلا گیا۔

حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) نے ان میں سے ایک شخص کو فرمایا س سپاہی کا منصب اسے دے دو اس لیے کہ اس نے ہمارے شیعہ کی بھی خدمت کی ہے۔

میں نے عرض کیا۔

میں کاروباری آدمی کپڑا بننے کا کام کرتا ہوں میں سپاہی کی ڈیوٹی کیسے ادا کروں گا۔

(میں نے خیال کیا تھا کہ اس سپاہی کی جگہ پر مجھے اس آدمی کا اور گھر کا نگہبان بنانا چاہتے ہیں)۔

آقا جان مسکرائے اور فرمایا۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو اس کا منصب تھا وہ آپ کے حوالے کریں میں نے بھی اپنے پہلے لفظ دوہرائے۔

پھر انہوں نے فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ اس سپاہی کا منصب تجھے دے دیں۔ اور یہ مقصد نہیں ہے کہ تو سپاہی بنے جاؤ تم اس کی جگہ پہ ہی کام کرو گے۔

میں تنہا واپس لوٹ آیا لیکن واپسی کے وقت بہت اندھیرا تھا۔ اور بحمد اللہ اس رات سے لے کر اس وقت تک میرے آقا و مولا حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے دستورات مجھ تک پہنچتے ہیں اور آنحضرتؑ کے ساتھ ارتباط رکھتا ہوں ان میں سے ایک یہی ہمارا کام بھی تھا جو آنحضرتؑ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔

(نقل از گنجینۂ دانشمندوں جلد پنجم)

حکایت نمبر۶۱

احمد بن فارس ادیب بیان کرتا ہے کہ میں نے بغداد میں عجیب قسم کی حکایت سنی اور وہ بعض دوستوں کو اصرار کی بنا پر خط میں بھی لکھی ہے۔

ایک دفعہ میں ہمدان میں گیا۔ وہاں ایک قبیلہ بنی راشد کے نام سے معروف تھا انہیں دیکھا کہ تمام شیعہ اثنا عشری ہیں میں نے اُن سے شیعہ ہونے کا سبب پوچھا۔

ان میں سے ایک ضعیف آدمی نے بتایا اس سے صلاح وایمان کے آثار اور تقویٰ نمایاں تھا اس نے کہا۔

ہمارے جد بزرگوار جس کی طرف ہمیں نسبت دیتے ہیں۔

وہ بیان کرتے تھے کہ میں ایک دفعہ مکہ مکرمہ زیارت کے لیے گیا اعمال حج بجا لانے کے بعد جب میں واپس آرہا تھا، میں نے ارادہ کیا کہ کچھ فاصلہ پیدل چلنا چاہیے کچھ دیر میں پیدل چلا اور تھک گیا اور تھکاوٹ دور کرنے کے لیے میں ایک طرف لیٹ گیا۔ خیال یہ تھا کہ قافلہ ابھی بہت پیچھے ہے جب میرے قریب پہنچے گا بے دار ہو کر اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا۔

لیکن جب میں بے دار ہوا، اس وقت سورج کی گرمی مجھ پر پڑ رہی تھی

اور حقیقت میں آفتاب کی گرمی نے مجھے بیدار کیا تھا۔
اِدھر اُدھر نگاہ کی کوئی آدمی نظر نہ آیا اور اس راستہ سے بھی ناواقف تھا۔
بہرحال میں خدا پر توکل کرتے ہوئے چل پڑا۔ تھوڑی دیر ہی چلا تھا کہ سر سبز آباد زمین دیکھی معلوم ہوتا تھا کہ اس قطعہ زمین پہ ابھی ابھی بوندہ باندھی ہوئی تھی اس قدر زمین اور ہوا میں طراوت تھی جو آج تک نہ دیکھی تھی اس ٹکڑے کے درمیان ایک محل دیکھا جو سورج کی طرح چمک رہا تھا میں نے اپنے دل میں سوچا۔ اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ محل کس کا ہے؟۔
میں محل کی طرف چل پڑا دروازے پر دو خادم کھڑے تھے۔
سفید لباس انہوں نے پہن رکھے تھے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب اچھے انداز میں دیا میں چاہتا تھا کہ اس محل کے اندر جاؤں۔
انہوں نے کہا آپ یہاں ٹھہر جائیں۔ انتظار فرمائیں یہاں تک کہ ہم اجازت لے کر آئیں۔

ان میں سے ایک نوکر محل میں داخل ہوا تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا آپ تشریف لائیں۔
میں محل میں داخل ہوا۔ نوکر میرے آگے آگے چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے اس پر پردہ لٹک رہا تھا نوکر نے وہ پردہ اٹھایا اور مجھے کہا اندر داخل ہو جاؤ۔ میں کمرے میں داخل ہوا۔

اس میں ایک نوجوان کو دیکھا جو ایک دیوار کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سر کے اوپر ایک تلوار لٹک رہی ہے وہ چاند کی طرح تاریکی میں چمکتی تھی۔

میں نے سلام کیا اس نے خصوصی لطف کے ساتھ جواب دیا پھر فرمایا کیا تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟

میں نے کہا:۔

نہیں۔

اس نے فرمایا:۔ میں قائم آل محمدؐ ہوں جو آخری زمانہ میں خروج کرے گا اور اس تلوار کے ساتھ پوری دنیا کو عدل و انصاف سے پر کرے گا میں آنحضرتؑ کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے چہرے کو زمین پر رگڑنے لگا۔

آنحضرت نے فرمایا:۔ اس طرح نہ کرو، اپنے سر کو اٹھا لو آپ فلاں شخص ہیں جو پہاڑ کے دامن میں شہر ہے وہاں کا تو رہنے والا ہے اور اس شہر کا نام ہمدان ہے،

میں نے کہا۔

اے میرے مولا و آقا آپ نے درست فرمایا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا:۔

کیا تو چاہتا ہے کہ اپنے شہر میں واپس لوٹ جائے۔

میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔

میں چاہتا ہوں کہ لوٹ کر اپنے شہر میں جاؤں اور ان لوگوں

کو بتاؤں کہ میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) کی زیارت کر کے آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنا لطف و کرم فرمایا ہے۔

میں نے دیکھا آنحضرتؑ نے اپنے خادم کو اشارہ فرمایا کہ اس پر عمل کرو۔

آنحضرتؑ کے خادم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک تھیلی رقم کی بھی مجھے دی اور اپنے ساتھ مجھے باہر لے آیا میں نے آنحضرتؑ کے ساتھ خدا حافظی کی اور چل پڑے ہم جس وقت اس محل سے باہر نکلے ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ دور سے ایک شہر نظر آ رہا تھا اس کے درخت اور منارے وغیرہ نظر آ رہے تھے۔

خادم نے مجھ سے پوچھا۔

آپ اس شہر کو جانتے ہو؟

میں نے کہا۔

یہ شہر اس شہر کی شبیہ معلوم ہوتا ہے جو ہمدان کے قریب ہے اور اس کا نام اسد آباد ہے۔

اس خادم نے کہا۔

جی ہاں، یہ شہر اسد آباد ہے امید خدا کے ساتھ جاؤ۔

پھر میں نے اسے نہیں دیکھا جب تھیلی کھولی تو اس میں چالیس اشرفیاں موجود تھیں۔

اس کے بعد میں ہمدان پہنچا تمام اہل ددھیال اور قوم و قبیلہ کو جمع کیا انہیں حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام (عج) کی زیارت اور ملاقات

کا واقعہ بیان کیا اور انہیں مذہب شیعہ قبول کرنے کو کہا جب تک وہ اشرفیاں ہمارے پاس موجود تھیں وسعت رزق اور خیر و سلامتی سے زندگی بسر کی تھی۔

اس حکایت کو کتاب نجم الثاقب سے نقل کیا ہے اور یقینی دلائل کے ساتھ میرے لیے یہ ثابت ہے کہ واقعہ یقیناً صحیح ہے۔

حکایت نمبر ۶۲

شیعہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ جس وقت کوئی مجتہد، مرجع وقت فوت ہو جائے تو اولین عبادی عمل کے لیے مرجع تقلید اعلم کو معین کریں۔ اور احکام اسلام میں اس کی پیروی کریں۔

مرحوم ایت اللہ حاج شیخ محمد حسن، صاحب جواہر کی وفات کے بعد لوگوں نے مرحوم شیخ مرتضیٰ انصاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کو مرجع تقلید معین کیا اور ان سے رسالہ عملیہ، توضیح المسائل طلب کی۔

شیخ انصاری نے فرمایا۔

سید العلماء مازندرانی کی موجودگی میں میرے پاس توضیح المسائل نہیں ہے۔

وہ مجھ سے اعلم ہیں اور بابل میں قیام پذیر ہیں میں مرجعیت قبول نہیں کروں گا۔

اس لیے شیخ انصاری نے سید العلماء کو بابل میں ایک خط لکھا اس میں التجا کی کہ آپ نجف اشرف تشریف لائیں اور حوزہ علمیہ شیعہ کی زعامت قبول کریں۔

سید العلما نے شیخ انصاری کے خط کا جواب دیا۔

یہ درست ہے کہ جب میں نجف اشرف میں تھا آپ کے ساتھ مباحثہ کرتا تھا تو فقہ میں، میں آپ سے زیادہ قوی تھا لیکن اب کافی مدت سے میں بابل میں قیام پذیر ہوں۔

درس و تدریس کا سلسلہ نہیں ہے بحث و مباحثہ چھوڑ چکا ہوں۔

اس بنا پر میں آپ کو اب اپنی ذات سے اَعلَم جانتا ہوں اس بنا پر مرجعیت کو آپ خود قبول فرمائیں۔

شیخ انصاری نے اس کے باوجود فرمایا کہ میں اپنے آپ کو اس مقام و منصب کے قابل نہیں سمجھتا۔

اگر میرے مولا و آقا حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) مجھے اجازہ اجتہاد عنایت فرمائیں اور مجھے اس مقام و منصب کے لیے معین کریں تو میں قبول کروں گا۔

ایک دن شیخ انصاری درس کے لیے تشریف فرما تھے اور ان کے شاگرد بھی اردگرد بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص داخل ہوا جس سے اس کی عظمت و جلالت کے آثار ظاہر تھے شیخ انصاری نے اس کا احترام کیا اس شخص نے طلبہ کی موجودگی میں شیخ انصاری کی طرف رخ کیا۔

اور پوچھا۔

ایک عورت جس کا شوہر مسخ ہو گیا ہو اس کے بارے میں آپ کی رائے (فتویٰ) ہے۔

(یہ مسئلہ کسی کتاب میں بھی عنوان نہیں کیا گیا اس لیے کہ اس امت میں مسخ کا وجود نہیں ہے)۔

اس بنا پر شیخ انصاری نے کہا۔

چونکہ فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ بیان ہی نہیں کیا گیا لہذا میں جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اس شخص نے پوچھا۔

اب آپ فرض کریں کہ اس امت میں ایک ایسا واقعہ رونما ہوا ہے ایک عورت کا شوہر مسخ ہو گیا ہے۔

وہ عورت کیا کرے۔

شیخ انصاری نے کہا۔

میری ناقص رائے (فتوٰی) یہ ہے کہ اگر مرد حیوانات کی شکل پر مسخ ہوا ہے تو اس کی عورت کو چاہیے کہ عدہ طلاق گذارے۔ اور اس مدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے چونکہ اس کا شوہر زندہ ہے۔ اور روح بھی رکھتا ہے۔

لیکن اگر اس کا شوہر جمادات کی صورت میں مسخ ہوا ہے تو اس کی عورت عدہ وفات گذارے اس لیے کہ اس کا شوہر مردہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

اس مدت کے بعد عقد کر سکتی ہے۔

اس شخص نے تین مرتبہ فرمایا۔ اَنْتَ الْمُجْتَهِدُ۔ اَنْتَ الْمُجْتَهِدُ اَنْتَ الْمُجْتَهِدُ۔

یعنی تو مجتہد ہے، تو مجتہد ہے، تو مجتہد ہے۔

اس کے بعد وہ شخص درس کی مجلس سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔

شیخ انصاری جانتے تھے کہ وہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) تھے اور اسے باجازہ اجتہاد عنایت فرمایا ہے اس لیے فوراً اپنے شاگردوں کو فرمایا اس شخص کو تلاش کرو شاگرد اسی وقت اٹھے اِدھر اُدھر دوڑے مگر کسی کو بھی نہ دیکھا۔

اس بنا پر شیخ انصاری اس کے بعد اس بات پر آمادہ ہوئے کہ لوگوں کو توضیح المسائل پیش کریں تاکہ لوگ ان کی تقلید کریں۔

(نقل از گنجینہ دانشمندان جلد ۸)۔

حکایت نمبر ۶۳

مرحوم میرزای قمی، صاحب قوانین، نقل کرتے ہیں کہ میں اور علامہ بحر العلوم کے آقا باقر بہبہانی کے درس میں جاتے تھے مل کر درس کا مباحثہ کرتے تھے اور اکثر اوقات میں دروس کو سید بحر العلوم کے لیے بیان کرتا تھا۔

یہاں تک کہ میں ایران آگیا کچھ عرصہ کے بعد شیعہ علماء اور دانشمندوں کے درمیان سید بحر العلوم، عظمت وعلم میں مشہور ہوا۔

میں بہت تعجب کرتا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ اس میں اتنی قابلیت ہی نہ تھی وہ کیسے اس مقام پر پہنچ گیا؟

مجھے عتبات عالیات کی زیارت کے لیے عراق جانے کا موقعہ ملا نجف اشرف میں سید بحر العلوم سے ملاقات کی اس مجلس میں ایک مسئلہ چل نکلا میں نے اس موقعہ پر دیکھا واقعاً وہ موجیں مارتا ہوا سمندر تھا واقعاً اسے بحر العلوم ہی کہنا چاہیے۔

ایک دن میں نے تنہائی میں اس سے پوچھا آقا ہم اکٹھے درس پڑھتے تھے اس وقت آپ اتنے علم مرتبہ اور اتنی استعداد کے مالک نہ تھے بلکہ درسوں میں آپ مجھ سے استفادہ کرتے تھے اب بحمد اللہ دیکھ رہا ہوں کہ علم و دانش میں فوق العادہ صلاحیت کے مالک ہو، بحر العلوم نے فرمایا میرزا ابو القاسم آپ کے

سوال کا جواب اسرار میں سے ایک راز ہے آپ کو آگاہ کرتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کو نہ بتانا۔

میں نے شرط قبول کی، پہلے تو اس نے اجمالاً بتایا۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ نے مجھے مسجد کوفہ میں اپنے سینے سے لگایا ہے۔

میں نے پوچھا آپ آنحضرتؑ کی خدمت میں کیسے پہنچے؟

بحرالعلوم نے فرمایا:۔ ایک رات کو میں مسجد کوفہ میں گیا تو اپنے آقا و مولا حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کو عبادت میں مشغول دیکھا میں نے کھڑے ہو کر سلام کیا آنحضرتؑ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا آگے آؤ میں چند قدم آگے ہوا لیکن ادب کی وجہ سے بہت زیادہ آگے نہ گیا آنحضرتؑ نے فرمایا اور قریب آؤ میں چند قدم اور قریب چلا گیا پھر فرمایا اور آگے آؤ میں اتنا قریب ہو گیا کہ آنحضرت نے مہر و محبت کی آغوش کھولی مجھے اپنی بغل میں لے لیا اور اپنے سینہ مبارک سے لگایا اس وقت خداوند کریم نے جو کچھ چاہا کہ اس (یعنی میرے) سینہ میں ہونا چاہیے اس کے ساتھ پُر کر دیا۔

حکایت نمبر ۶۴

مرحوم آیت اللہ حاج میرزا محمد علی گلستانہ اصفہانی نے جس وقت مشہد مقدس میں مقیم تھے ایک عالم دین کو بیان کیا میرا چچا مرحوم سید محمد علی جو صالح لوگوں میں سے تھا نقل کرتا تھا۔

اصفہان میں ایک شخص بنام جعفر نعل بند رہتا تھا وہ ایسی باتیں کرتا تھا جنہیں لوگ قبول نہیں کرتے تھے خلاً میں حضرت امام زمان علیہ السلام (عج) کی خدمت میں پہنچا ہوں زمین کے فاصلے منٹوں میں طے کیے ہیں۔ طبعی طور پر وہ لوگوں کے ساتھ میل جول بہت کم رکھتا تھا، کبھی کبھی لوگ اس کی غیر موجود گی میں باتیں بناتے تھے (چونکہ انہوں نے وہ واقعات نہیں دیکھے تھے اس لیے افسانہ قرار دیتے تھے)۔

ایک دن اصفہان کے علاقہ تخت فولاد میں اہل قبور کی زیارت کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں دوسری طرف آقا جعفر کو دیکھا میں اس کے قریب گیا اور پوچھا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ سفر میں اکٹھے چلیں۔

اس نے کہا کوئی حرج نہیں ہے۔

راستہ میں چلتے ہوئے دوران سفر میں نے اس سے پوچھا لوگ آپ کے متعلق کئی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ کیا لوگ سچ کہتے ہیں کہ آپ حضرت امام زمان

علیہ السلام (عج) کی خدمت میں پہنچے ہیں؟

پہلے تو وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے اس سوال کا جواب دے اس لیے اس نے کہا! آقا اس قسم کی باتیں چھوڑو اکٹھے مل کر اور مسائل پر گفتگو کریں گے۔

میں نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ میں انشاء اللہ اس چیز کا اہل ہوں اس نے کہا:

میں پچیس ۲۵ مرتبہ کربلا معلی زیارت کے لیے گیا ہوں جب پچیسویں مرتبہ میں گیا تو یزد کا رہنے والا ایک آدمی رفیق سفر تھا جو راستے میں میرے ساتھ مل گیا تھا کچھ منازل طے کرنے کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس کی مرض بڑھتی گئی یہاں تک کہ ایسے مقام پر پہنچے جہاں قافلہ اس وجہ سے چند دن رک گیا کہ آگے یہاں سے گذرنا ہے وہاں خطرہ ہے امن نہیں ہے۔ ابھی ہم وہاں ہی بیٹھے تھے کہ پیچھے سے ایک اور قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا دونوں قافلے اکٹھے ہو گئے اور مل کر روانہ ہو گئے مریض کا حال بہت خراب تھا جب قافلہ روانہ ہوا میں نے مریض کو دیکھا وہ اس قابل نہیں تھا کہ سفر کرے لہذا میں اس کے پاس گیا اور کہا مجھے اب اجازت دیں میں اب جاتا ہوں آپ کے لیے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے جب میں خدا حافظی کرنا چاہتا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے میں بہت حیران و پریشان ہوا روز عرفہ بہت نزدیک تھا پچیس سال سے تمام مدت روز عرفہ میں کربلا معلی میں ہوتا تھا (ایک طرف یہ بات تھی) دوسری طرف اس رفیق سفر کو اس حال میں تنہا چھوڑ کر جانا مد نظر تھا کہ ایسی صورت میں اس کو کیسے چھوڑ کر جاؤں؟۔

بہر حال کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں وہ مسلسل گریہ کر رہا تھا۔
اس نے مجھے کہا اے فلاں میں ایک گھنٹے تک فوت ہو جاؤں گا ایک گھنٹہ کے لیے ٹھہر جاؤ جس وقت میں مر جاؤں جو کچھ میرے پاس ہے گدھا تمام اشیاء اور مال تیرا ہو گا فقط میرا جنازہ کربلا میں پہنچا کر وہاں دفن کر دینا۔
یہ سن کر میرا دل جل گیا جس طرح بھی ہوا میں اس کے پاس ٹھہر گیا تاکہ وہ انتقال کرے قافلہ نے میرے لیے صبر نہ کیا اور وہ روانہ ہو گیا۔
میں نے بھی جنازہ کو گدھے پر باندھا اور اپنے مقصد کی طرف روانہ ہو گیا گرد و غبار کے علاوہ قافلہ کا نام و نشان نہ تھا میں قافلہ کو نہ پا سکا تقریباً ایک فرسخ میں چلا تھا کہ مجھ پر خوف طاری ہو جاتا مکمل بھی جنازہ گدھے پر باندھتا تھا کچھ مقدار فاصلہ طے کرنے کے بعد زمین پر گر پڑتا تھا کس طرح بھی جنازہ گدھے کی پشت پر نہیں ٹھہرتا تھا۔
بالآخر جب میں نے دیکھا کہ کسی صورت میں بھی لے جانا ممکن نہیں میں بہت پریشان ہو گیا حضرت سید الشہداء کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اور بہتے ہوئے آنسوؤں سے فریاد کی۔
اے میرے آقا و مولا میں آپ کے اس زائر کے ساتھ کیا سلوک کروں اگر اس بیابان میں چھوڑ دوں تو روز قیامت کیا جواب دوں گا اگر چاہوں کہ کربلا لے آؤں تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میری قدرت سے باہر ہے میں بے بس ہو چکا ہوں۔
اچانک میں نے دیکھا چار سوار ہیں ان میں سے ایک کی شخصیت

زیادہ ہے اس بزرگوار نے فرمایا:۔ اے جعفر ہمارے زائر کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟

میں نے عرض کیا ۔ اے آقا کیا کروں میں بے بس ہو چکا ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں ۔

اس گفتگو کے دوران میں تین افراد اتر پڑے، ان میں سے ایک کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اسے زمین پر مارا، زمین سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا اس میت کو غسل دیا اور وہ بزرگوار آگے کھڑے ہو گئے

باقی افراد نے اس کے ساتھ کھڑے ہو کر اس پر نماز جنازہ پڑھی اس کے بعد تینوں افراد نے میت کو اٹھا کر گدھے کے اوپر محکم باندھا اور میری آنکھوں سے غائب ہو گئے ۔

میں وہاں سے روانہ ہوا معمول کے مطابق رفتار تھی لیکن جو قافلہ مجھ سے پہلے روانہ ہو چکا تھا میں اس کو پہنچ گیا بلکہ اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا کچھ دیر کے بعد ایک اور قافلہ دیکھا جو اس قافلہ سے بھی پہلے چلا تھا اس قافلہ کو بھی میں نے پیچھے چھوڑا اور آگے نکل گیا کچھ دیر کے بعد سفید پل دیکھائی دی جو کربلا کے نزدیک تھی پھر میں کربلا معلی میں داخل ہو گیا اور میں خود اس قدر جلدی راستہ طے کرنے پر حیران ہوتا تھا ۔

آخر کار اسے وادی امین (قبرستان کربلا) میں لے جا کر دفن کیا میں کربلا میں ہی تھا کہ میرے رفقا، جو قافلہ میں تھے مجھ سے بیس دن بعد کربلا پہنچے تھے ۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا تو کب آیا ہے اور کیسے آیا ہے؟ میں اجمالاً تمام مطالب بیان کرتا تھا اور وہ تعجب کرنے لگے یہاں تک کہ روز عرفہ آیا

جب میں حرم میں گیا تو دیکھا کچھ لوگ حیوانات کی شکل میں نظر آرہے ہیں، میں سخت خوف کی وجہ سے اپنی منزل پر لوٹ آیا۔

پھر اسی دن دوسری مرتبہ منزل سے باہر آیا پھر بھی بعض لوگوں کو مختلف قسم کے حیوانات کی صورت میں دیکھا

عجیب ترین بات یہ تھی کہ اس سفر کے بعد بھی چند سال آئندہ ایام عرفہ میں کربلا معلی زیارت کے لیے آیا ہوں لفظ روز عرفہ میں بعض افراد کو مختلف حیوانات کی شکل وصورت میں دیکھتا ہوں لیکن روز عرفہ کے علاوہ باقی ایام میرے لیے ایسی صورت پیش نہیں آتی اسی وجہ سے میں نے پختہ ارادہ کیا کہ آئندہ روز عرفہ کربلا معلی زیارت کے لیے نہ جاؤں جس وقت میں اصفہان میں لوگوں کے سامنے یہ مطالب بیان کرتا تھا وہ یقین نہیں کرتے تھے یا میری غیر موجودگی میں باتیں بناتے تھے۔

میں نے ان حالات میں عزم کیا کہ آئندہ اس واقعہ کے متعلق کسی سے بھی کوئی بات نہیں کروں گا اور کافی عرصہ کسی کے سامنے کوئی بات بھی نہ کی یہاں تک کہ ایک رات میں اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر غذا کھا رہا تھا کہ صحن سے آواز آئی دروازہ کھولا تو ایک آدمی کو دیکھا اس نے کہا:۔ اے جعفر تجھے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام بلا رہے ہیں۔

میں نے لباس پہنا اور اس کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے اصفہان کی مسجد جمعہ میں لے گیا میں نے دیکھا وہاں ایک بلند منبر پر آنحضرتؑ تشریف فرما ہیں اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے میں نے دل میں سوچا اتنی جمعیت کی وجہ سے آقا کی زیارت کیسے کروں گا اور ان کی خدمت کیسے پہنچوں گا؟

اچانک میں نے دیکھا کہ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں جعفر تشریف لاؤ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرتؑ نے فرمایا جو کچھ تو نے کربلا کے راستے میں دیکھا تھا لوگوں کو کیوں نہیں بیان کرتا؟۔

میں نے عرض کیا اے میرے مولا و آقا میں وہ واقعات لوگوں کے سامنے بیان کرتا تھا لیکن لوگ میری غیر موجودگی میں بدزبانی کرتے تھے اس لیے میں نے بیان کرنا چھوڑ دیا۔

آنحضرتؑ نے فرمایا آپ لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں آپ اس واقعہ کو لوگوں کے لیے بیان کریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ہم اپنے جد بزرگوار حضرت ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کے زائرین پر کس قدر نظر شفقت رکھتے ہیں۔

حکایت نمبر ۶۵

مرحوم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور مرحوم حاج شیخ عباس قمی رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ والد مرحوم مجلسی علیہ الرحمہ کے ہاتھ سے دعائے معروف کے پیچھے کی طرف حرز یمانی لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَعِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَبَعْدُ۔

سید نجیب، حبیب، زبدہ سادات عظام و نقبائے کرام، محمد ہاشم ادام اللہ تعالیٰ تائیدہ نے مجھ سے حرز یمانی کی خواہش ظاہر کی ہے جو کہ ہمارے مولا (علی) امیر المومنین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے میں اسے اجازت دوں۔ لہذا میں نے اسے اجازت دی ہے کہ اس دعا کو میری طرف سے میری سند کے ساتھ میں نے سید عابد و زاہد امیر اسحاق استر آبادی سے (جو کربلا معلیٰ) میں حضرت سید الشہداء کی قبر کے ساتھ دفن ہے) لی ہے اس نے ہمارے مولا آقا خلیفہ اللہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے نقل کی ہے اور اس کا قصہ اس طرح ہے۔

سید امیر اسحاق استر آبادی نے نقل کیا کہ میں مکہ مکرمہ جاتے ہوئے قافلہ سے پیچھے رہ گیا آہستہ آہستہ تھکاوٹ اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنی زندگی

مایوس ہو گیا۔

لہذا پاؤں قبلہ کی طرف کر کے پشت کے بل لیٹ کر شہادتیں پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔

اچانک حضرت صاحب الزمان علیہ السلام میرے مولا و آقا اور عالمین کے مولا و آقا تمام لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تشریف لائے اور میرے سرہانے کھڑے ہو کر مجھے فرماتے ہیں۔

اے اسحاق اٹھو میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پیاس لگی ہوئی تھی آنحضرت نے مجھے پانی دیا میں نے سیر ہو کر پیا، فرمایا میرے پیچھے بیٹھ جاؤ میں گھوڑے پر ان کے پیچھے بیٹھ گیا وہاں سے چل پڑے میں راستے میں حرزیمانی پڑھنے میں مشغول ہوا آنحضرت میرے اشتباہات کی اصلاح فرماتے تھے یہاں تک کہ حرزیمانی تمام ہوا۔

اچانک میں نے اپنے آپ کو ابطح کے مقام پر دیکھا (ابطح سرزمین مکہ کو کہتے ہیں)۔ آنحضرت سواری سے نیچے اترے اور غائب ہو گئے ہمارا قافلہ جس سے میں پیچھے رہ گیا تھا وہ میرے پہنچنے سے نو دن بعد مکہ میں پہنچا چونکہ مکہ والوں میں میرے متعلق شہرت ہو گئی تھی کہ یہ طی الارض (یعنی معجزہ کے ساتھ سفر طے کر کے) مکہ پہنچا ہے اس لیے میں اپنے آپ کو پوشیدہ ہی رکھتا تھا۔

مرحوم مجلسی اول نے فرمایا۔

اس سید جلیل نے چالیس مرتبہ پیدل حج کیا اور جس زمانے میں کربلا سے حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے مشہد تشریف لاتا میں اصفہان میں اس کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اس سے بہت سی کرامات دیکھی ہیں

ان میں سے ایک کرامت یہ تھی کہ اصفہان میں سید نے خواب دیکھا کہ اس کی موت بہت نزدیک ہے بہت جلدی دنیا سے چلا جائے گا۔ سید ابر نے مجھے کہا پچاس سال سے کربلا میں مجاور تھا چاہتا ہوں کہ وہاں ہی مروں۔

ضمناً ستر تومان اپنی بیوی کا حق مہر اس کے ذمہ تھا ایک شخص مشہد میں اس کا مقروض تھا چاہتا تھا کہ اس سے اپنا قرضہ طلب کرے۔

ہمارے بعض دوست جب اس موضوع سے آگاہ ہوئے وہ رقم (ستر تومان) اس کو دی اور ایک آدمی کو اس کے ساتھ بھیجا تاکہ کربلا تک اس کو پہنچائے جو شخص اس سید کے ساتھ گیا تھا اس نے بعد میں نقل کیا تھا کہ راستے میں بالکل صحت ٹھیک تھی۔ حالت خراب تھی لیکن جس وقت کربلا پہنچا اور قرض ادا کر دیا تو بیمار ہو گیا اور دنیا سے دار البقاء کی طرف چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے۔

حکایت نمبر ۶۶

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقائے حاج شیخ محمد امین افشار ساکن کابل جسے چند سال سے حکومت افغانستان نے شیعہ ہونے کے جرم میں اور انقلاب ایران کا حمایتی ہونے کی وجہ سے جیل میں ڈال دیا ہے اور اس وقت تک اس عالم ربانی کی کوئی خبر نہیں ہے۔

اس کے بیٹے اور قوم وقبیلہ اس کی زندگی سے ناامید ہو چکے ہیں وہ زیارت کے لیے مشہد مقدس آتے تھے تو میرے ساتھ بہت مانوس تھے ہمیشہ مولا و آقا حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی یاد میں رہتے تھے ۱۳۵۵ھ ہجری میں مکہ مکرمہ میں انہوں نے میرے لیے ایک واقعہ نقل کیا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ قصہ افغانستان میں مشہور ہے۔ میں نے بعد میں اس قصہ کو کتاب عبقری الحسان میں بھی پڑھا ہے۔ اس کے مولف مرحوم حاج شیخ علی اکبر نہاوندی ہیں اس واقعہ کو یہاں اسی کتاب سے نقل کر رہا ہوں تاکہ کمی یا زیادتی نہ ہو۔

فاضل جلیل آخوند ملا ابوالقاسم قندھاری ان اشخاص میں سے ہیں جو حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں پہنچے ہیں اور آنحضرتؑ کو پہچانا ہے چونکہ میں اس حکایت کو لکھنے کا طالب تھا اس لیے ان سے درخواست کی کہ آپ واقعہ کی صورت سے واقف ہیں اس لیے تحریر فرمائیں انہوں

نے جواب تحریر کیا کہ آپ کے دستور اور فرمائش کی اطاعت کرتے ہوئے جواب عرض کر رہا ہوں ۔

۱۳۶۶ ہجری قمری میں ملا عبدالرحیم ابن ملا حبیب اللہ افغان کے پاس فارسی کی کتب ہیت و تجرید پڑھتا تھا۔

جمعہ کو عصر کے وقت اپنے استاد محترم کی ملاقات کے لیے ان کے پاس گیا وہ بیٹھک والے کمرے کے چھت پر تشریف فرما تھے، افغانستان کے کچھ علماء و قاضی اور خوانین حضرات تشریف فرما تھے مجلس میں اوپر کی طرف، قبلہ کی طرف پشت کرکے ملا غلام قاضی القضاۃ اور سردار محمد علم خان ابن سردار و محمد اللہ خان اور ایک مصری عالم بعض دوسرے علماء کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے وہ سب اہل سنت تھے لیکن میں اور جناب عطار باشی سردار اور ملا حبیب اللہ مرحوم کے بیٹے شیعہ تھے جو شمال کی طرف پشت کرکے بیٹھے ہوئے تھے ۔

جو بات جس جگہ سے وابستہ ہوتی جہاں کہیں درمیان میں شیعہ کے متعلق کوئی گفتگو ہوتی تو وہ لوگ شیعوں کے عقائد کے بارے میں بہت مذمت کرتے ۔

قاضی القضاۃ نے کہا: شیعوں کے عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں:۔ حضرت مہدیؑ ابن حضرت حسنؑ عسکری سامرا میں ۲۵۵ ہجری قمری میں پیدا ہوا اور اپنے گھر کے تہہ خانہ میں غائب ہوگیا اور ابھی تک زندہ ہے کائنات کا نظام اس کے وجود مقدس کے صدقے قائم ہے، بالآخر تمام اہل مجلس شیعوں کے متعلق بدکلامی کرنے لگے۔

مصری عالم سب سے زیادہ بدکلامی کر رہا تھا مگر خصوصاً حضرت مہدیؑ کے بارے میں خاموش تھا۔

جب قاضی القضاۃ کی گفتگو حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق ختم ہوئی ہے۔

تو اس مصری عالم نے کہا۔

علویوں کی مسجد جامع میں حدیث کے درس کے وقت میں فلاں فقیہہ کے پاس حاضر ہوتا تھا۔

اس نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خصوصیات اور عادات کے بارے میں کچھ الفاظ، دوران درس کہے شاگردوں میں بحث شروع ہو گئی۔

اچانک تمام خاموش ہو گئے اس لیے کہ انہیں خصوصیات و شمائل کے ساتھ ایک جوان مجلسِ درس میں کھڑا تھا۔ (کسی کو اس کی طرف مسلسل نگاہ کرنے کی طاقت نہ تھی)۔

جس وقت مصری عالم کی کلام ان الفاظ پر پہنچی تو ہم تمام اہل مجلس خاموش ہو گئے۔

اس مجلس میں اچانک ایک جوان آ بیٹھا تھا اور تمام مبہوت ہو گئے کسی میں طاقت نہ تھی کہ اس کی شکل و صورت کی طرف مسلسل نگاہ کرے زمین کی طرف دیکھتے تھے۔ اور میں بھی انہیں کی طرح تھا ہم سب پسینے میں غرق تھے۔

بالآخر میں متوجہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (بقیہ)

ہیں۔ آنحضرتؑ کی موجودگی میں تقریباً پندرہ منٹ تک ہم سب پر ایک جیسی حالت تھی۔

اس کے بعد وہ سب بغیر اس کے کہ ایک دوسرے سے خداحافظی کریں مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اور منتشر ہو گئے۔ میں اس رات خوشی اور ناراحتی کی وجہ سے بالکل نہیں سویا تھا۔

خوشحال اس لیے تھا کہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہوئی۔

اور ناراحت اس لیے تھا کہ صرف ایک مرتبہ ہی زیارت ہوئی ہے۔

اس سے زیادہ انحضرتؑ کی زیارت مجھے نصیب نہیں ہوئی۔

ہفتہ کے دن یعنی دوسرے دن صبح میں درس کے لیے ملا عبدالرحیم کے پاس گیا۔ مجھے اپنے کتب خانہ میں لے گیا۔ اور ہم دونوں آدمی بیٹھ گئے۔

اس نے مجھے کہا کل تمہیں معلوم ہوا کہ کیا ہوا، حضرت ولی عصر علیہ السلام (عج) مجلس میں تشریف لائے تھے اس طرح لوگوں پر تصرف کیا کہ کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سب کو پسینہ آگیا۔ اور منتشر ہو گئے۔

میں نے دو وجہ سے ناواقفیت کا اظہار کیا ایک اس وجہ سے کہ میں اس سے تقیہ کرتا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ میں چاہتا تھا کہ یہ واقعہ ان کی زبان سے مشہور ہو اور میں انہی کی زبان سے یہ قصہ سنوں۔

اس نے کہا:۔ جس قدر تو انکار کر رہا ہے یہ واقعہ اس سے روشن اور واضح تر تھا۔

وہاں بیٹھے ہوئے تمام افراد نے آنحضرتؑ کو دیکھا ہے اور آنحضرتؑ نے جو تصرف کیا تھا اس سے بھی آگاہ تھے اور تمام افراد جو اس مجلس میں موجود تھے، ان سب نے مجھے اس بات سے آگاہ کیا ہے۔

اس روز یعنی دوسرے دن میں نے عطار باشی کو دیکھا اس نے کہا اس کرامت سے ہماری آنکھیں روشن ہو گئی ہیں، سردار محمد علم خان بھی اپنے دین و مذہب کے متعلق سست پڑ گیا ہے ممکن ہے کہ اسے شیعہ کر لوں۔

چند دنوں کے بعد قاضی القضاۃ کے بیٹے نے مجھے کہا میرا باپ چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات کرے میں نے جتنی کوشش کی کہ عذر پیش کر دوں اور اس سے ملاقات نہ کروں لیکن بالآخر اس کے پاس جانا پڑا جب میں اس کے پاس گیا اس وقت کچھ مفتی حضرات جو پہلی مجلس میں بھی تھے یہاں بھی اس کے پاس بیٹھے تھے اور وہ مصری عالم بھی بیٹھا تھا۔

قاضی القضاۃ نے مجھے کہا آپ نے دیکھا حضرت ولی عصر علیہ السلام کیسے مجلس میں آئے تھے۔

میں نے کہا:۔ میں اس کے سوا متوجہ نہیں ہوا کہ یک لخت اہل مجلس خاموش ہو گئے تھے۔ اور بعد میں ادھر ادھر چلے گئے (البتہ میں تفسیر کی بنا پر منکر ہوا تھا) جو اشخاص اس جلسہ میں موجود تھے انہوں نے کہا یہ آدمی جھوٹ بول رہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو تمام اہل مجلس دیکھیں مگر صرف ایک آدمی اسے نہ دیکھے۔

قاضی القضاۃ نے کہا: وہ اہل علم ہے جھوٹ نہیں بولتا شاید آنحضرت خود صرف منکریں کے لیے ظاہر ہوئے ہوں تاکہ ان کا شک دور ہو جائے۔ اس شہر کے فارسی زبان افراد کے والدین شیعہ تھے اور وہ شیعوں کے عقائد میں سے اس عقیدہ پر باقی تھے اس لیے انہوں نے نہیں دیکھا ہوگا چونکہ پہلے سے آنحضرتؑ کے متعلق اعتقاد رکھتے تھے، بہر حال اہل مجلس نے جس طرح بھی ہوا قبول کیا۔

حکایت نمبر ۶۷

جمال الدین زہدری حلہ میں سخت فالج میں مبتلا ہوا تھا عزیز و اقارب اسے کئی حکیموں کے پاس لے گئے کہ اس کا علاج کرائیں لیکن وہ جس قدر زیادہ علاج کراتے تھے اس کو بہت کم فائدہ ہوتا تھا آخر کار جس وقت علاج و معالجہ سے مایوس ہو گئے تو پختہ ارادہ کیا کہ اسے ایک رات کے لیے حلّہ میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا مقام ہے وہاں داخل کریں۔

انہوں نے اس کام کو انجام دیا اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس پر ظاہر ہوئے اور اسے فالج کی مرض سے شفاء عنایت فرمائی۔

اس مقام پر علامہ مجلسی مرحوم، جمال الملۃ والدین مرحوم عبدالرحمٰن عمانی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا تھا کہ جس وقت یہ واقعہ لوگوں میں مشہور ہوا تو میرے اور اس کے درمیان جو سابقہ دوستی تھی اس کی وجہ سے میں اس کے گھر گیا تاکہ اصل واقعہ اور حقیقت کو اس کی اپنی زبان سے سنوں۔

اس نے واقعہ کو اس طرح بیان کیا: جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ میں فالج کی مرض میں مبتلا تھا لیکن اس رات مجھے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام ارواحنا فداہ کے مقام میں لے گئے تھے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ میں نے دیکھا میرے مولا و آقا

حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) اس مقام کے دروازے سے داخل ہوئے میں نے سلام کیا آنحضرتؑ نے سلام کا جواب دیا اور مجھے فرمایا: اٹھو میں نے عرض کیا آقا جان ایک سال ہوا ہے کہ مجھ میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

پھر فرمایا: ۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اٹھو اور میری بغل کے نیچے سے پکڑا۔ میرے کھڑے ہونے میں مدد کی میں اس طرح کھڑا ہو گیا کہ میرے بدن میں بیماری کا ذرا بھر اثر باقی نہ تھا، فالج کا مرض بالکل مجھ سے ختم ہو گیا تھا۔ اور آنحضرتؑ غائب ہو گئے۔

جب لوگوں نے مجھے اس حال میں دیکھا اور انہیں معلوم ہوا کہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) نے مجھے شفا عنایت فرمائی ہے مجھ پر ٹوٹ پڑے اور میرا لباس ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پارہ، پارہ کر کے لے گئے مگر میرے دوست مجھے گھر لے گئے اور میں نے لباس تبدیل کیا۔

(نقل از کتاب کفایۃ الموحدین سید طبرسی نوری)

حکایت نمبر ۶۸

معمر ابن شمس کا ایک دیہات تھا اس کا نام دربش انتھا اس نے اس دیہات کو علوی سادات کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس قریہ میں اپنا وکیل و نائب مقرر کیا جو کہ نیک اور اہل تقویٰ میں سے تھا۔ اس کا نام ابن خطیب تھا اور وہ شیعہ تھا اس کے علاوہ اور کاریگر و نوکر بھی وہاں رکھے ہوئے تھے ایک نوکر بنام عثمان وہاں رکھا ہوا تھا وہ سنی اور بہت متعصب تھا یہ دونوں شخص معمر ابن شمس کی طرف سے اس قریہ کے امور کی دیکھ بھال کرتے تھے، ان دونوں کے درمیان ہمیشہ مذہب کے بارے میں نزاع رہتا تھا ایک دن وہاں کے رہنے والے لوگوں کی موجودگی میں مذہب کے بارے میں بہت زیادہ نزاع ہوا۔ آخر کار ابن خطیب نے عثمان سے کہا اب حقیقت واضح ہوگئی ہے اور تو حق کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے آؤ ایک معاہدہ کرتے ہیں ۔

میں حضرت علی و فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام کے مقدس نام اپنی ہتھیلی پر لکھتا ہوں اور تم عثمان، ابو بکر، عمر کے نام اپنے ہاتھ پر لکھو اور یہ لوگ میرا اور تیرا ہاتھ اکٹھے باندھ دیں اور آگ میں سے گذریں جس کسی کا ہاتھ جل جائے معلوم ہو جائے گا کہ وہ باطل پر ہے اور جس کا ہاتھ جلنے سے محفوظ رہے گا

وہ حق پر ہوگا۔

عثمان اس معاہدہ پر راضی نہ ہوا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے وہ عثمان کو دیکھ کر ہنسنے لگے اور اس سے مذاق کرنے لگے عثمان کی ماں کمرے کی باری سے تمام واقعہ دیکھ رہی تھی اور ساری باتیں سن رہی تھی۔ اس موقعہ پر پریشان ہوگئی۔

اور جس قدر اس سے ممکن تھا شیعوں کو اور وہاں کے مسلمانوں کو بدکلامی سنائی، ان پر لعنت کی اور ان کے لیے بددعا کرنے لگی۔ اچانک اس کے آنکھوں میں فوق العادہ درد شروع ہوا اور اسی جگہ نابینا ہوگئی۔

لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور علاج کے لیے حلّہ میں لے گئے اور حکیموں سے مشورہ کیا جو کچھ ان کے بس میں تھا علاج میں کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

آخر کار اس کا علاج کرنے سے مایوس ہوگئے۔

ایک دن چند شیعہ عورتیں اسے دیکھنے کے لیے آئیں اور کہا۔

چونکہ تو نے شیعوں کے حق میں جسارت کی ہے اس لیے حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) تجھ پر غضب ناک ہوگئے ہیں اور تو اس تکلیف سے نجات نہیں پائے گی مگر یہ کہ تو شیعہ ہو جائے اگر تو شیعہ ہوجائے تو ہم ضمانت دیتی ہیں کہ خداوند کریم تجھے شفا دے گا۔

اس عورت نے یہ بات قبول کر لی۔

چونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی بینائی جسارت کی وجہ سے ہی جاتی

رہی ہے جو اس نے شیعوں سے کی تھی اس لیے (اپنی غلطی سے آگاہ ہوئی) مذہب شیعہ قبول کیا۔

حلہ کی مومنہ و صالحہ با ایمان عورتیں اس کو شب جمعہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے مقام میں لے گئیں اور خود باہر بیٹھ گئیں آدھی رات کے وقت اس عورت نے اچانک چیخ ماری اور گریہ کرتے ہوئے اس مقام سے باہر آئی اور کہتی تھی کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) نے مجھے شفا عنایت فرمائی ہے!۔

عورتوں نے اس کی طرف نگاہ کی دیکھا تو اس کی آنکھیں پہلے سے بھی بہتر ہیں۔

اس نے دیکھا کہ چند عورتیں وہاں موجود ہیں یہاں تک کہ ان کی شکل و صورت اور زینت، بناؤ سنگھار بھی دیکھ رہی تھی۔ عورتیں اسے اس حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اس سے آنحضرتؑ کی زیارت کا حال پوچھا۔

اس نے کہا جب آپ نے مجھے اس مقام میں چھوڑ دیا تو میں نے آنحضرت سے مدد طلب کی چند منٹ کے بعد مجھے ایک آواز سنائی دی مجھے کوئی کہہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے شفا دی ہے اس مقام سے باہر نکلو اور جو عورتیں تیری انتظار میں بیٹھی ہیں انہیں اس خبر سے آگاہ کرو۔

میں اپنی طرف متوجہ ہوئی تو مجھے ہر چیز نظر آ رہی تھی۔

وہ جگہ نور سے پر تھی اور ایک مرد میرے سامنے کھڑا تھا۔

میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟۔

فرمایا میں صاحب الامر حجتؑ ابن الحسن ہوں!

جب میں نے اپنی جگہ سے حرکت کی کہ آنحضرتؑ کا دامن پکڑوں مگر وہ میری نظروں میں غائب ہو گئے۔

یہ قصہ حلہ شہر میں مشہور ہے اور اس کا بیٹا عثمان بھی شیعہ ہو گیا بلکہ جس کسی نے یہ واقعہ سنا وہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے وجود مقدس کا قائل ہو گیا۔

(نقل از کفایۃ الموحدین سید نوری)

حکایت نمبر ۶۹

علامہ حلی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں اہل سنت میں سے ایک مخالف نے مذہب شیعہ کے رد میں ایک کتاب لکھی تھی اور عمومی و خصوصی مجالس میں اس سے فائدہ اٹھایا بہت سے افراد کو مذہب امامیہ سے بدبین اور گمراہ کیا۔

کتاب بھی کسی کو نہیں دیتا تھا تاکہ شیعوں کے عالموں کے ہاتھ نہ لگ جائے اور وہ اس کا جواب نہ لکھیں اور اعتراض نہ کریں۔

علامہ حلی اس قدر و منزلت علمی کے ساتھ اس کتاب کو حاصل کرنے کے لیے اس مؤلف کے درس میں جاتے تھے اور اپنے ظاہر کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس کا شاگرد بیان کرتے تھے کچھ مدت کے بعد استاد اور شاگرد کے درمیان جو رابطہ و علاقہ تھا اس کے ذریعہ کتاب حاصل کرنے کی کوشش کی۔

اس شخص نے ایسی حالت عاطفی میں اس کو جواب دینا مناسب نہ سمجھا اس لیے مجبوراً کہتا ہے کہ:۔

میں نے نذر کی ہے کہ صرف ایک رات کے علاوہ کسی کو کتاب نہیں دوں گا۔

علامہ نے مجبوراً اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس ایک رات کو بھی غنیمت سمجھا علامہ اس رات بہت ہی خوشحال تھے اور اس کتاب کو لکھنے کے لیے بے تاب تھے۔

علامہ کی نظر میں یہ تھا کہ جس قدر ممکن ہوا اس کتاب کو نوٹ کر لوں گا اور پھر فارغ وقت میں اس کا جواب لکھوں گا۔

مگر جب آدھی رات کا وقت ہوا تو علامہ صاحب کو نیند آگئی اور اسی وقت ایک جلیل القدر مہمان کمرے میں داخل ہوا وہ علامہ صاحب کے ساتھ گفتگو کرتا رہا گفتگو کے بعد فرمایا۔

(علامہ صاحب آپ سو جائیں اور لکھنے کا کام میرے حوالے کر دیں)۔

علامہ صاحب نے بے چون و چرا اس کے فرمان کی اطاعت کی۔ اور گہری نیند سو گئے علامہ صاحب جب بیدار ہوئے تو وہ پر عظمت، جلیل القدر مہمان موجود نہیں تھا کتاب کی طرف جاتے ہیں اسے دیکھتے ہیں تو پوری کتاب لکھی ہوئی پڑی ہے اور آخر میں اس نقش کو دستخط کی صورت دیکھتے ہیں

(حجت خدا اس کی نگہبان)

حکایت نمبر ۷

جو لوگ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کی خدمت میں پہنچے ہیں اور جو اکثر کتابیں، اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، انہوں نے علی بن مہزیار کا قصہ عجیب قسم کے زور شور کے ساتھ تحریر کیا ہے ہم بھی اس کے واقعہ کو اس کتاب کے آخر میں درج کر رہے ہیں، اور خداوند کریم سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ان بزرگوں کے زمرہ میں قرار دے۔ جناب علی بن مہزیار کی قبر اہواز میں ہے اور عمومی زیارت گاہ ہے مقبرہ اور بقعہ بھی بنا ہوا ہے کہتے ہیں کہ وہ انیس ۱۹ سال متواتر ہر سال مکہ مکرمہ جاتا تھا تاکہ شاید اپنے مولا و آقا حضرت امام ولی عصر علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کر سکے۔

لیکن اس مدت میں جس قدر زیادہ کوشش کی اتنے ہی آنحضرتؑ کو ملاقات کے آثار کم دکھائی دیئے۔

آخر کار مایوس ہو گیا اور ارادہ کیا کہ آیندہ مکہ مکرمہ نہ جاؤں۔

جب دوستوں نے مکہ مکرمہ جانے کا عزم کیا تھا مجھے کہا۔ مگر اس سال مکہ مکرمہ نہیں جاؤ گے؟

میں نے کہا:۔ نہ، اس سال کچھ مجبوریاں ہیں اس لیے مکہ مکرمہ جانے کا قصد

نہیں رکھتا، رات کو عالم خواب میں دیکھا کہ مجھے کہا گیا اس سال مکہ مکرمہ آؤ۔ سفر سے چھٹی نہ کرو انشاء اللہ اپنے مقصد کو پالو گے۔

میں امید کرتے ہوئے سفر کے لیے تیار ہوا جب دوستوں نے مجھے دیکھا تعجب کرنے لگے لیکن اپنا ارادہ بدلنے کا سبب انھیں نہ بتایا۔

یہاں تک کہ مکہ مکرمہ حاضر ہوا، اعمال حج انجام دیئے اس دوران ہمیشہ مسجد الحرام کے ایک کونے میں بیٹھتا تھا اور فکر کرتا رہتا تھا۔

کبھی کبھی اپنے دل میں خیال کرتا تھا۔ کیا میری خواب سچی تھی یا جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہ صرف خیال ہی تھے۔

ایک دن اپنا سر گریبان میں جھکائے ہوئے ایک کونے میں بیٹھا تھا کہ میرے شانے پر ایک شخص نے ہاتھ رکھا اس شخص کا رنگ گندمی تھا۔ مجھے سلام کیا اور پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا:۔ اہواز کا رہنے والا ہوں۔

اس نے پوچھا:۔ ابن خطیب کو پہچانتے ہو۔

میں نے کہا:۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے وہ دنیا سے چلا گیا ہے۔

اس نے کہا:۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اچھا آدمی تھا لوگوں پر بہت احسان کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسے بخشے۔

پھر اس نے پوچھا:۔ علی بن مہزیار کو جانتے ہو؟

میں نے کہا:۔ جی ہاں، میں خود ہی ہوں۔

اس نے کہا:۔ اَھْلاً وَ مَرْحَبًا۔

اے مہزیار کے بیٹے تو نے اپنے مولا و آقا حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام مجھ

کی زیارت کے لیے بہت تکلیف برداشت کی ہے۔ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اس سفر میں تجھے آنحضرتؑ کی زیارت نصیب ہو گی جاؤ اپنے ساتھیوں سے الوداع کرو۔ خدا حافظی کہو۔ اور کل رات شعب ابی طالب میں آؤ وہاں میں آپ کا انتظار کروں گا تاکہ آپ کو آقا و مولا کی خدمت میں لے جاؤں۔

میں معمول سے زیادہ خوشحال تھا اپنی منزل پر گیا، سفر کا سامان اکٹھا کیا اور دوستوں کو خدا حافظ کہا۔ انہیں کہا۔ مجھے ایک کام درپیش ہے اس لیے چند دنوں کے لیے ایک جگہ جانا چاہتا ہوں اور اس رات کو میں شعب ابی طالب چلا گیا۔ میں نے وہاں اسے منتظر پایا۔

میں اور وہ شخص ایک اونٹ پر سوار ہوئے، عرفات اور منیٰ کے پہاڑوں سے گذر کر طائف کے پہاڑوں کے پاس پہنچے اس نے مجھے کہا نیچے اترو تاکہ نمازِ شب پڑھیں۔

میں نیچے اترا اور اس کے ساتھ نمازِ شب پڑھی پھر سوار ہو گئے اور اپنے راہ پر چلتے رہے، صبح طلوع ہونے تک سفر جاری رکھا جب صبح نمودار ہوئی اس وقت اتر کر صبح کی نماز ادا کی۔

میں نے وہاں سے حرکت کی اور کھڑا ہو گیا، موسم صاف تھا۔

اس نے مجھے کہا:۔ اس بلند چوٹی پر کیا دیکھ رہے ہو؟

میں نے کہا:۔ خیمہ دیکھ رہا ہوں۔ جس نے تمام صحرا کو روشن کیا ہوا ہے۔

اس شخص نے کہا:۔ جی ہاں۔ درست ہے ہماری منزلِ مقصود وہی

جگہ ہے۔

مولا و آقا کی جگہ رہی ہے جو سب کا محبوب ہے۔ وہ اسی جگہ رہتا ہے۔

اس وقت اس نے کہا: چلیں۔

میں نے کہا: اونٹ کو کدھر کریں؟

اس نے کہا: اسے آزاد چھوڑ دو یہ جائے امن ہے۔ اس کے ساتھ میں خیمہ تک گیا وہاں اس نے مجھے کہا:

آپ ذرا صبر کریں اور خود مجھ سے پہلے خیمہ میں داخل ہوا زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ باہر آیا اور مجھے کہا: آپ خوش قسمت ہیں ملاقات کی اجازت مل گئی ہے اندر داخل ہو جاؤ۔

میں خیمے میں داخل ہوا آقا و مولا بہت خوبصورت تھے میرا دل کھینچ لیا نہایت مہربانی و لطف کے ساتھ مجھ سے احوال پرسی کی اور فرمایا میرے والد بزرگوار نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ میں شہروں میں قیام نہ کروں۔

بلکہ جس وقت خدا کو منظور ہے پہاڑوں، صحراؤں میں زندگی بسر کروں تاکہ جابروں اور سرکشوں سے محفوظ رہوں اور ان کے احکام کے زیر بار نہ جاؤں۔ یہاں تک کہ خداوند کریم خروج کی اجازت عنایت فرمائے۔

میں چند دن خیمہ میں آنحضرتؑ کا مہمان رہا اور ان کے علوم و انوار سے استفادہ کرتا رہا جب میں نے چاہا کہ واپس وطن لوٹوں پچاس ہزار درہم میرے پاس موجود تھے۔

میں نے خیال کیا کہ سہم امام کے عنوان سے آقا و مولا کی خدمت میں پیش کر دوں۔

آنحضرت نے فرمایا قبول نہ کرنے سے ناراحت نہ ہو سبب یہ ہے کہ تیرا راہ بہت دور ہے اور یہ رقم تیرے کام آئے گی پس میں نے خدا حافظی کی اور اہواز کی طرف چل پڑا اس کے بعد ہمیشہ آنحضرتؑ کی یاد اور محبت میں ہوں اور آرزو رکھتا ہوں کہ پھر بھی آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہو۔

(نقل از کتاب اکمال الدین مرحوم شیخ صدوق)

۸۹-۷-۲۲، اٹھارہ ذی الحجہ ۱۴۰۹ ہجری بروز ہفتہ تقریباً پونے سات بجے شام جامعہ امام حسینؑ خانقاہ ڈوگراں میں پہلی جلد کا ترجمہ اللہ تعالی کی مدد سے مکمل ہوا۔

مترجم:- حافظ اقبال حسین جاوید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کے آخر میں میں چند زیارت، ادعیہ اور نماز حاجت درج کر رہا ہوں جو اہلبیت عصمت وطہارت علیہ السلام سے دعاؤں کی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں کبھی کبھی تجربہ کے ساتھ ان سے استفادہ کیا گیا ہے اس لیے یہاں درج کی جاتی ہیں میں امید کرتا ہوں کہ جس وقت محبان اہلبیت حضرت امام زمان علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوں گے یا ان کے مقام مقدس کی طرف متوجہ ہوں گے تو مجھ ناچیز کو دعائے خیر میں یاد رکھیں گے اور آنحضرت کی بارگاہ میں میرا سلام پہنچائیں گے

فضائل دعائے ندبہ

روایات میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے مطابق جمعہ کے دن حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے متعلق ہے کہ جو کوئی جہاں کہیں بھی ہو، جس وقت بھی جو کچھ اسے ملے وہ آنحضرتؑ کے مقدس وجود کی برکت کی وجہ سے ہے۔ سید ابن طاؤس فرماتے ہیں۔

نَزِيْلُكَ حَيْثُ مَا اتَّجَهْتُ رِكَابِيْ وَضَيْفُكَ حَيْثُ كُنْتُ مِنَ الْبِلَادِ۔	میں جہاں کہیں بھی جاؤں آپ کی خدمت میں ہی حاضر ہوتا ہوں۔ دنیا کے جس شہر میں بھی قیام کروں میں آپ کا ہی مہمان ہوں۔

باقی ایام کو آنحضرتؑ کے آباء و اجداد کے ساتھ منسوب کیا ہے تاکہ لوگ انہیں بھول نہ جائیں، جہاں کہیں بھی ہوں ان مقدس اجساد کے مہمان ہیں۔ مگر روز جمعہ حضرت ولی اللہ الاعظم صاحب الامر والعصر والزمان کے ساتھ واقعاً مختص ہے۔

اس لیے جمعہ کے دن چند عمل بجا لانا محبت کی علامت اور آنحضرت کے ساتھ اظہار عقیدت ہے۔

اول دعائے ندبہ:۔

قرآن کریم کی آیات یا روایات متواترہ کے ساتھ اس دعا کا مضمون

مطابقت رکھتا ہے۔
کتب حدیث میں صحیح ترین دعاؤں میں ذکر کیا گیا لہٰذا میں چھوٹا سا مقدمہ لکھتا ہوں کہ ایام جمعہ میں بلکہ باقی تمام ایام میں بھی اس کو پڑھنے کے لیے کوئی مانع نہیں ہے۔ اس کے کلمات، اہل بیت عصمت و طہارت کی مبارک زبان سے صادر ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعہ اس سے گفتگو کریں۔ اظہارِ عقیدت و محبت کریں۔ آہ و فریاد کریں۔

جو کوئی دعائے ندبہ کو پڑھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تین حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔

ابتدا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کا آغاز ہوتا ہے اور دنیا و لوگوں سے شکوہ و شکایت اور ضمناً معارف اسلامی کا اقرار کرنا شامل ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے محبت شدید سے شدید تر ہوتی جاتی ہے جیسا کوئی شخص اچانک دنیا کے ہر گوشے میں اپنے معشوق کو تلاش کرتا ہے ہر جگہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ۔

اَیْنَ الحسن اَیْنَ الحسین یہاں تک کہ کہتا ہے۔

این بقیۃ اللہ اسی طرح صدا لگاتا رہتا ہے، تلاش کرتا رہتا ہے۔ جب اچانک کسی کونے میں دیکھتا ہے۔ تو اپنے محبوب کو دیکھ کر خطاب کرتا ہے کہ۔

بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ وَ لَکَ الْوِقَاءُ وَ الْحِمٰی

یعنی تجھ پر ماں باپ قربان اور میری جان آپ کی محافظ اور نگاہ داری کرنے والی ہو۔

جو کوئی بھی دعائے ندبہ پڑھتا ہے جب ان الفاظ پر پہنچتا ہے تو اسے چاہیے کہ ایسی توجہ پیدا کرے کہ اپنے اندر روحی احساسات اس طرح ہوں کہ یہ کلمات

فضول نہ جائیں بلکہ آنحضرتؑ کے ساتھ مثل ملاقات ہونے چاہیں ان الفاظ کے ختم ہونے تک اپنی ذات کو حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں سمجھے فوق العادہ عشق و محبت کے ساتھ کہے:۔

(جس طرح کہ دعائے ندبہ میں کہا جاتا ہے) بِنَفْسِيْ اَنْتَ (یعنی میری جان آپ پر قربان ہو) اگر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی ہو تو اس نے دعائے ندبہ پڑھی ہی نہیں ہے۔ بلکہ دعائے ندبہ پڑھنے والوں کی شبیہ بنا ہوا ہے۔

اور دعا کے آخر میں جب کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَشَّافُ الْكُرَبِ وَالْبَلْوٰى چاہیے کہ اس کا مقصد ہمیشہ کے لیے ملاقات اور آنحضرتؑ کے وجود مقدس کا ظہور ہو۔

اگر دعائے ندبہ کے وسیلہ سے انسان آنحضرتؑ سے ملاقات کا وقت نہ لے سکے اور آنحضرتؑ سے ملاقات نہ کر سکے تو حقیقت میں اس نے دعائے ندبہ پڑھی ہی نہیں اور اس سے استفادہ ہی نہیں کیا۔

مرحوم حاج ملا آقا جان ایام جمعہ میں جس وقت دعائے ندبہ پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے وہ وقت مجھے کبھی بھی نہیں بھولتا۔

ابتداء میں گریہ و جزع فزع کے ساتھ دعا کو پڑھتے تھے اور جس وقت ان کلمات۔ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ وَ نَفْسِيْ۔ پر پہنچتے تھے تو ان کا رنگ اڑ جاتا تھا۔ آواز نہیں نکلتی تھی جس طرح کہ آپ پڑھنے والے اچانک اپنی آنکھوں سے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے جمال کو دیکھیں تو آپ کا رنگ کیسے اڑ جائے گا اور زیارت کا شوق زیادہ ہونے کی وجہ سے زبان بند ہو جائے گی وہ بھی اس

موقعہ پر ایسی ہی صورت سے دوچار ہوتے تھے اور میں اس وقت مطمئن ہوتا تھا کہ ملا آقا جان آنحضرتؑ کے روح مقدس کو دیکھ رہے ہیں یا بدن اطہر کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

دُعائے نُدبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ہر حمد رب العالمین کے لیے ہے۔ اے اللہ ہمارے آقا اور نبی محمد اور آپ کی

نَبِیِّهٖ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا

آل پر رحمت اور کماحقہ سلامتی نازل فرمائے۔ اے اللہ تیری

جَرٰى بِهٖ قَضَآئُكَ فِیْ اَوْلِیَآئِكَ الَّذِیْنَ اسْتَخْلَصْتَهُمْ

اس تقدیر پر حمد ہے جو تو نے اپنے ان اولیاء کے لیے مقدر کی ہے جنہیں تو نے

لِنَفْسِكَ وَدِیْنِكَ اِذِ اخْتَرْتَ لَهُمْ جَزِیْلَ مَا عِنْدَكَ

اپنی ذات کے لیے مخصوص کر رکھا ہے جن کو تو نے اپنے دین کے لیے

مِنَ النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ الَّذِیْ لَا زَوَالَ لَهٗ وَلَا اضْمِحْلَالَ

چنا ہے تو نے انہیں اپنی عظیم اور دائمی ایسی نعمات سے نوازا ہے

بَعْدَ اَنْ شَرَطْتَ عَلَیْهِمُ الزُّهْدَ فِیْ دَرَجَاتِ هٰذِهِ

جن کو فنا نہیں ان نعمات کے لیے تو نے اپنے اولیاء کو ان شرائط کا پابند کر رکھا

الدُّنْیَا الدَّنِیَّةِ وَزُخْرُفِهَا وَزِبْرِجِهَا فَشَرَطُوْا

ہے۔ کہ وہ اس پست تر دنیا اور اس کی ملمع سازیوں سے پرہیز کریں گے انہوں نے

ذٰلِكَ عَلِمْتَ مِنْهُمُ الْوَفَآءَ بِهٖ فَقَبِلْتَهُمْ وَقَرَّبْتَهُمْ

شرائط کو بخوشی قبول کر لیا اور تجھے معلوم ہے کہ انہوں نے اس عہد کو نبھایا تو نے بھی ان کی

وَقَدَّمْتَ لَهُمُ الذِّكْرَ الْعَلِیَّ وَالثَّنَآءَ الْجَلِیَّ وَ

قربانیاں قبول کر کے انہیں اپنا مقرب بنایا۔ تو نے ان کا تذکرہ بلند کیا۔ اور

اَهْبَطْتَ عَلَیْهِمْ مَلٰٓئِكَتَكَ وَكَرَّمْتَهُمْ بِوَحْیِكَ

تو نے ان کی مدح و ثنا کو بلند تر کر دیا تو نے ان پر ملائکہ نازل کیے تو نے انہیں اپنی وحی

وَرَفَدْتَهُمْ بِعِلْمِكَ وَجَعَلْتَهُمُ الذَّرِيعَةَ إِلَيْكَ وَ

سے معزز فرمایا اور اپنے علم وافر سے نوازا تو نے انہیں بارگاہ تک رسائی کا ذریعہ اور رضا و

الْوَسِيلَةَ إِلَى رِضْوَانِكَ فَبَعْضٌ أَسْكَنْتَهُ جَنَّتَكَ إِلَى

خوشنودی کا وسیلہ بنایا بعض کو تو نے یعنی جنت الخلد میں رکھا پھر جنت سے برائے امتحان باہر

أَنْ أَخْرَجْتَهُ مِنْهَا وَبَعْضٌ حَمَلْتَهُ فِي فُلْكِكَ وَ

بھیج دیا۔ اپنے بعض انبیاء کو کشتی پر سوار کیا اسے امت سے نجات دی اور اس پر ایمان

نَجَّيْتَهُ وَمَنْ آمَنَ مَعَهُ مِنَ الْهَلَكَةِ بِرَحْمَتِكَ

لانے والوں کو اپنی رحمت سے نجات دی بعض اولیاء کو تو نے اپنا خلیل

وَبَعْضٌ اتَّخَذْتَهُ لِنَفْسِكَ خَلِيلًا وَسَأَلَكَ لِسَانَ

بنایا۔ اس نے تیری ذات سے آخرین کے لیے لسان صدق عطا کرنے کی

صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ فَأَجَبْتَهُ وَجَعَلْتَ ذٰلِكَ عَلِيًّا

درخواست دی تو نے اس کی دعا قبول کی اور تو نے علی کو زبان صداقت بنایا اپنے بعض

وَبَعْضٌ كَلَّمْتَهُ مِنْ شَجَرَةٍ تَكْلِيمًا وَجَعَلْتَ لَهُ مِنْ

اولیائے کو تو نے درخت سے کلام کر کے اپنا مقرب بنایا اور تو نے اولیاء کا زور

أَخِيهِ رِدْءًا وَوَزِيرًا وَبَعْضٌ أَوْلَدْتَهُ مِنْ غَيْرِ

بازو اور وزیر اسی کے بھائی کو بنایا۔ اپنے بعض اولیاء کو بغیر باپ کے اس دنیا

أَبٍ وَآتَيْتَهُ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْتَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

میں وجود دیا اسے تو نے واضح معجزات سے نوازا اور روح القدس سے مؤید

وَكُلٌّ شَرَعْتَ لَهُ شَرِيعَةً وَنَهَجْتَ لَهُ مِنْهَاجًا وَ

کیا ہر ایک نبی کو تو نے مستقل اور منفرد ضابطہ حیات دیا اور ان کے لیے ایک راہ

تَخَيَّرْتَ لَهُ أَوْصِيَاءَ مُسْتَحْفِظًا بَعْدَ مُسْتَحْفِظٍ مِنْ مُدَّةٍ

معین کی تو نے ان کے لیے خود ہی وصی مقرر کئے ایسے وصی جو یکے بعد دیگرے نگران

إِلَى مُدَّةٍ إِقَامَةً لِدِينِكَ وَحُجَّةً عَلَى عِبَادِكَ وَ

رہے اور ایک وقت کے بعد دوسرے وقت تیرے دین کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے

لِئَلَّا يَزُولَ الْحَقُّ عَنْ مَقَرِّهِ وَيَغْلِبَ الْبَاطِلُ عَلَى

بندوں پر حجت قرار دیئے تاکہ حق اپنے مرکز سے ہٹ جائے اور باطل اہل حق کی حمایت

أَهْلِهِ وَلَا يَقُولَ أَحَدٌ لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا

پر غالب نہ ہو جائے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اے اللہ تو نے ہمارے پاس کیوں رسول نہیں

مُنْذِرًا وَأَقَمْتَ لَنَا عَلَمًا هَادِيًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ

بھیجے جو ہمیں تیرے عذاب سے ڈراتے اور ہمارے لیے ہدایت کی علامات کیوں

مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَى إِلَى أَنِ انْتَهَيْتَ بِالْأَمْرِ

مقرر نہیں کیں تاکہ ہم ذلت و رسوائی سے بچکر ان کے تابع امر ہو جاتے حتیٰ کہ تیرا معاملہ

إِلَى حَبِيبِكَ وَنَجِيبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

ولایت تیرے محبوب اور منتخب محمد تک پہنچا۔ اللہ اس پر

فَكَانَ كَمَا انْتَجَبْتَهُ سَيِّدَ مَنْ خَلَقْتَهُ وَصَفْوَةَ

اور اس کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ ایسے ثابت ہوئے جیسے تو نے انہیں اپنی

مَنِ اصْطَفَيْتَهُ وَأَفْضَلَ مَنِ اجْتَبَيْتَهُ وَأَكْرَمَ

مخلوق کا سردار بنا کر بھیجا اور تو نے اپنے منتخب شدگان سے برتر قرار دیا اپنے تمام چنے

مَنِ اعْتَمَدْتَهُ قَدَّمْتَهُ عَلَى أَنْبِيَائِكَ وَبَعَثْتَهُ إِلَى

افراد سے افضل بنایا ہے جن پر تو نے اعتماد کیا ہے ان تمام پر مکرم ترین ہے انہیں تو نے

الثَّقَلَيْنِ مِنْ عِبَادِكَ وَأَوْطَأْتَهُ مَشَارِقَكَ وَ

تمام انبیاء پر مقدم کیا ہے اسے تو نے ثقلین کی تمام مخلوق کے لیے مبعوث و تمام مشرق و مغرب

مَغَارِبَكَ وَسَخَّرْتَ لَهُ الْبُرَاقَ وَعَرَجْتَ بِرُوحِهِ

کو اس کے زیر قدم کر دیا براق کو تو نے اس کے لیے مسخر کیا۔ اس کے جسم کو روح سمیت

إِلَى سَمَائِكَ وَأَوْدَعْتَهُ عِلْمَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ

آسمانوں کی معراج کرائی اسے ما کان اور تا قیامت ما یکون کے علم سے نوازا۔ علاوہ ازیں تو نے

إِلَى انْقِضَاءِ خَلْقِكَ ثُمَّ نَصَرْتَهُ بِالرُّعْبِ وَحَفَفْتَهُ

اپنے حبیب کی رعب سے مدد فرمائی جبرئیل نے میکائیل اور علامت دار

بِجَبْرَآئِيلَ وَمِيكَآئِيلَ وَالْمُسَوِّمِينَ مِنْ مَلٰٓئِكَتِكَ

ملائکہ کی نگرانی میں محفوظ رکھا تونے اس سے

وَوَعَدْتَهٗ اَنْ تُظْهِرَ دِينَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ

ان کے لائے گئے دین کو ادیان عالم پر غالب کرنے کا وعدہ کیا خواہ

الْمُشْرِكُوْنَ وَ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ بَوَّأْتَهٗ مُبَوَّءَ صِدْقٍ

مشرکین دین کے اس فیصلہ کو ناپسند ہی کردیں۔ تونے اس کے اہل بیت کو صداقت

مِّنْ اَهْلِهٖ وَجَعَلْتَ لَهٗ وَلَهُمْ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ

کی عظیم ترین عظمت پہ فائز کیا تونے اپنے محبوب اور اس کی اہل بیت کے لیے مکہ میں

لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ فِيْهِ

روئے ارض کے پہلے بنائے گئے گھر کو باعث برکت قرار دے کر اس گھر کو عالمین کے لیے

اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ

ہدایت قرار دیا جس میں تیری واضح نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے جو اس گھر میں آجائے

اٰمِنًا وَقُلْتَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور تونے فرمایا ہے اے اہل بیت نبی اللہ نے تم سے ہر قسم کی رجس

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ثُمَّ جَعَلْتَ اَجْرَ

کو دور رکھا ہے۔ اور تمہیں اس طرح طاہر رکھا ہے جس طرح طاہر رکھنے کا حق

مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَوَدَّتَهُمْ فِىْ

ہے۔ پھر تونے اپنی کتاب مقدس میں اپنے حبیب اور اس کے آل سے مودت کو تبلیغ

كِتَابِكَ فَقُلْتَ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

رسالت کا اجر قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے انہیں بتا دے کہ میں اپنے اقربا سے مودت

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى وَقُلْتَ مَا سَئَلْتُكُمْ مِّنْ

کے علاوہ اور کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا اور تونے اپنے حبیب سے یہ بھی کہہ دیا ہے

اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ وَقُلْتَ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

کہ اپنی امت کو بتا دے کہ جو اجر رسالت میں نے مانگا ہے اس کا فائدہ تمہی کو پہنچے گا۔ اور میرا اجر

اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا فَكَانُوْا هُمُ

رسالت راہ خدا پر چلنے والوں کے لیے ہے۔ وہی اہل بیت ہی تیری بارگاہ تک

السَّبِيْلَ اِلَيْكَ وَالْمَسْلَكَ اِلٰى رِضْوَانِكَ فَلَمَّا انْقَضَتْ

پہنچنے کا راستہ ہیں۔ تیری رضا حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ جب تیرے حبیب

اَيَّامُهٗ اَقَامَ وَلِيَّهٗ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ صَلَوَاتُكَ

کا وقت ختم ہو گیا تو تو نے اپنے محبوب کو اپنا قائمقام بنایا جو علی ابن ابی طالب ہے۔ ان

عَلَيْهِمَا وَاٰلِهِمَا هَادِيًا اِذْ كَانَ هُوَ الْمُنْذِرَ وَلِكُلِّ

دونوں پر ان کی آل پر تیری رحمتیں ہوں وہ علی ہادی ملت تھا اور وہی منذر وقت تھا ہر امت

قَوْمٍ هَادٍ فَقَالَ وَالْمَلَاُ اَمَامَهٗ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ

کو ایک ہادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تیرے حبیب نے مجمع غدیر کے جم غفیر میں فرمایا جس کا

فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ

میں آقا ہوں اس کا علی آقا ہے۔ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس سے محبت

عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ

رکھ جو علی سے دشمنی کرے تو اسے دشمن سمجھ جو علی کی امداد کرے تو اس کی امداد کر جو علی

وَقَالَ مَنْ كُنْتُ اَنَا نَبِيَّهٗ فَعَلِيٌّ اَمِيْرُهٗ وَقَالَ

کو رسوا کرنا چاہے تو اسے رسوا کر پھر فرمایا جس کا میں نبی ہوں علی اس کا امیر و حکمران ہے

اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ وَسَائِرُ النَّاسِ

میں اور علی ایک درخت سے ہیں جب کہ دوسرے تمام لوگ دوسرے درختوں سے

مِنْ شَجَرٍ شَتّٰى وَاَحَلَّهٗ مَحَلَّ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى

ہیں۔ تیرے حبیب نے علی کو اپنے سے وہی نسبت دی جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور

فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا

فرمایا اے علی تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی البتہ میرے بعد

اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَزَوَّجَهُ ابْنَتَهٗ سَيِّدَةَ نِسَآءِ

کوئی نبی نہیں ہوگا تیرے حبیب نے اپنی دختر علی کے عقد میں دی اور وہ دختر جو نسائے

الْعَالَمِينَ وَاَحَلَّ لَهُ مِنْ مَسْجِدِهِ مَاحَلَّ لَهُ وَ

عالمین کی سیدہ سے تیرے حبیب نے علی کے لیے مسجد نبوی میں وہ سب کچھ حلال قرار

سَدَّ الْاَبْوَابَ اِلَّا بَابَهُ ثُمَّ اَوْدَعَهُ عِلْمَهُ وَحِكْمَتَهُ

دیا جو خود ان کے لیے حلال تھا تیرے حبیب نے مسجد میں کھلے تمام دروازے سوا علی

فَقَالَ اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ

کے بند کر دیئے پھر اپنا علم اور اپنی حکمت علی کے سپرد کر کے فرمایا میں علم کا شہر ہوں

الْمَدِينَةَ وَالْحِكْمَةَ فَلْيَاْتِهَا مِنْ بَابِهَا ثُمَّ قَالَ

علی اس شہر علم کا دروازہ ہے جو شخص بھی علم و حکمت کے شہر میں آنا چاہے دروازہ

اَنْتَ اَخِي وَوَصِيِّي وَوَارِثِي لَحْمُكَ مِنْ لَحْمِي وَ

سے آئے۔ پھر فرمایا یا علی تو میرا بھائی ہے میرا وصی ہے میرا وارث ہے تیرا گوشت میرا

دَمُكَ مِنْ دَمِي وَسِلْمُكَ سِلْمِي وَحَرْبُكَ حَرْبِي

گوشت ہے تیرا خون میرا خون ہے تجھ سے صلح مجھ سے صلح ہے تجھ سے جنگ مجھ سے

وَالْاِيمَانُ مُخَالِطٌ لَحْمَكَ وَدَمَكَ كَمَا خَالَطَ

جنگ ہے تیرے گوشت اور خون کے ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ میں اس طرح ایمان ہے

لَحْمِي وَدَمِي وَاَنْتَ غَدًا عَلَى الْحَوْضِ خَلِيفَتِي

جس طرح میرے خون اور گوشت میں ایمان ہے۔ کل حوض کوثر پر بھی تو ہی میرا خلیفہ ہو گا تو

وَاَنْتَ تَقْضِي دَيْنِي وَتُنْجِزُ عِدَاتِي وَشِيعَتُكَ

میرے قرض ادا کرے گا تو میرے وعدے نبھائے گا تیرے شیعہ جنت میں میرے اردگرد سفید

عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ مُبْيَضَّةً وُجُوهُهُمْ حَوْلِي

چہروں نور کے منبروں پر ہوں گے وہی جنت میں تیرے پڑوسی ہوں گے یا علی اگر تو نہ ہوتا

فِي الْجَنَّةِ وَهُمْ جِيرَانِي وَلَوْلَا اَنْتَ يَا عَلِيُّ لَمْ

تو میرے بعد مومنوں کی شناخت ہی نہ ہوتی۔ علی ہی تیرے حبیب کے بعد گمراہی کی

يُعْرَفِ الْمُؤْمِنُونَ بَعْدِي وَكَانَ بَعْدَهُ هُدًى مِنَ

جگہ ہدایت اور تاریکی کی جگہ

الضَّلَالِ وَنُوْرًا مِنَ الْعَمٰی وَحَبْلَ اللّٰهِ الْمَتِیْنَ وَ

نور تھا۔ وہی اللہ کی مضبوط رسی تھا۔ وہی صراط مستقیم تھا

صِرَاطَهُ الْمُسْتَقِیْمَ لَا یُسْبَقُ بِقَرَابَةٍ فِیْ رَحِمٍ وَلَا

تیرے حبیب سے نسب میں اس سے کوئی اولیٰ نہ تھا دین میں کوئی اس سے

بِسَابِقَةٍ فِیْ دِیْنٍ وَلَا یُلْحَقُ فِیْ مَنْقَبَةٍ مِنْ مَّنَاقِبِهٖ

سابق نہ تھا۔ کسی ایک بھی فضیلت میں اس کی ہمسری کرنے والا کوئی نہیں۔ وہی تیرے

یَحْذُوْ حَذْوَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمَا وَاٰلِهِمَا وَ

حبیب کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ ان دونوں اور ان کی آل پر رحمتیں

یُقَاتِلُ عَلَی التَّاْوِیْلِ وَلَا تَاْخُذُهٗ فِی اللّٰهِ لَوْمَةُ

ہوں وہی کسی لومہ لائم کی پرواکے بغیر تاویل قرآن پر جنگ کرنے والا تھا عرب کے

لَآئِمٍ قَدْ وَتَرَ فِیْهِ صَنَادِیْدَ الْعَرَبِ وَقَتَلَ اَبْطَالَهُمْ

تمام لوگ بہادروں کو اس نے اکھاڑ۔ تمام جنگجوؤں کو اس نے زیر کیا۔ اس نے تمام

وَنَاوَشَ ذُؤْبَانَهُمْ فَاَوْدَعَ قُلُوْبَهُمْ اَحْقَادًا

بھیڑیوں کے دانت توڑ دیئے جس سے ان کے دلوں میں بدر

بَدْرِیَّةً وَّخَیْبَرِیَّةً وَّحُنَیْنِیَّةً وَّغَیْرَهُنَّ فَاَضَبَّتْ

خیبر حنین وغیرہ کی شکستوں سے کینے آگئے۔ ان تمام نے

عَلٰی عَدَاوَتِهٖ وَاَكَبَّتْ عَلٰی مُنَابَذَتِهٖ حَتّٰی قَتَلَ

اس کی عداوت پر کمر باندھ لی اس سے مقابلہ پر متحد ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس

النَّاكِثِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ وَلَمَّا قَضٰی

نے بیعت شکنوں بیعت کے منکروں اور بیعت کرکے بھاگ جانے والوں سے جنگ کی

نَحْبَهٗ وَقَتَلَهٗ اَشْقَی الْاٰخِرِیْنَ یَتْبَعُ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ

جیسے اس کا وقت ختم ہوا اسے آخری امت کے بدبخت ترین فرد نے پہلی امت کے بدبخت

لَمْ یُمْتَثَلْ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

کی پیروی میں شہید کر دیا۔ ہادیوں کے سلسلہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

فِي الْهَادِينَ بَعْدَ الْهَادِينَ وَالْأُمَّةُ مُصِرَّةٌ عَلَى

احکام کو تسلیم نہ کیا گیا پوری امت اس کی دشمنی پر جمع

مَقْتِهِ مُجْتَمِعَةٌ عَلَى قَطِيعَةِ رَحِمِهِ

ہو گئی۔ اس سے قطع رحمی کی گئی اس کی اولاد کو دربدر کیا گیا

وَإِقْصَاءِ وُلْدِهِ إِلَّا الْقَلِيلَ مِمَّنْ وَفَى لِرِعَايَةِ الْحَقِّ

سوائے چند افراد کے کچھ شہید کیے گئے کچھ قید میں ڈال دیے

فِيهِمْ فَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ وَسُبِيَ مَنْ سُبِيَ وَأُقْصِيَ مَنْ

گئے کچھ دربدر کیے گئے ان پر تیری ایسی قضا جاری ہوئی

أُقْصِيَ وَجَرَى الْقَضَاءُ لَهُمْ بِمَا يُرْجَى لَهُ حُسْنُ

جس کے حسن ثواب و جزا کا یقین ہے۔ کیونکہ روئے ارض

الْمَثُوبَةِ إِذْ كَانَتِ الْأَرْضُ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ

اللہ ہی کا ہے۔ جسے چاہے حکومت عطا کرے۔ لیکن

مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَسُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ

انجام بہر طور متقین کے ہاتھ ہوگا۔ مقدس ہے ہمارا اللہ

كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ

یقیناً وعدہ الٰہی پورا ہو کر رہے گا اللہ اپنے وعدہ کی مخالفت

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فَعَلَى الْأَطَائِبِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ

نہیں کرتا وہ عزیز و حکیم ہے۔ مقدس کشتگان جور و جفا جو اہل بیت

مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَآلِهِمَا فَلْيَبْكِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے ہر رونے والوں کو ان پر رونا

الْبَاكُونَ وَإِيَّاهُمْ فَلْيَنْدُبِ النَّادِبُونَ وَلِمِثْلِهِمْ

چاہیے اور انہی پر ماتم کرنے والوں کو ماتم کرنا چاہیے ان جیبوں پر آنسو

فَلْتُذْرَفِ الدُّمُوعُ وَلْيَصْرُخِ الصَّارِخُونَ وَيَضِجَّ

بہنا چاہئیں انہی پر واویلا کرنا چاہیے۔ انہی پر نالہ و شیون اور دل کباب کر

الضَّآجُّوْنَ وَيَعِجَّ الْعَآجُّوْنَ اَيْنَ الْحَسَنُ اَيْنَ الْحُسَيْنُ

دینے والا گریہ ہونا چاہیے بھلا فرزند رسول حسن کہاں ہے؟ حسین

اَيْنَ اَبْنَآءُ الْحُسَيْنِ صَالِحٌ بَعْدَ صَالِحٍ وَصَادِقٌ بَعْدَ

کہاں ہے؟ اولاد حسین کہاں ہے؟ یکے بعد دیگرے سب صالح تھے یکے بعد دیگرے تمام

صَادِقٍ اَيْنَ السَّبِيْلُ بَعْدَ السَّبِيْلِ اَيْنَ الْخِيَرَةُ بَعْدَ الْخِيَرَةِ

صادق تھے ایک کے بعد دوسرا صراط مستقیم تھا کہاں گئے ایک کے بعد دوسرا مقدس تر تھا کہاں

اَيْنَ الشُّمُوْسُ الطَّالِعَةُ اَيْنَ الْاَقْمَارُ الْمُنِيْرَةُ اَيْنَ

گئے؟ ہدایت کے وہ روشن آفتاب کہاں ہیں؟ شرافت کے وہ ماہتاب جہاں تاب

الْاَنْجُمُ الزَّاهِرَةُ اَيْنَ اَعْلَامُ الدِّيْنِ وَقَوَاعِدُ الْعِلْمِ

کہاں ہیں؟ نجابت کے وہ درخشندہ ستارے کہاں ہیں دین کے وہ علم کہاں ہیں

اَيْنَ بَقِيَّةُ اللهِ الَّتِيْ لَا تَخْلُوْ مِنَ الْعِتْرَةِ الْهَادِيَةِ اَيْنَ

کہاں ہیں علم کی وہ بنیادیں کہاں ہیں وہ نبی کی عترت ہادیہ جن سے روئے ارض خالی

الْمُعَدُّ لِقَطْعِ دَابِرِ الظَّلَمَةِ اَيْنَ الْمُنْتَظَرُ لِاِقَامَةِ

نہیں رہتا وہ بقیۃ اللہ کہاں ہے، وہ کہاں ہے؟ جسے ظالموں سے انتقام لینے کی خاطر

الْاَمْتِ وَالْعِوَجِ اَيْنَ الْمُرْتَجٰى لِاِزَالَةِ الْجَوْرِ وَ

بچا لیا گیا ہے۔ کجی کو سیدھا کرنے والا منتظر کہاں ہے؟ ظلم و جور کو ختم کرنے

الْعُدْوَانِ اَيْنَ الْمُدَّخَرُ لِتَجْدِيْدِ الْفَرَآئِضِ وَالسُّنَنِ

والی امید کہاں ہے فرائض خدا اور سنت نبویہ کو زندہ کرنے والا کہاں ہے؟ ختم شدہ

اَيْنَ الْمُتَخَيَّرُ لِاِعَادَةِ الْمِلَّةِ وَالشَّرِيْعَةِ اَيْنَ الْمُؤَمَّلُ

شریعت اور تباہ شدہ اسلام کو دوبارہ لانے والا کہاں ہے، جس سے کتاب خدا کی

لِاِحْيَآءِ الْكِتَابِ وَحُدُوْدِهٖ اَيْنَ مُحْيِيْ مَعَالِمِ الدِّيْنِ

معطل شدہ حدود کے احیاء کی توقع ہے وہ کہاں ہے؟ معالم دین کو زندہ کرنے والا کہاں

وَاَهْلِهٖ اَيْنَ قَاصِمُ شَوْكَةِ الْمُعْتَدِيْنَ اَيْنَ هَادِمُ

ہے؟ جابر ظالموں کی قوت کو توڑنے والا کہاں ہے؟ شرک و نفاق کی بنیادوں کو زمین بوس

اَبْنِيَةِ الشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ اَيْنَ مُبِيْدُ اَهْلِ الْفُسُوْقِ

کرنے والا کہاں ہے؟ اہل فسق۔ اہل عصیان اور اہل بغاوت کو پامال کرنے والا

وَالْعِصْيَانِ وَالطُّغْيَانِ اَيْنَ حَاصِدُ فُرُوْعِ الْغَيِّ وَ

کہاں ہے۔ گمراہی اور اختلافات کی جڑوں کو کاٹنے والا کہاں ہے؟ کج دلی اور

الشِّقَاقِ اَيْنَ طَامِسُ اٰثَارِ الزَّيْغِ وَالْاَهْوَآءِ اَيْنَ

خواہش پرستی کے آثار کو مٹانے والا کہاں ہے؟ کذب و افتراء کی رسیوں کو کاٹنے

قَاطِعُ حَبَآئِلِ الْكِذْبِ وَالْاِفْتِرَآءِ اَيْنَ مُبِيْدُ الْعُتَاةِ

والا کہاں ہے؟ سرکشوں اور سرتدوں کو ختم کر دینے والا کہاں ہے؟

وَالْمَرَدَةِ اَيْنَ مُسْتَاْصِلُ اَهْلِ الْعِنَادِ وَالتَّضْلِيْلِ

گمراہوں گمراہ کنوں اور اہل عداوت کی جڑیں کاٹنے والا کہاں ہے؟ اولیائے

وَالْاِلْحَادِ اَيْنَ مُعِزُّ الْاَوْلِيَآءِ وَمُذِلُّ الْاَعْدَآءِ اَيْنَ

خدا کو معزز اور اعدائے خدا کو ذلیل کرنے والا کہاں ہے؟ تقویٰ پر آبادی دنیا

جَامِعُ الْكَلِمَةِ عَلَى التَّقْوٰى اَيْنَ بَابُ اللّٰهِ الَّذِيْ مِنْهُ

کو متحد کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ کا وہ باب کہاں ہے جس سے داخل ہوا جاتا

يُؤْتٰى اَيْنَ وَجْهُ اللّٰهِ الَّذِيْ اِلَيْهِ يَتَوَجَّهُ الْاَوْلِيَآءُ

ہے؟ وہ قدرت خدا کہاں ہے جس کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ ارض و

اَيْنَ السَّبَبُ الْمُتَّصِلُ بَيْنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ اَيْنَ

سماء کے مابین متصل واسطہ کہاں ہے؟ یوم فتح کا مالک اور

صَاحِبُ يَوْمِ الْفَتْحِ وَنَاشِرُ رَايَةِ الْهُدٰى اَيْنَ مُؤَلِّفُ

پرچم کو لہرانے والا کہاں ہے؟ ہدایت کرنے والا

شَمْلِ الصَّلَاحِ وَالرِّضَا اَيْنَ الطَّالِبُ بِذُحُوْلِ

بکھری جماعت کو اکٹھا کرنے والا کہاں ہے؟ انبیاء اور اولاد انبیاء کے بے گناہ

الْاَنْبِيَآءِ اَيْنَ الطَّالِبُ بِدَمِ الْمَقْتُوْلِ بِكَرْبَلَا

خون کا بدلہ لینے والا کہاں ہے۔ شہدائے کربلا کا بدلہ لینے والا کہاں ہے؟ ظلم و افتراء

أَيْنَ الْمَنْصُورُ عَلَى مَنِ اعْتَدَى عَلَيْهِ وَافْتَرَى أَيْنَ

کرنے والوں کو سزا دینے والا اللہ کا منصور کہاں ہے؟ وہ مجبور کہاں

الْمُضْطَرُّ الَّذِي يُجَابُ إِذَا دَعَى أَيْنَ صَدْرُ الْخَلَائِقِ

ہے جس کی صدا پر لبیک کہی جائے گی نیک اور متقی افراد کی

ذُو الْبِرِّ وَالتَّقْوَى أَيْنَ ابْنُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَابْنُ عَلِيٍّ

جائے پناہ کہاں ہے؟ نبی مصطفےٰ کا فرزند کہاں ہے؟ علی مرتضےٰ کا

الْمُرْتَضَى وَابْنُ خَدِيجَةَ الْغَرَّاءِ وَابْنُ فَاطِمَةَ الْكُبْرَى

بیٹا کہاں ہے؟ سفید جبیں خدیجۃ الکبریٰ اور فاطمہ زہرا کا بیٹا کہاں ہے

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَنَفْسِي لَكَ الْوِقَاءُ وَالْحِمَى يَا ابْنَ

میرا باپ میری ماں اور میری جان آپ کی ڈھال اور نگران ہے۔ اے مقربین بارگاہ

السَّادَةِ الْمُقَرَّبِينَ يَا ابْنَ النُّجَبَاءِ الْأَكْرَمِينَ يَا ابْنَ

الٰہی کے فرزند! اے محترم شرفا کے بیٹے۔ اے ہادی

الْهُدَاةِ الْمَهْدِيِّينَ يَا ابْنَ الْخِيَرَةِ الْمُهَذَّبِينَ يَا ابْنَ

اور مہدی آبار کی اولاد! اے نجیب سرداروں کے فرزند۔ اے

الْغَطَارِفَةِ الْأَنْجَبِينَ يَا ابْنَ الْأَطَائِبِ الْمُطَهَّرِينَ

پاکیزہ آبار کے فرزند اے اللہ کے منتخب سادات کے بیٹے اے محترم سرداروں

يَا ابْنَ الْخَضَارِمَةِ الْمُنْتَجَبِينَ يَا ابْنَ الْقَمَاقِمَةِ

کی اولاد۔ اے درخشاں ماہ پارے۔ دو ہفتہ کے فرزند۔ اے منور چراغ

الْأَكْرَمِينَ يَا ابْنَ الْبُدُورِ الْمُنِيرَةِ يَا ابْنَ السُّرُجِ

کے بیٹے! اے شہاب ہائے ثاقب کی اولاد - اے درخشندہ

الْمُضِيئَةِ يَا ابْنَ الشُّهُبِ الثَّاقِبَةِ يَا ابْنَ الْأَنْجُمِ الزَّاهِرَةِ

ستاروں کے فرزند اے اللہ کے واضح راستوں کے

يَا ابْنَ السُّبُلِ الْوَاضِحَةِ يَا ابْنَ الْأَعْلَامِ اللَّائِحَةِ يَا

بیٹے! اے اللہ کی روشن علامات کی اولاد! اے

ابْنَ الْعُلُوْمِ الْكَامِلَةِ يَا ابْنَ السُّنَنِ الْمَشْهُوْرَةِ يَا ابْنَ

چیکر علوم کے فرزند! اے اللہ کی مشہور نشانیاں کی اولاد! اے

الْمَعَالِمِ الْمَأْثُوْرَةِ يَا ابْنَ الْمُعْجِزَاتِ الْمَوْجُوْدَةِ يَا ابْنَ

اللہ کے ارشاد کردہ علائم دین کے فرزند! موجود معجزات کے بیٹے اللہ

الدَّلَائِلِ الْمَشْهُوْدَةِ يَا ابْنَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ يَا

کی گواہی دی گئی دلائل کی اولاد! اے صراط مستقیم کے فرزند اے

ابْنَ النَّبَإِ الْعَظِيْمِ يَا ابْنَ مَنْ هُوَ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَى

نبا عظیم کے بیٹے اے اس کے فرزند جسے اللہ کی کتاب میں علی

اللّٰهِ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ يَا ابْنَ الْاٰيَاتِ وَالْبَيِّنَاتِ يَا ابْنَ

حکیم کہا گیا ہے۔ اے آیات بینات کے بیٹے۔ اے ظاہر

الدَّلَائِلِ الظَّاهِرَاتِ يَا ابْنَ الْبَرَاهِيْنِ الْوَاضِحَاتِ

دلائل کی اولاد! اے براہین واضح کے فرزند! اے اللہ

الْبَاهِرَاتِ يَا ابْنَ الْحُجَجِ الْبَالِغَاتِ يَا ابْنَ النِّعَمِ

کی واضح تر دلائل کی اولاد! اے اللہ کی کامل

السَّابِغَاتِ يَا ابْنَ طٰهٰ وَالْمُحْكَمَاتِ يَا ابْنَ يٰسٓ وَ

نعمتوں کے فرزند! اے طٰہٰ اور آیات محکمات کے بیٹے۔ اے یٰسین اور

الذَّارِيَاتِ يَا ابْنَ الطُّوْرِ وَالْعَادِيَاتِ يَا ابْنَ مَنْ دَنٰى

ذاریات کی اولاد۔ اے طور اور عادیات کے فرزند۔ اے اس کے بیٹے

فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى دُنُوًّا وَاقْتِرَابًا

جو شب معراج مقام قاب قوسین تک قریب ہوگئے! اے اس کے فرزند جو مقام

مِنَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى لَيْتَ شِعْرِيْ اَيْنَ اسْتَقَرَّتْ بِكَ

قاب قوسین سے بھی زیادہ مقرب بارگاہ خالق ہوگئے! کاش مجھے معلوم ہوتا

النَّوٰى بَلْ اَيُّ اَرْضٍ تُقِلُّكَ اَوْ ثَرٰى اَبِرَضْوٰى اَوْ

کہ آپ کا بسیرا کہاں ہے! کس خطہ زمین میں آپ کی سکونت ہے وہ کون سی خوش قسمت

غَيْرِهَا اَمْ ذِيْ طُوًى عَزِيْزٌ عَلَيَّ اَنْ اَرَى الْخَلْقَ وَلَا

مٹی ہے جہاں آپ رہتے ہیں کیا آپ کا مسکن کوہ رضوی ہے یا کوئی اور

تُرٰى وَلَا اَسْمَعُ لَكَ حَسِيْسًا وَلَا نَجْوٰى عَزِيْزٌ عَلَيَّ

جگہ ہے؟ یا مقام ذی طویٰ ہے؟ میرے لیے یہ بہت بڑا امتحان ہے کہ

اَنْ تُحِيْطَ بِكَ دُوْنِيَ الْبَلْوٰى وَلَا يَنَالُكَ مِنِّيْ ضَجِيْعٌ

دوسری دنیا تو مجھے نظر آئے لیکن آپ کو نہ دیکھ سکوں نہ آپ کی آواز سن

وَلَا شَكْوٰى بِنَفْسِيْ اَنْتَ مِنْ مُغَيَّبٍ لَمْ يَخْلُ مِنَّا

سکوں نہ آہٹ پا سکوں میرے لیے کتنی بڑی مصیبت ہے کہ آپ تنہا ہیں میں

بِنَفْسِيْ اَنْتَ مِنْ نَازِحٍ مَا نَزَحَ عَنَّا بِنَفْسِيْ اَنْتَ

آپ کی کوئی مدد بھی نہیں کر سکتا کسی سے شکوہ بھی نہیں کر سکتا اس غائب پر

اُمْنِيَّةُ شَائِقٍ يَتَمَنّٰى مِنْ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ ذَكَرَا

میری جان قربان ہو جو ہم میں رہتا ہے قربان جاؤں اس مسافر پر جو ایسی جگہ کا ہی

فَحَنَّا بِنَفْسِيْ اَنْتَ مِنْ عَقِيْدِ عِزٍّ لَا يُسَامٰى بِنَفْسِيْ

ہے جو ہم سے دور نہیں۔ میری جان قربان ہو اس پر جو ہر مومن اور مومنہ کی مشتاق

اَنْتَ مِنْ اَثِيْلِ مَجْدٍ لَّا يُجَارٰى بِنَفْسِيْ اَنْتَ مِنْ

نگاہوں کی امید ہے اور اس کا نام لے کر ہی آنکھوں میں آنسو تیر جاتے ہیں میری جان

تِلَادِ نِعَمٍ لَا تُضَاهٰى بِنَفْسِيْ اَنْتَ مِنْ نَصِيْفِ

قربان ہو جو بے نظیر عزت کا امین ہے قربان جاؤں عزت کی اس بنیاد پر جس کا ہمسر

شَرَفٍ لَا يُسَاوٰى اِلٰى مَتٰى اَجَارُ فِيْكَ يَا مَوْلَايَ وَاِلٰى

کوئی نہیں ہے قربان جاؤں اس موروثی نعمات کے مالک پر جن کی مثال نہیں ملتی قربان

مَتٰى وَاَيَّ خِطَابٍ اَصِفُ فِيْكَ وَاَيَّ نَجْوٰى عَزِيْزٌ

جاؤں بے مثال شرف کے شریک پر میرے آقا! میں کب تک آپ کے سلسلہ میں حیرت زدہ

عَلَيَّ اَنْ اُجَابَ دُوْنَكَ وَاُنَاغٰى عَزِيْزٌ عَلَيَّ اَنْ

رہوں گا میرے آقا مجھے سمجھ نہیں آتا میں کن لفظوں میں آپ سے خطاب کروں اور میرے لیے

أَبْكِيكَ وَيَخْذُلُكَ الْوَرَىٰ عَزِيزٌ عَلَيَّ أَنْ تُجْرِيَ

کتنا شاق ہے کہ میں آپ کے علاوہ کسی اور کی صدا پر لبیک کہوں میرے لیے کتنا مشکل

عَلَيْكَ دُونَهُمْ مَا جَرَىٰ هَلْ مِنْ مُعِينٍ فَأُطِيلَ

ہے کہ میں آپ کے لیے روؤں اور دنیا آپ کا مذاق اڑائے میرے لیے بہت مشکل ہے

مَعَهُ الْعَوِيلَ وَالْبُكَاءَ هَلْ مِنْ جَزُوعٍ فَأُسَاعِدَ

کہ تقدیر خدا آپ ہی سے وابستہ ہے آپ کے دشمن دندناتے پھرتے رہیں کوئی ہے ایسا

جَزَعَهُ إِذَا خَلَا هَلْ قَذِيَتْ عَيْنٌ فَسَاعَدَتْهَا

معاون جس کے ساتھ بیٹھ کر میں دو آنسو بہاؤں؟ کوئی ایسا جزع کرنے والا ہے جس

عَيْنِي عَلَى الْقَذَىٰ هَلْ إِلَيْكَ يَا ابْنَ أَحْمَدَ سَبِيلٌ

سے میں تعاون کر سکوں کوئی ایسی آنکھ ہے جس میں پڑے کو دور کرکے میں اس

فَتُلْقَىٰ هَلْ يَتَّصِلُ يَوْمُنَا مِنْكَ بِعِدَةٍ فَنَحْظَىٰ مَتَىٰ

سے تعاون کر سکوں۔ اے فرزند نبی کوئی ایسا راستہ ہے جس پر چل کر میں آپ سے مل سکوں کیا

نَرِدُ مَنَاهِلَكَ الرَّوِيَّةَ فَنَرْوَىٰ مَتَىٰ نَنْتَقِعُ مِنْ

میری زندگی تیرے یوم ظہور تک طویل ہو سکے گی جس میں مجھے بھی حصہ مل جائے آپ کب

عَذْبِ مَائِكَ فَقَدْ طَالَ الصَّدَىٰ مَتَىٰ نُغَادِيكَ وَ

گھاٹ پر وارد ہوں گے کہ ہم بھی اپنی پیاس بجھا سکیں ہم کب آپ کے لب شیریں سے سیراب ہو

نُرَاوِحُكَ فَنُقِرَّ عَيْنًا مَتَىٰ تَرَانَا وَنَرَاكَ وَقَدْ

سکیں گے پیاس میں شدت آچکی ہے وہ صبح و شام کب آئے گی جس میں ہم آپ کو اور آپ

نَشَرْتَ لِوَاءَ النَّصْرِ تُرَىٰ أَتَرَانَا نَحُفُّ بِكَ وَأَنْتَ

ہمیں دیکھیں گے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی کب ہمیں آپ کے پرچم کا پھریرا لہراتا

تَأُمُّ الْمَلَأَ وَقَدْ مَلَأْتَ الْأَرْضَ عَدْلًا وَأَذَقْتَ

نظر آئے گا کیا وہ وقت آئے گا جب ہم آپ کے گرد ہوں گے اور آپ کائنات عالم کے قائد

أَعْدَاءَكَ هَوَانًا وَعِقَابًا وَأَبَرْتَ الْعُتَاةَ وَجَحَدَةَ

ہوں گے اور کرۂ ارض عدل و انصاف سے پر ہو گا۔ آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے

اَلْحَقِّ وَقَطَعْتَ دَابِرَ الْمُتَكَبِّرِيْنَ وَاجْتَثَثْتَ

سزا بھگتیں گے وہ وقت کب آئے گا جب آپ سرکشوں کو کاٹیں گے۔ منکرین حق کو

اُصُوْلَ الظَّالِمِيْنَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

سزا دیں گے منکرین کے تکبر کو کالعدم کریں گے ظالمین کی بنیادیں ہلائیں گے اور ہم

الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَشَّافُ الْكُرَبِ وَالْبَلْوٰى وَ

کہہ رہے ہوں گے حمد ہے رب العالمین کے لیے۔ اے اللہ تو ہی مصائب کو

اِلَيْكَ اَسْتَعْدِيْ فَعِنْدَكَ الْعَدْوٰى وَاَنْتَ رَبُّ

ختم کرنے والا ہے۔ ہمارا ہر شکوہ تجھ سے ہے اور تجھ سے ہی جواب کے

الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا فَاَغِثْ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ

خواہش مند ہیں۔ تو ہی دنیا اور آخرت کا رب ہے اے مصیبت زدہ کے فریاد رس

عُبَيْدَكَ الْمُبْتَلٰى وَاَرِهٖ سَيِّدَهٗ يَا شَدِيْدَ الْقُوٰى

مصائب میں مبتلا مخلوق کی فریاد رسی فرما ہمیں اپنے آقا کی زیارت کا شرف بخش

وَاَزِلْ عَنْهُ بِهِ الْاَسٰى وَالْجَوٰى وَبَرِّدْ غَلِيْلَهٗ

اے مضبوط قوت کے مالک ہمیں ہمارے مولا کی زیارت سے نواز ہمارے آقا کے ظہور

يَا مَنْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى وَمَنْ اِلَيْهِ الرُّجْعٰى وَ

سے ہمارے غم دور فرما ہماری سوزش کے دن ختم فرما اے عرش کے مالک اے انجام کے

الْمُنْتَهٰى اَللّٰهُمَّ وَنَحْنُ عَبِيْدُكَ التَّائِقُوْنَ وَاِلٰى

مالک اے قیامت کے مالک! اے اللہ ہم تیرے ہی بندے ہیں تیرے ولی کی زیارت کے

وَلِيِّكَ الْمُذَكِّرِ بِكَ وَبِنَبِيِّكَ خَلَقْتَهٗ لَنَا عِصْمَةً

مشتاق ہیں تیرا وہ ولی جو تیری یاد میں رہتا ہے اور تیرے نبی کی یاد میں رہتا ہے وہ ولی

وَمَلَاذًا وَاَقَمْتَهٗ لَنَا قِوَامًا وَمَعَاذًا وَجَعَلْتَهٗ

جسے تو نے ہمارا نگران اور ہماری جائے پناہ بنایا ہے جسے تو نے ہمارا حامی اور ہمارا فریاد

لِلْمُؤْمِنِيْنَ مِنَّا اِمَامًا فَبَلِّغْهُ مِنَّا تَحِيَّةً وَسَلَامًا

رس بنایا ہے جسے تو نے مومنین کا امام قرار دیا ہے۔ اے اللہ ہماری طرف سے ہمارا

وَزِدْنا بِذٰلِكَ يا رَبِّ اِكْراماً وَّاجْعَلْ مُسْتَقَرَّهٗ لَنا

سلام پہنچا دے۔ اس سلام سے ہماری عظمت میں اضافہ فرما اس کے مسکن کو ہمارا بھی مسکن

مُسْتَقَرّاً وَّمَقاماً وَّاَتْمِمْ نِعْمَتَكَ بِتَقْدِيمِكَ اِيّاهُ

بنا اسے ہمارے درمیان ظاہر فرما کر اپنی نعمات کو مکمل فرما دے تاکہ ہم اس

اَمامَنا حَتّٰى تُورِدَنا جِنانَكَ وَمُرافَقَةَ الشُّهَدآءِ

کی رہنمائی میں جنت آسکیں اور اپنے مخلص شہداء کے ساتھ محشور ہو

مِنْ خُلَصائِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

سکیں۔ اللہم صلی علی محمد و آل محمد

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ جَدِّهٖ وَرَسُولِكَ السَّيِّدِ الْاَكْبَرِ

اے اللہ! امام غائب کے جد امجد جو تیرا رسول اور عظیم سردار ہے اس پر

وَعَلٰى اَبِيهِ السَّيِّدِ الْاَصْغَرِ وَجَدَّتِهِ الصِّدِّيقَةِ

رحمت فرما اس کے باپ سے چھوٹا سردار ہے اس پر نزول رحمت فرما اس کی

الْكُبْرٰى فاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى مَنِ اصْطَفَيْتَ

جدہ ماجدہ صدیقہ کبریٰ فاطمہ بنت محمد پر رحمت نازل فرما اس کے

مِنْ اٰبائِهِ الْبَرَرَةِ وَعَلَيْهِ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَتَمَّ

ان تمام صالح آباء پر رحمت نازل فرما جنہیں تو نے منتخب کیا ہے یہ تمام رحمتیں افضل

وَاَدْوَمَ وَاَكْثَرَ وَاَوْفَرَ ما صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ

اکمل، کامل، دائمی زیادہ سے زیادہ اور ان تمام رحمتوں سے وافر ہوں جو تو نے اپنے

اَصْفِيآئِكَ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلَيْهِ

کسی صفی، صالح اور نیک بندے پر نازل کی ہوں۔ اے اللہ ہمارے آقا پر ایسی

صَلٰوةً لا غايَةَ لِعَدَدِها وَلا نِهايَةَ لِمَدَدِها

رحمت نازل فرما جن کی تعداد کا شمار نہ ہو سکے جس کی مدت محدود نہ ہو اور جن کا

وَلا نَفادَ لِاَمَدِها اَللّٰهُمَّ وَاَقِمْ بِهِ الْحَقَّ وَاَدْحِضْ

نزول ختم نہ ہو۔ اے اللہ اپنے اس ولی کے ذریعے حق کو قائم کر باطل کو

بِهِ الْبَاطِلَ وَاَذِلَّ بِهِ اَوْلِيَآءَكَ وَاَذْلِلْ بِهِ اَعْدَآئَكَ

کا نور کر الٰہی اولیاء کو اطمینان بخش اپنے اعداء کو ذلیل کر

وَصِلِ اللّٰهُمَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وُصْلَةً تُؤَدِّيْ اِلٰى مُرَافَقَةِ

اے اللہ! ہمارے اور ہمارے آقا کے مابین وہ رابطہ بحال رکھ جو ہمیں اس کے

سَلَفِهِ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَّاْخُذُ بِحُجْزَتِهِمْ وَيَمْكُثُ

سلف صالحین تک پہنچانے کا سبب ہے ہمیں ان لوگوں سے بنا جو ان کے دامن سے تمسک

فِيْ ظِلِّهِمْ وَاَعِنَّا عَلٰى تَاْدِيَةِ حُقُوْقِهِ اِلَيْهِ وَالْاِجْتِهَادِ

رکھتے ہیں ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں ان کے تمام حقوق ادا کرنے

فِيْ طَاعَتِهِ وَاجْتِنَابِ مَعْصِيَتِهِ وَامْنُنْ عَلَيْنَا بِرِضَاهُ

میں ہماری مدد فرما ہمیں اس کی اطاعت کی توفیق عنایت فرما ہمیں اس کی نافرمانی سے

وَهَبْ لَنَا رَاْفَتَهُ وَرَحْمَتَهُ وَدُعَآئَهُ وَخَيْرَهُ

محفوظ رکھ اس کی خوشنودی نصیب فرما اس کی نظر کرم عنایت فرما۔ اس کا ترس اس کی

مَا نَنَالُ بِهِ سَعَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَفَوْزًا عِنْدَكَ

دعا اور اس کی خوشنودی ہمارا مقدر فرما جس کے ذریعہ ہم تیری وسیع تر رحمت اور تیری

وَاجْعَلْ صَلٰوتَنَا بِهِ مَقْبُوْلَةً وَّذُنُوْبَنَا بِهِ

بارگاہ سے کامرانی حاصل کر سکیں ہماری طلب رحمت کو قبول فرما اور ہمارے گناہ معاف

مَغْفُوْرَةً وَّدُعَآئَنَا بِهِ مُسْتَجَابًا وَاجْعَلْ

فرما ہماری دعائے ظہور کو مستجاب فرما۔ اپنے اس ولی کے طفیل ہمارے رزق میں وسعت

اَرْزَاقَنَا بِهِ مَبْسُوْطَةً وَّهُمُوْمَنَا بِهِ مَكْفِيَّةً

فرما ہمارے غموں کو دور فرما ہماری حاجات پوری فرما۔ ہمیں

وَحَوَآئِجَنَا بِهِ مَقْضِيَّةً وَاَقْبِلْ اِلَيْنَا بِوَجْهِكَ

نگاہ رحمت سے دیکھ۔ نگاہ کرم سے

الْكَرِيْمِ وَاقْبَلْ تَقَرُّبَنَا اِلَيْكَ وَانْظُرْ اِلَيْنَا

توجہ فرما۔ جس سے ہمارے شرف میں اضافہ ہو

نَظْرَةً رَحِيمَةً نَسْتَكْمِلُ بِهَا الْكَرَامَةَ عِنْدَكَ

ایک مرتبہ کی گئی نظر شفقت کو برقرار رکھ اس کے

ثُمَّ لَا تَصْرِفْهَا عَنَّا بِجُودِكَ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِ

جد امجد کے حوض کوثر سے ہمیں سیراب کر ایسا جام

جَدِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِكَأْسِهِ وَبِيَدِهِ رَيًّا

جو آپ کے ہاتھوں سے ہو کر سیراب کرنے والا ہو ہمارے لیے

رَوِيًّا هَنِيئًا سَائِغًا لَا ظَمَأَ بَعْدَهُ يَا أَرْحَمَ

باعث برکت ہو۔ ایسا کامل ہو کہ اس کے بعد کبھی پیاس محسوس نہ ہو اے ارحم

الرَّاحِمِينَ

الراحمین ط

عمل روز جمعہ

جمعہ کے دن آخری ساعت میں نماز امام زمان علیہ السلام پڑھے ہمارے استاد مرحوم حاج ملا آقا جان زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا وظیفہ تھا کہ جمعہ کے روز آخری ساعت میں (جو کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے ساتھ مربوط ہے)۔ نماز امام زمان علیہ السلام (عج) پڑھیں اور آنحضرتؑ کی یاد کے ساتھ اس دن کو گذاریں اس طریقہ سے آنحضرتؑ کے وجود مقدس کے ساتھ ارتباط رکھتے تھے اور بہت استفادہ کرتے تھے۔

ضمناً جو اشخاص اس عمل کے ذریعہ ارتباط برقرار رکھنا چاہتے ہیں ان کے لیے چند نکات بطور تذکرہ تحریر کر رہا ہوں۔

اوّل :۔

اگر کوئی شخص چاہتا ہو کہ اس نماز سے کاملاً استفادہ کرے تو اسے ہمیشہ پڑھتا رہے یعنی ہر روز جمعہ کے دن اسی معین وقت پر نماز پڑھے۔

دوئم :۔

نماز گذار سو مرتبہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہنے کے ساتھ عبادت کو خدا کے لیے اور خدا سے مدد طلب کرنے میں منحصر کرے اور اسے دل میں اس طرح جگہ دے جیسے کوئی کیل کو ہتھوڑے کے ساتھ سو مرتبہ کوٹتا ہے گویا شیطان

اسے کسی طریقہ سے بھی خدا کی یاد اور خلوص سے نہ نکال سکے یوں وہ خلوص کے آخری مراحل تک پہنچے گا

دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ حمد کو پڑھے جس وقت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. پر پہنچے تو اسے سو مرتبہ کہے اور اس کے بعد حمد کو تمام کرے سورہ حمد کے بعد سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھے نماز سے فارغ ہو کر بعد میں یہ دعا پڑھے انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو گی ۔

دُعا روزِ جمعہ

اَللّٰھُمَّ عَظُمَ الْبَلَآءُ وَبَرِحَ الْخَفَآءُ وَانْکَشَفَ الْغِطَآءُ

اے اللہ مصائب بڑھ گئے ہیں اور چھپی ہوئی تکالیف ظاہر ہو گئی ہیں پردے

وَضَاقَتِ الْاَرْضُ بِمَا وَسِعَتِ السَّمَآءُ وَاِلَیْکَ یَارَبِّ

ہٹ چکے ہیں جو کچھ آسمان اپنی وسعت سے نازل کرتا تھا روئے ارض تنگ ہو گیا ہے

اَلْمُشْتَکٰی وَعَلَیْکَ الْمُعَوَّلُ فِی الشِّدَّۃِ وَالرَّخَآءِ اَللّٰھُمَّ

اے اللہ میرا شکوہ تیری بارگاہ میں ہے تنگ دستی اور خوش حالی ہر

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الَّذِیْنَ اَمَرْتَنَا بِطَاعَتِھِمْ وَعَجِّلْ

حالت میں تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اے اللہ۔ محمد اور آل محمد کے ان افراد پر اپنی رحمتیں

اَللّٰھُمَّ فَرَجَھُمْ بِقَآئِمِھِمْ وَاَظْھِرْ اِعْزَازَہٗ یَا مُحَمَّدُ

نازل فرما۔ جن کی اطاعت کا تو نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اے اللہ! قائم آل محمد کے ظہور میں

یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا مُحَمَّدُ اِکْفِیَانِیْ فَاِنَّکُمَا کَافِیَایَ

جلدی فرما اس کی عزت کو ظاہر فرما اے محمد! اے علی۔ اے علی۔ اے محمد! آپ دونوں

یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا مُحَمَّدُ اُنْصُرَانِیْ فَاِنَّکُمَا

میری کفالت کریں آپ ہی میرے لیے کافی ہیں۔ اے محمد۔ اے علی۔ اے علی۔ اے محمد۔ آپ

نَاصِرَایَ یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا مُحَمَّدُ اِحْفَظَانِیْ

دونوں میری مدد کریں آپ ہی تو ہمارے مددگار ہیں۔ اے محمد۔ اے علی۔ اے علی۔ اے محمد! آپ

فَاِنَّکُمَا حَافِظَایَ یَا مَوْلَایَ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ یَا مَوْلَایَ

دونوں میرا تحفظ کریں آپ ہی تو میرے محافظ ہیں۔ اے میرے صاحب زمانہ

یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ یَا مَوْلَایَ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ

آقا! اے میرے مولا! اے صاحب الزمان۔ اے مولا

اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ

اے صاحب الزمان آپ فریاد رسی کریں آپ فریاد رسی کریں آپ فریاد رسی کریں۔ آپ

اَدْرِكْنِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ۔

میری مدد کریں۔ آپ میری مدد کریں۔ آپ میری مدد کریں۔ آپ سے پناہ مانگتا ہوں پناہ مانگتا ہوں

فضائل زیارت روز جمعہ

جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روز جمعہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت ولی عصر علیہ السلام (عج) کے ظہور کی انتظار باقی ایام کی نسبت زیادہ کرنی چاہیے اور یہ ایسا دن ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں آنحضرت کے مہمان ہیں اس لیے حضرت حجت ابن الحسن علیہ السلام کی زیارت جو سید ابن طاؤس نے نقل کی ہے جمعہ کے دن پڑھنی چاہیے۔

روز جمعہ زیارت امامؑ زمان

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ اَلسَّلَامُ

اے ارض الٰہیہ میں حجت خدا میرا سلام ہو۔ اے مخلوق خالق میں مظہر خالق میرا

عَلَيْكَ يَا عَيْنَ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

سلام ہو۔ اے اللہ کے وہ نور جس کی روشنی میں خواہش مندان ہدایت حاصل کرتے

نُوْرَ اللّٰهِ الَّذِيْ يَهْتَدِيْ بِهِ الْمُهْتَدُوْنَ وَيُفَرَّجُ

ہیں اور جس کی بدولت مومنین کے مصائب دور ہوں گے۔ میرا

بِهٖ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمُهَذَّبُ

سلام اے مقدس اور پاکیزہ نفس میرا

الْخَائِفُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْوَلِيُّ النَّاصِحُ

سلام اے اللہ کے ولی اور اللہ کی طرف سے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَفِيْنَةَ النَّجَاةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

نصیحت کنندہ میرا سلام اے کشتی نجات میرا سلام ہو۔ اے

يَا عَيْنَ الْحَيٰوةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ

سرچشمہ حیات میرا سلام ہو آپ پر اور آپ کے

وَعَلٰى اٰلِ بَيْتِكَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَلسَّلَامُ

طیب و طاہر اہل بیت پر میرا سلام۔ اللہ

عَلَيْكَ عَجَّلَ اللّٰهُ لَكَ مَا وَعَدَكَ مِنَ النَّصْرِ

آپ پر نزول رحمت فرمائے اللہ آپ سے کیے ہوئے وعدے نصرت

وَظُهُوْرِ الْاَمْرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ اَنَا

اور ظہور میں تعجیل فرمائے میرا سلام میں آپ کا غلام ہوں آپ کے

مَوْلَاكَ عَارِفٌ بِاُولٰيكَ وَاُخْرٰيكَ اَتَقَرَّبُ

آغاز و انجام کی واقفیت سے میرا اسلام آپکے اہل بیت کے ذریعے میں

اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِكَ وَبِاٰلِ بَيْتِكَ وَاَنْتَظِرُ

قرب الٰہی کا امیدوار ہوں میں آپ کے اور آپ کے ہاتھوں ظاہر

ظُهُوْرَكَ وَظُهُوْرَ الْحَقِّ عَلٰى يَدَيْكَ وَ

ہونے والے حق کا منتظر ہوں۔ میری دعا ہے خداوند عالم مجھے آپ کے

اَسْئَلُ اللّٰهَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

انتظار کنندگان اتباع کنندگان اور معاونین سے قرار دے میری

وَّاَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ لَكَ وَالتَّابِعِيْنَ

درخواست ہے کہ اللہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرمائے آپ کے

وَالنَّاصِرِيْنَ لَكَ عَلٰى اَعْدَآئِكَ وَالْمُسْتَشْهَدِيْنَ

اعدا کے خلاف مجھے آپکے انصار سے قرار دے آپ کے قدموں میں شہید ہونے

بَيْنَ يَدَيْكَ فِيْ جُمْلَةِ اَوْلِيَآئِكَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ

والے اولیاء میں میرا شمار ہو۔ اے میرے آقا! امام زمانہ آپ پر اور آپ کے

الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ بَيْتِكَ هٰذَا

اہل بیت پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ آج جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آپ کے ظہور

يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَوْمُكَ الْمُتَوَقَّعُ فِيْهِ ظُهُوْرُكَ

کا انتظار ہے۔ اسی دن آپ کے ظہور کے بعد آپ کے ذریعہ مومنین

وَالْفَرَجُ فِيْهِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى يَدَيْكَ وَقَتْلُ

کے مصائب سے نجات کی توقع ہے اور آپ کی تلوار سے قتل کفار

الْكَافِرِيْنَ بِسَيْفِكَ وَاَنَا يَا مَوْلَايَ فِيْهِ ضَيْفُكَ

کی امید ہے میرے آقا آج کے دن میں آپ کا مہمان

وَجَارُكَ وَاَنْتَ يَا مَوْلَايَ كَرِيْمٌ مِّنْ اَوْلَادِ

ہوں آپ کی پناہ میں ہوں۔ میرے آقا آپ کریم اور کریم

الْكِرَامِ وَمَأْمُورٌ بِالضِّيَافَةِ وَالْاِجَارَةِ فَأَضِفْنِي

آباء کی اولاد ہیں مجھے پناہ دینا اور میری میزبانی کرنا آج آپ کی ذمہ داری ہے

وَأَجِرْنِي صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أَهْلِ

براہ نوازش میری میزبانی بھی فرمایئے اور مجھے پناہ بھی مہیا فرمایئے آپ پر اور آپ

بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ

کے اہل بیت پر اللہ کی رحمتیں ہوں

درود شریف

اس میں شک ہی نہیں ہے کہ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں یا ظہور صغریٰ میں حضرت بقیۃ اللہ (عج) کے ظہور کی انتظار کرنا ایک بہترین عمل ہے۔

نیز۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ

فَرَجَھُمْ

پڑھنا (میں نے اس موضوع کے متعلق مصلح غیبی میں تفصیل سے لکھا ہے) اور اس میں شک نہیں ہے کہ جب تک آنحضرتؑ ظہور نہ فرمائیں آل محمدؐ، ذریت فاطمہ الزہرؑ کا (جو کہ زمین کے سب سے پہلے مالک ہیں) ظہور نہیں ہوگا۔
جب تک حضرت بقیۃ اللہ کا ظہور نہیں ہوگا اس وقت تک آل محمدؐ کے لیے سرور و خوشی نہیں ہے جو آل محمدؐ کے دوست ان میں خوشی دیکھتے ہیں ان کے لیے لازم ہے جیسا کہ اس کے متعلق حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت میں بھی پڑھتے ہیں۔ اسئل اللہ ان یرینا فیکم السرور والفرج ۔ اور بھی روایات میں اس کے پڑھنے کا حکم ہے کم از کم جمعہ کے دن ایک سو مرتبہ پڑھیں۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم

فضائل استغاثہ امام زمان علیہ السلام

اسی کتاب کے صفحہ پر زیارت سلام اللہ الکامل التام کا واقعہ نقل کیا گیا ہے اور کئی مرتبہ تجربہ کیا گیا ہے کہ یہ زیارت حضرت ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنے کے لیے بہت موثر ہے سید علی خان نے کتاب (کلم طیب) میں فرمایا ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو دو رکعت نماز آسمان کے نیچے پڑھے اور نماز کے بعد کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو کر اس زیارت کو پڑھے انشاءاللہ خداوند کریم اس کی حاجت پوری کرے گا۔

استغاثہ امام زمان علیہ السلام

سَلَامُ اللّٰهِ الْكَامِلُ التَّآمُّ الشَّامِلُ الْعَامُّ وَ

اللہ کی کامل اور مکمل سلامتی اللہ کی عمومی اور ہر لحاظ سے شامل سلامتی اللہ

صَلَوَاتُهُ الدَّآئِمَةُ وَبَرَكَاتُهُ الْقَآئِمَةُ التَّآمَّةُ

کی دائمی رحمتیں اور لازوال کامل برکتیں اللہ کی اس حجت اور اس ولی پر ہوں جو

عَلٰى حُجَّةِ اللّٰهِ وَوَلِيِّهٖ فِيْ اَرْضِهٖ وَبِلَادِهٖ وَ

اللہ کی طرف سے اللہ کی زمین اللہ کے شہروں پر اللہ کی مخلوق اور اللہ کے بندوں پر

خَلِيْفَتِهٖ عَلٰى خَلْقِهٖ وَعِبَادِهٖ وَسُلَالَةِ النُّبُوَّةِ

اللہ کا ولی اور خلیفہ ہے جو نبی اکرم کا فرزند ہے۔ عترت نبویہ کا بقیہ ہے۔ اور بقیہ عترت

وَبَقِيَّةِ الْعِتْرَةِ وَالصَّفْوَةِ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَمُظْهِرِ

مصطفٰی ہے جو صاحب زمانہ ہے۔ مظہر ایمان ہے احکام قرآن کی تلقین کرنے والا ہے

الْاِيْمَانِ وَمُلَقِّنِ اَحْكَامِ الْقُرْاٰنِ وَمُطَهِّرِ الْاَرْضِ

... سے۔ طول و عرض میں عدل پھیلانے والا ہے۔ جو

...ـطُوْلِ وَالْعَرْضِ وَالْحُجَّةِ الْقَآئِمِ

...ہدی ہے امام منتظر ہے۔ اللہ کا مرتضٰی ہے

...مُنْتَظَرِ الْمُرْتَضٰى وَابْنِ الْاَئِمَّةِ

اللہ کے مرتضٰی اوصیائے نبی کا

...بْنِ الْاَوْصِيَآءِ الْمَرْضِيِّيْنَ

والا ہے خود بھی معصوم اور معصوم ائمہ

...بْنِ الْاَئِمَّةِ الْهُدَاةِ الْمَعْصُوْمِيْنَ

... اے ضعیف مومنین

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُعِزَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُسْتَضْعَفِينَ

کو عزت دینے والے میرا آپ پر سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُذِلَّ الْكَافِرِينَ الْمُتَكَبِّرِينَ

ہو۔ اے متکبر ظالم کافروں کو

الظَّالِمِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ

ذلیل ورسوا کرنے والے میرا آپ پر سلام ہو۔ اے میرے

الزَّمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ رَسُولِ اللهِ اَلسَّلَامُ

صاحب الزمان آقا میرا آپ پر سلام ہو۔ اے فرزند رسول

عَلَيْكَ يَا بْنَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ

آپ پر میرا سلام ہو۔ اے فرزند امیر المومنین میرا آپ پر سلام ہو۔ اے

فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَيِّدَةِ نِسَآءِ الْعَالَمِينَ اَلسَّلَامُ

فرزند سیدۃ نساء عالمین زہرا میرا آپ پر سلام ہو۔

عَلَيْكَ يَا بْنَ الْاَئِمَّةِ الْحُجَجِ الْمَعْصُومِينَ وَالْاِمَامِ

اے معصوم حجج الہیہ کے معصوم بیٹے میرا آپ پر سلام ہو اے

عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ سَلَامَ

روئے ارض کے امام میرا آپ پر سلام اے میرے آقا میرا سلام یہ سلام ایسے

مُخْلِصٍ لَكَ فِي الْوِلَايَةِ اَشْهَدُ اَنَّكَ الْاِمَامُ الْمَهْدِيُّ

شخص کی طرف سے ہے جو آپ کی ولایت میں مخلص ہے میں گواہی دیتا ہوں

قَوْلًا وَفِعْلًا وَاَنْتَ الَّذِي تَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا

آپ قولاً و فعلاً امام مہدی ہیں آپ ہی وہ ہیں جو روئے ارض کو ظلم و جور

وَعَدْلًا بَعْدَ مَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا فَعَجَّلَ اللهُ

سے پر ہونے کے بعد عدل و انصاف سے پر کریں گے اللہ آپ کے ظہور میں جلدی

فَرَجَكَ وَسَهَّلَ مَخْرَجَكَ وَقَرَّبَ زَمَانَكَ وَكَثَّرَ

کرے اللہ آپ کے قیام کو آسان کرے اللہ آپ کے وقت کو قریب کرے

اَنْصَارِكَ وَ اَعْوَانَكَ وَ اَنْجِزْ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَهُوَ

اللہ آپ کے اعوان و انصار میں اضافہ کرے اللہ نے آپ سے جو

اَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ وَنُرِيْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

وعدہ فرمایا ہے اس کی ایفا میں جلدی کرے وہ اصدق القائلین ہے اس کا وعدہ ہے

اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ

ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جنہیں روئے ارض پر کمزور کر دیا گیا ہے ہم

نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ

انہیں ائمہ بنانا چاہتے ہیں روئے ارض کا وارث بنانا چاہتے اے میرے آقا اے

يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَاجَتِيْ كَذَا وَ كَذَا (كَذَا وكَذَا کی جگہ

صاحب الزمان اے فرزند رسول اے صاحب الزمان۔

اپنی حاجت بیان کرے) فَاشْفَعْ لِيْ فِيْ نَجَاحِهَا فَقَدْ

آپ بارگاہ الٰہی میں میری شفاعت کریں میں نے اپنی

تَوَجَّهْتُ اِلَيْكَ بِحَاجَتِيْ لِعِلْمِيْ اَنَّ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ

حاجت آپ کے سامنے اس لیے پیش کی ہے۔ کہ میں جانتا ہوں کہ بارگاہ الٰہی میں

شَفَاعَةً مَّقْبُوْلَةً وَّ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا فَبِحَقِّ مَنِ

آپ کی شفاعت قبول ہوتی ہے اور آپ کا مقام اللہ کے ہاں محمود ہے اس ذات کا

اخْتَصَّكُمْ بِاَمْرِهٖ وَارْتَضَاكُمْ لِسِرِّهٖ وَبِالشَّاْنِ

واسطہ جس نے آپ کو اولی الامر بنانے میں مخصوص فرمایا ہے اور تمہیں اپنا رازداں بنایا ہے

الَّذِيْ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سَلِ اللّٰهَ تَعَالٰى

اس عظمت کے پیش نظر جو آپ کی اللہ کے ہاں ہے آپ اللہ سے میری حاجت کی تکمیل

فِيْ نُجْحِ طَلِبَتِيْ وَاِجَابَةِ دَعْوَتِيْ وَكَشْفِ كُرْبَتِيْ۔

میری دعا کی قبولیت اور میری تکلیف کی دوری کے لیے اللہ سے سوال کریں

فضائل زیارت امام زمانہ علیہ السلام (عج)

مجھ سے کئی مرتبہ سوال کیا گیا ہے کہ ہم حضرت ولی عصر علیہ السلام (عج) کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنے کے لیے کونسا طریقہ اختیار کریں اور میں نے کئی دفعہ سنا ہے کہ کئی اشخاص نے اس زیارت کے وسیلہ سے آنحضرت کے ساتھ ربط پیدا کیا ہے ۔ لیکن فائدہ اس میں ہے کہ اسے ہمیشہ پڑھتا رہے ہر روز یا کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور پڑھے ہفتہ میں ایک دن معین کرے اور اس زیارت کے مضمون کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے اپنے دائیں ہاتھ کو آنحضرتؑ کا ہاتھ تصور کرے اور بائیں ہاتھ کو اپنا ہاتھ سمجھ کر دائیں ہاتھ پر رکھے نیت یہ ہو کہ آنحضرتؑ کی بیعت کر رہا ہوں اور اس بیعت کا پابند رہے تاکہ روحی اور بدنی قرب اسے حاصل ہو۔

زیارت امام زمان علیہ السلام

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ مَوْلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ

اے پروردگار ہمارے آقا صاحب الزمان پر درود و سلام بھیج تمام مومنین و

عَلَیْہِ عَنْ جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِیْ مَشَارِقِ

مومنات جو اس جہان میں مشرق و مغرب میں رہتے ہیں خشکی تری، دریا، پہاڑ

الْاَرْضِ وَمَغَارِبِھَا وَبَرِّھَا وَبَحْرِھَا وَسَھْلِھَا

پر رہتے ہیں جو زندہ ہیں اور جو ان میں سے فوت ہو گئے۔ ان کی طرف

وَجَبَلِھَا حَیِّھِمْ وَمَیِّتِھِمْ وَعَنْ وَالِدَیَّ وَوُلْدِیْ

میرے والدین اور میری اولاد کی طرف سے درود و سلام بھیج با عظمت عرش

وَعَنِّیْ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالتَّحِیَّاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللّٰہِ

کے وزن جتنا اور کلمات کی مقدار اور تیری رضا کی مقدار اس تعداد کے

وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَمُنْتَھٰی رِضَاہُ وَعَدَدَ مَا اَحْصَاہُ

مطابق جتنا کتاب آفرینش میں لکھا ہے اور اس کے علم نے احاطہ

کِتَابُہٗ وَاَحَاطَ بِہٖ عِلْمُہٗ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُجَدِّدُ لَہٗ

کیا ہوا ہے اے اللہ میں تجدید کرتا ہوں آج کے دن اور

فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَفِیْ کُلِّ یَوْمٍ عَھْدًا وَعَقْدًا وَ

ہر روز عہد، عقد، بیعت میری گردن پر ہے۔ اے اللہ

بَیْعَةً فِیْ رَقَبَتِیْ اَللّٰھُمَّ کَمَا شَرَّفْتَنِیْ بِھٰذَا

جیسا تو نے مجھے اس شرف (زیارت) سے نوازا ہے اور اس فضیلت سے عزت

التَّشْرِیْفِ وَفَضَّلْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْفَضِیْلَةِ وَخَصَصْتَنِیْ

بخشی ہے۔ اور اس نعمت کے ساتھ اختصاص دیا ہے پس

بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ فَصَلِّ عَلٰى مَوْلَايَ وَسَيِّدِيْ صَاحِبِ

اے پروردگار میرے آقا میرے سردار صاحب الزمان پر رحمت

الزَّمَانِ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَالذَّابِّيْنَ

بھیج اور مجھے آنحضرت ؑ کے پیروکاروں اور انصاروں اور مدافعین میں قرار

عَنْهُ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ

دے اور نصرت کنندگان میں سے قرار دے اور جو لوگ آنحضرت کے ساتھ مل کر

طَآئِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فِي الصَّفِّ الَّذِيْ نَعَتَّ اَهْلَهٗ فِيْ

جہاد میں شہید ہوں بغیر کراہت کمال شوق کے ساتھ ان میں سے قرار دے ان

كِتَابِكَ فَقُلْتَ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

مجاہدوں میں قرار دے جن کی صفت تیری ذات نے قرآن مجید میں بیان کی ہے ان

عَلٰى طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ وَاٰلِهٖ عَلَيْهِمُ

کی تعریف کی ہے کہ تیری اطاعت اور تیرے رسول ؐ کی اطاعت اور تیرے رسول ؐ کے

السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ بَيْعَةٌ لَّهٗ عُنُقِيْ اِلٰى يَوْمِ

اہلبیت کی اطاعت میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ڈٹے رہتے ہیں اے اللہ یہ عہد

الْقِيٰمَةِ

اور بیعت آنحضرت کے لیے قیامت تک میری گردن میں ہے۔

فضائل زیارت آل یٰسین

کہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنے والے افراد اس زیارت کے وسیلے سے بار بار حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچ کر شرف زیارت حاصل کر چکے ہیں۔ راتوں کو بہت کثیر تعداد کے جلسوں میں یہ زیارت پڑھی جاتی تھی اور انوار مشاہدہ کیے جاتے تھے کہ بندہ حکایت کرنے والا اس جگہ حاضر تھا۔

ایک اللہ تعالیٰ کا دوست، اطاعت گذار کہتا تھا کہ اگر کوئی حقیقی قرب کے ساتھ اس زیارت کو پڑھے اور اسے سلام کا جواب نہ ملے تو مجھے ملامت کرے اس سے پوچھا گیا کہ قرب حقیقی کیا ہے تو اس نے جواب دیا انسانی صفات حیات کو قوت بخشنا اور غرائز حیوانی کو کمزور کرنا یا بالکل ختم کرنا اور جو غرائز ضعیف ہوئے ہیں انہیں روحیات وصفات انسانی کے سپرد کرنا گناہوں سے بچ کر رہنے سے حقیقی قرب حاصل ہوتا ہے اور انسان آنحضرت کی بارگاہ میں قرب حاصل کر لیتا ہے۔

بطور مثال۔

ایک شخص جب ایک نامحرم عورت سے ہاتھ ملاتا ہے اور پھر توبہ نہیں کرتا اور اب چاہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مصافحہ کرے تو آنحضرت فرمائیں گے وہ ہاتھ جو گناہ گار ہے وہ امام زمان علیہ السلام کیساتھ مصافحہ کرے ممکن نہیں ہے۔ جس آنکھ نے گناہ کیا ہے، جس ہاتھ نے گناہ کیا ہے، جو بدن سر سے لیکر

پاؤں تک گناہوں میں غرق ہے کیا ممکن ہے حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات کرے۔!

اس بنا پر آنحضرتؑ کے ساتھ ملاقات کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ پاک و پاکیزہ روح اور خلوص کے ساتھ اس وجود مقدس کے سامنے جائے۔

لہذا اگر آنحضرتؑ کو دل کی آنکھوں کے ساتھ دیکھ لے تو اس کے مقابل کھڑے ہو کر کہے۔

زیارت آلِ یاسین

سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا دَاعِیَ اللّٰهِ

آلِ یٰسین (یعنی آلِ پیغمبر) پر سلام ہو۔ اے (امامِ زمان) مخلوقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کی طرف

وَرَبَّانِیَّ اٰیَاتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَابَ اللّٰهِ وَدَیَّانَ

دعوت دینے والے اور مظہر آیاتِ الٰہی آپ پر سلام ہو۔ اے درگاہ (لطف و رحمت) خدا و

دِیْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ اللّٰهِ وَنَاصِرَ حَقِّهٖ

حاکم و حافظ دینِ خدا آپ پر سلام ہو اے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور دینِ خدا کی نصرت کرنے والے

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَدَلِیْلَ اِرَادَتِهٖ

آپ پر سلام ہو۔ (اے (مخلوقِ خدا پر) حجتِ خدا اور مقاصدِ الٰہی کی طرف راہنمائی کرنیوالے آپ پر

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا تَالِیَ كِتَابِ اللّٰهِ وَتَرْجُمَانَهٗ

سلام ہو۔ اے کتاب خدا کی تلاوت کرنیوالے اور حقائق کے مفسر آپ پر سلام ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ فِیْ اٰنَآءِ لَیْلِكَ وَاَطْرَافِ نَهَارِكَ

دن اور رات کی تمام ساعات میں آپ پر سلام ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَقِیَّةَ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ اَلسَّلَامُ

اے بقیۃ اللہ زمین پر (حجتِ حق) آپ پر سلام ہو۔ اے عہد و پیمان

عَلَیْكَ یَا مِیْثَاقَ اللّٰهِ الَّذِیْ اَخَذَهٗ وَوَكَّدَهٗ

(مقامِ امامت و خلافت) کہ خدا نے اپنی مخلوق سے اس عہد کو لیا اور امت پر محکم قرار دیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَعْدَ اللّٰهِ الَّذِیْ ضَمِنَهٗ اَلسَّلَامُ

آپ پر سلام ہو۔ اے وعدہ خدا آپ پر سلام ہو وہ وعدہ جو کہ ضمانت شدہ ہے

عَلَیْكَ اَیُّهَا الْعَلَمُ الْمَنْصُوْبُ وَالْعِلْمُ الْمَصْبُوْبُ

اے بلند شدہ پرچم عدل خدا و علم و حکمت موہوب حق پناہ آپ پر سلام ہو

وَالْغَوْثُ وَالرَّحْمَةُ الْوَاسِعَةُ وَعْدًا غَيْرَ مَكْذُوبٍ

اور فریاد رس، خلق خدا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ (صدق محض ہے) ابداً خلاف نہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقُومُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ

ہوگا، آپ پر سلام ہو اے امام زمان آپ پر حالت میں سلام ہو جب آپ حکم خدا سے قیام

تَقْعُدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقْرَءُ وَتُبَيِّنُ اَلسَّلَامُ

فرمائیں اے امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ حکم خدا سے پردہ غیبت میں بیٹھیں اے امام

عَلَيْكَ حِينَ تُصَلِّي وَتَقْنُتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ

زمان آپ پر سلام ہو جب خدا کی کتاب پڑھیں اور اس کی تفسیر کریں حقائق آشکار فرمائیں اے

تَرْكَعُ وَتَسْجُدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُهَلِّلُ وَتُكَبِّرُ

امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ نماز پڑھیں اور قنوت کریں اے امام زمان آپ پر سلام ہو جب

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَحْمَدُ وَتَسْتَغْفِرُ اَلسَّلَامُ

آپ رکوع و سجود کریں اے امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ معبود کی اطاعت میں تہلیل و تکبیر کہتے ہیں

عَلَيْكَ حِينَ تُصْبِحُ وَتُمْسِي اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ فِي

اے امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ اپنے پروردگار کی حمد کرتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں اے امام

اللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

زمان صبح اور شام آپ پر سلام ہو اے امام زمان رات کی تاریکی اور روز روشن کے وقت آپ پر سلام

اَيُّهَا الْاِمَامُ الْمَامُونُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمُقَدَّمُ

ہو اے امام (دشمن کے ضرر سے) محفوظ و مامون آپ پر سلام ہو۔ اے امام (آپ پر سلام) جو کہ تمام عالم

الْمَامُولُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ بِجَوَامِعِ السَّلَامِ اُشْهِدُكَ

اور تمام مخلوق کی آرزو و مقدم ہے اے امام آپ پر تمام (انواع) سلام و درود ہو اے میرے مولا

يَا مَوْلَايَ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا

میں آپ کو گواہ قرار دیتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں

شَرِيكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ لَا

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد خدا کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں اہل بیت رسول اور

حَبِيبَ اِلَّا هُوَ وَاَهْلُهُ وَاُشْهِدُكَ يَا مَوْلَايَ اَنَّ

اس کے سوا کوئی حبیب نہیں اور وہی محبت الہیہ کا اہل ہے میرے آقا میں آپ کو گواہ

عَلِيًّا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حُجَّتُهُ وَالْحَسَنَ حُجَّتُهُ وَ

بناتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی حجۃ اللہ اور امیر المومنین ہے حسن حجت خدا ہے۔

الْحُسَيْنَ حُجَّتُهُ وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حُجَّتُهُ وَمُحَمَّدَ

حسین حجت خدا ہے۔ علی ابن حسین حجت خدا ہے۔ اور محمد ابن

بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ حُجَّتُهُ وَ

علی حجت خدا ہے اور جعفر ابن محمد حجت خدا ہے اور

مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ حُجَّتُهُ وَعَلِيَّ بْنَ مُوسَى حُجَّتُهُ

موسیٰ ابن جعفر حجت خدا ہے اور علی ابن موسیٰ حجت خدا ہے۔

وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ وَعَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ حُجَّتُهُ

اور محمد ابن علی حجت خدا ہے اور علی ابن محمد حجت خدا ہے

وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ اللهِ

اور حسن ابن علی حجت خدا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں

اَنْتُمُ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَاَنَّ رَجْعَتَكُمْ حَقٌّ لَا رَيْبَ

آپ ہی اول اور آپ ہی آخر ہیں آپ کی رجعت حق ہے۔ اس میں کوئی شک

فِيهَا يَوْمَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

نہیں وہ وہ دن ہوگا جس دن کسی کو اس وقت کا ایمان لانا فائدہ مند نہیں ہوگا۔ یا جس

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِي اِيمَانِهَا خَيْرًا وَاَنَّ

کے اپنے ایمان سے دنیا میں اچھائی حاصل نہ کی ہوگی۔ موت حق ہے۔ سوال

الْمَوْتَ حَقٌّ وَاَنَّ نَاكِرًا وَنَكِيرًا حَقٌّ وَاَشْهَدُ اَنَّ النَّشْرَ حَقٌّ وَ

منکر و نکیر حق ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں حشر و نشر حق ہے مبعوث ہونا حق ہے

الْبَعْثَ حَقٌّ وَاَنَّ الصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْمِرْصَادَ حَقٌّ

صراط حق ہے اللہ کی نگرانی حق ہے۔

وَالْمِیْزَانُ حَقٌّ وَّالْحَشْرُ حَقٌّ وَالْحِسَابُ حَقٌّ وَ
میزان حق ہے۔ محشور ہونا حق ہے۔ جنت اور جہنم حق ہیں۔ اللہ
الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ حَقٌّ وَّالْوَعْدُ وَالْوَعِیْدُ بِھِمَا حَقٌّ
کے وعدے اور وعید حق ہے میرے آقا جس نے آپ کی مخالفت کی
یَا مَوْلَایَ شَقِیَ مَنْ خَالَفَکُمْ وَسَعِدَ مَنْ اَطَاعَکُمْ
بدنصیب ہے جس نے آپ کی اطاعت کی نیک نصیب ہے میں نے جن چیزوں کا آپ
فَاشْھَدْ مَا اَشْھَدْتُکَ عَلَیْہِ وَاَنَا وَلِیٌّ لَّکَ بَرِیْءٌ
کو گواہ بنایا ہے میں انکی گواہی دیتا ہوں میں آپ کا موالی ہوں آپ کے اعداء سے
مِّنْ عَدُوِّکَ فَالْحَقُّ مَا رَضِیْتُمُوْہُ وَالْبَاطِلُ مَا
بری ہوں۔ جس پر آپ راضی ہوں وہی حق ہے اور جس پر آپ ناراض ہوں
اَسْخَطْتُمُوْہُ وَالْمَعْرُوْفُ مَا اَمَرْتُمْ بِہٖ وَالْمُنْکَرُ
باطل ہے جس کا آپ حکم دیں وہی نیکی ہے۔ اور جس سے آپ روکیں وہی
مَا نَھَیْتُمْ عَنْہُ فَنَفْسِیْ مُؤْمِنَۃٌ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ لَا
برائی ہے میرا نفس واحد اور لاشریک اللہ پر اس کے رسول پر
شَرِیْکَ لَہٗ وَبِرَسُوْلِہٖ وَبِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
امیر المومنین پر اور آپ تمام پر ایمان رکھتا ہے۔
بِکُمْ یَا مَوْلَایَ اَوَّلِکُمْ وَاٰخِرِکُمْ وَنُصْرَتِیْ مُعَدَّۃٌ
میرے آقا میرا نفس آپ کے اول و آخر کا مومن ہے۔ میرا تعاون
لَّکُمْ وَمَوَدَّتِیْ خَالِصَۃٌ لَّکُمْ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ۔ اس کے
آپ سے ہے۔ میری مخلصانہ محبت آپ کے لیے ہے آمین
بعد اس دعا کو پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی
اے اللہ میں تجھ سے تیرے نبی رحمت پر نزول
مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ رَحْمَتِکَ وَکَلِمَۃِ نُوْرِکَ وَاَنْ تَمْلَأَ
رحمت کا سوال کرتا ہوں جو تیرے نور کا کلمہ ہے۔ میں سوال کرتا

قَلْبِي نُورَ الْيَقِينِ وَصَدْرِي نُورَ الْإِيمَانِ وَفِكْرِي

ہو۔ میرا دل نوریقین سے، میرا سینہ نورِ ایمان سے، میری فکر نورِ نیت سے

نُورَ النِّيَّاتِ وَعَزْمِي نُورَ الْعِلْمِ وَقُوَّتِي نُورَ الْعَمَلِ

میرا عزم نورِ علم سے، میری قوت نورِ عمل سے۔ میری

وَلِسَانِي نُورَ الصِّدْقِ وَدِينِي نُورَ الْبَصَائِرِ مِنْ

زبان نورِ صدق سے، میرا دین نورِ بصیرت سے میری

عِنْدِكَ وَبَصَرِي نُورَ الضِّيَاءِ وَسَمْعِي نُورَ الْحِكْمَةِ

آنکھ نورِ ہدایت سے۔ میرے کان نورِ حکمت سے میری

وَمَوَدَّتِي نُورَ الْمُوَالَاةِ لِمُحَمَّدٍ وَآلِهِ عَلَيْهِمُ

مودت نورِ ولایت آل محمد سے پر کردے حتے کہ میں تیرے

السَّلَامُ حَتَّى أَلْقَاكَ وَقَدْ وَفَيْتُ بِعَهْدِكَ وَ

ساتھ ملاقات کروں۔ تو تیرے عہد و میثاق سے عہدہ برا

مِيثَاقِكَ فَتُغَشِّيَنِي رَحْمَتَكَ يَا وَلِيُّ يَا حَمِيدُ

ہو کر آؤں۔ اے ولی و حمید اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ فِي أَرْضِكَ وَخَلِيفَتِكَ

دے۔ اے اللہ روئے زمین ہو پیہانی حجت محمدؐ پر رحمت نازل فرما

فِي بِلَادِكَ وَالدَّاعِي إِلَى سَبِيلِكَ وَالْقَائِمِ بِقِسْطِكَ

جو تیرے شہروں میں تیرا خلیفہ ہے۔ جو تیری راہ کی طرف بلاتا ہے۔ جو

وَالثَّائِرِ بِأَمْرِكَ وَلِيِّ الْمُؤْمِنِينَ وَبَوَارِ الْكَافِرِينَ

تیرے عدل کو قائم کرتا ہے۔ جو تیرے احکام کو نافذ کرتا ہے۔ جو مومنین

وَمُجَلِّي الظُّلْمَةِ وَمُنِيرِ الْحَقِّ وَالنَّاطِقِ بِالْحِكْمَةِ

کا مولیٰ اور کفار کی ہلاکت ہے ظالموں کو تباہ کرنے والا اور حق کو جاگر کرنے والا

وَالصِّدْقِ وَكَلِمَتِكَ التَّامَّةِ فِي أَرْضِكَ الْمُرْتَقِبِ

ہے جو حکمت و صداقت سے بولنے والا ہے۔ جو تیری زمین پر تیرا کلم کامل ہے

الْخَائِفِ وَالْوَلِيِّ النَّاصِحِ سَفِينَةِ النَّجَاةِ وَعَلَمِ

جو خائف اور تیرے حکم کا منتظر ہے جو مولائے ناصح ہے جو کشتی نجات اور ہدایت کا

الْهُدَى وَنُورِ أَبْصَارِ الْوَرَى وَخَيْرِ مَنْ تَقَمَّصَ

علم ہے۔ چشم کائنات کا نور ہے ہر لباس پہننے والے اور چادر اوڑھنے والے

وَارْتَدَى وَمُجَلِّي الْعَمَى الَّذِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ

کا فخر ہے۔ تاریکی اور ضلالت کو دور کرنے والا ہے۔ جو روئے ارض کو

عَدْلاً وَقِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً إِنَّكَ عَلَى

اس طرح عدل و انصاف سے پر کرے گا جس طرح ظلم و جور سے پر ہو چکی ہو

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى وَلِيِّكَ وَابْنِ

گی تو علی کلیتی قدیر ہے۔ اے اللہ اپنے ولی پر انزال رحمت فرما۔ جو تیرے ان

أَوْلِيَائِكَ الَّذِينَ فَرَضْتَ طَاعَتَهُمْ وَأَوْجَبْتَ

اولیائے کا فرزند ہے۔ جن کی اطاعت تونے فرض کی ہے جن کا حق تونے

حَقَّهُمْ وَأَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَهُمْ

واجب کیا ہے جن سے تونے رجس کو دور کیا ہے اور اس طرح پاک کیا ہے

تَطْهِيراً اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُ وَانْتَصِرْ بِهِ لِدِينِكَ

جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔ اے اللہ تو اس کی مدد فرما اور اس سے اپنے دین کی

وَانْصُرْ بِهِ أَوْلِيَاءَكَ وَأَوْلِيَاءَهُ وَشِيعَتَهُ

نصرت حاصل کر اپنے اور اس کے موالیوں کی اس کے ذریعہ مدد فرما اس کے شیعہ اور

وَأَنْصَارَهُ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ

اس کے انصار کی نصرت فرما۔ ہمیں شیعہ اور انصار سے بنا۔ اے اللہ اسے ہر

شَرِّ كُلِّ بَاغٍ وَطَاغٍ وَمِنْ شَرِّ جَمِيعِ خَلْقِكَ وَ

سرکش ہر گمراہ کے شر سے محفوظ رکھ اپنی تمام مخلوق کے شر سے

احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ

اسے بچا اس سامنے سے عقب سے دائیں سے بائیں سے محفوظ

يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَاحْرُسْهُ وَامْنَعْهُ مِنْ اَنْ

رکھ۔ اس کی حفاظت فرما کسی قسم کی تکلیف کو اس سے دور رکھ اس کے ذریعہ

يُّوْصَلَ اِلَيْهِ بِسُوْءٍ وَاحْفَظْ فِيْهِ رَسُوْلَكَ وَ

اپنے رسول اور آل رسول کا تحفظ فرما۔ اس کے ذریعہ اپنے عدل کو ظاہر

اٰلَ رَسُوْلِكَ وَاَظْهِرْ بِهِ الْعَدْلَ وَاَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ

فرما۔ اپنی نصرت سے تائید فرما اس کے مددگاروں کی نصرت فرما اس کے دشمنوں

وَانْصُرْ نَاصِرِيْهِ وَاخْذُلْ خَاذِلِيْهِ وَاقْصِمْ قَاصِمِيْهِ

کو رسوا کر اس کے خلاف لڑنے والوں کی کمر توڑ کفر کے فرعونوں کو اس کے

وَاقْصِمْ بِهٖ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ وَاقْتُلْ بِهِ الْكُفَّارَ وَ

ذریعہ زیر کر تمام کفار کو اس کے ہاتھوں واصل جہنم کر۔ تمام

الْمُنَافِقِيْنَ وَجَمِيْعَ الْمُلْحِدِيْنَ حَيْثُ كَانُوْا مِنْ

منافقین اور تمام ملحدین کو اپنے کیفر کردار تک پہنچا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں

مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا بَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَامْلَأْ بِهِ الْاَرْضَ

مشرق میں ہوں یا مغرب میں خشکی میں ہوں یا سمندر میں۔ اس کے ذریعہ کرہ ارض

عَدْلًا وَاَظْهِرْ بِهٖ دِيْنَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاجْعَلْنِيْ

کو گہوارہ عدل بنا۔ اپنے نبیؐ کے دین کو اس کے ذریعہ ظاہر فرما اے اللہ! مجھے اس

اَللّٰهُمَّ مِنْ اَنْصَارِهٖ وَاَعْوَانِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَشِيْعَتِهٖ وَاَرِنِيْ

کے انصار اعوان تابع فرمانوں اور شیعوں سے بنا۔ آل محمدؐ کے سلسلہ میں مجھ میں کچھ دکھا

فِيْ اٰلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَا يَاْمُلُوْنَ وَفِيْ عَدُوِّهِمْ

جس کی انہیں تجھ سے امید ہے ان کے دشمنوں کو جن سے انہیں خطرہ ہے نابود فرما

مَا يَحْذَرُوْنَ اِلٰهَ الْحَقِّ اٰمِيْنَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

دے الٰہ حق قبول فرما۔ اے صاحب عزت و جلال اور اے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

ارحم الرحمین دعا قبول فرما

خاتمہ کتاب

ایک شخص جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا قصہ بھی اس نے میرے لیے بیان نہیں کیا لیکن اسے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے اور اپنی حاجات و مرادیں پائی ہیں اور میں بھی اس کے بارے میں یقین رکھتا ہوں۔

اس نے استغاثہ آنحضرتؑ کے بارے میں اور اس کے اثر کے متعلق بیان کیا تھا وہ کہتا تھا۔

کہ موثر ترین استغاثہ برائے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) وہ ہے جسے حاجی مرحوم نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نجم الثاقب میں چھٹی حکایت میں لکھا ہے وہ ان حکایات میں سے ہے جو لوگ آنحضرت کی غیبت کبریٰ میں حضرت امام زمان علیہ السلام (عج) کی خدمت میں پہنچے۔ اور وہ استغاثہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تَوَسَّلْتُ اِلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب النبأِ العظیم والصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ وعصمۃ اللاجین بِاُمِّکَ سَیِّدَۃِ نساء العالمین و باٰبائک الطَّاهِرِیْنَ وَبِاُمَّهَاتِكَ الطَّاهِرَاتِ بیٰس والقراٰنِ الحکیم والجبروت العظیم وحقیقۃ

العظیم وحقیقۃ الایمان ونور النور وکتاب مسطور ان تکون سفیری الی
اللہ تعالیٰ فی الحاجۃ بفلان بن فلان
اگر اس جگہ دشمن کا ضرر دور کرنا مقصود تو فلاں بن فلاں کی جگہ اس کا اور
اس کے باپ کا نام لکھیں۔
مثلاً۔ ان تکون سفیری الی اللہ تعالیٰ فی الحاجۃ لھلاک
یزید بن معاویۃ۔
اگر کسی دوسرے آدمی کے لیے دعا کرنا مقصود ہو تو نامہ کے آخر میں اس
طرح لکھے۔
ان تکون سفیری الی اللہ فی الحاجۃ لحسن بن رضا۔
اس نام کی جگہ پر جو شخص مقصود ہو اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھا جائے
اور پھر اس رقعہ، استغاثہ کو پاک مٹی میں یا آٹے میں رکھ کر نہر یا دریا یا پھر
کنوئیں میں ڈال دے۔
جس وقت اسے پانی میں ڈالنے لگے اس وقت اس طرح کہے
یَاعُثْمَانَ بْنَ سَعِیْد وَیَا مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ اُوْصِلَا رُقْعَتِیْ
اِلٰی صَاحِبِ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِ۔
اگر اس عبارت کا ترجمہ اپنی زبان میں کہہ دے تو بھی کافی ہے ترجمہ یہ ہے
(اے عثمان بن سعید اور اے محمد بن عثمان یہ دونوں آنحضرتؐ کے خاص نائب تھے)
میرا یہ رقعہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) کی خدمت میں پہنچا دیں

دُعا ظہور امامِ زمان علیہ السلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ کُنۡ بِوَلِیِّکَ الۡحُجَّۃَ ابۡنَ

اے پروردگار تو ولی عصر حجۃ ابن الحسن

الۡحَسَنِ صَلَوَاتُکَ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰبَآئِہٖ

علیہ السلام (کہ اُن پر اور اُن کے آباؤ اجداد پر

فِیۡ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ وَفِیۡ کُلِّ سَاعَۃٍ

ہر گھڑی تیرا درود و سلام ہو) کے لیے ولی

وَلِیًّا وَّحَافِظًا وَّقَآئِدًا وَّنَاصِرًا

محافظ، رہبر، مددگار، رہنما اور نگہبان بن جاتا ہے کہ

وَّدَلِیۡلًا وَّعَیۡنًا حَتّٰی تُسۡکِنَہٗ

مخلوق کو اس زمین میں ان کی حیات کی وجہ سے

اَرۡضَکَ طَوۡعًا وَّتُمَتِّعَہٗ

اطمینان اور لذت نصیب ہو اور زیادہ سے زیادہ

فِیۡھَا طَوِیۡلًا

حاصل ہو

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ ساغر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید انعام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ممتاز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا احمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم